سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۴

عربی سے اردو ترجمہ کتاب

طہارت القلوب والخضوع لعلام الغیوب

تصنیف لطیف

جناب سیدی عبد العزیز الدیرنی رحمۃ اللہ علیہ

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ـــــ بازار کشمیری

لاہور

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی خاطر بصرف
زر کثیر با محاورہ عربی سے اردو ترجمہ کراکر

انڈین سسٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو رادھا کشن کے چھپوائی

تصوف کی سراپا رحمت بے نظیر قابل دید کتابوں کا لاجواب سلسلہ

عین الفقر

یہ کتاب بیدار اسرار الٰہی عاشقوں کی جان صوفیوں کا ایمان حضرت سلطان باہو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلےٰ تصنیفات سے ہے اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے ۔جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں ان کا فرض ہے کہ اس ذریعے بہا کو خرید کر حرز جان بنائیں ۔جو خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے قیمت - - - - علہ

مجالستہ النبی

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے ۔اس میں بھی حضرت نے نہایت عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبان خدا و عاشقان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے احسان عظیم فرمایا ہے ۔جو خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے ۔قیمت - - - - ۲ر

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے اور طالبان مولےٰ کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے ۔قابل دید و نایاب کتاب ہے - - - - قیمت ۲ر

حجت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا بصرف زر کثیر نہایت عمدہ ترجمہ کرایا گیا ہے اسمیں بھی حضرت نے طالبان مولا پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے ۔ - - - - - - قیمت ۲ر

کلید التوحید

یہ رسالہ سراپا برکت تصنیف لطیف حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں لکھا ہے اگر کوئی شخص اس سراپا رحمت رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے اگر بے علم ہو تو عالم با مفسر ہو اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے اگر فقیر ہو تو غنی بنے مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ گنجینہ اسرار الٰہی بحکم خدا (الہام) اور بحضور سرور کائنات جناب فخر کائنات صلے اللہ علیہ وسلم لکھا گیا ہے ۔اور اسی وجہ سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا ہے ۔جو خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے - - - - - قیمت ۲ر

محک الفقرا

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف سے ہے اور طالبان مولا کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کرایا گیا ہے ۔بس قابل دید و نایاب کتاب ہے ۔قیمت - - - - ۱۲ر

نور الہدےٰ

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے نہایت قابل دید کتاب ہے ۔قیمت - - ۱۲ر

اُردو ترجمہ کتاب

طہارت القلوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے زمانہ کے عالم اور اپنے وقت کے یکتا سلف صالحین کے بقیہ علم امام شیخ ضیاء الدین عبدالعزیز بن احمد بن سعید الدیرینی نے (راضی ہووے اللہ تعالیٰ اس سے۔ اور اس کا گھر جنت میں بناوے اور ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اس کی اور اس کے علوم اور خلوت و جلوت کی برکتوں سے دین و دُنیا اور آخرت میں نفع دے) کہا ہے۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو لغات بننے سے پہلے ہی اپنے اسماء حسنیٰ میں یکتا ہے اور اپنی صفات محمودہ میں اپنی شان عظیم کے ساتھ یگانہ ہے۔ طالب رغبت و طلب سے اُس کے شیدا ہیں۔ اور عاشق شوق و طرب سے اُس کے ذکر کے فریفتہ ہیں۔ اور عبادت کرنے والے عبودیت اور بندگی سے اُس کی خدائی کے قائل ہیں۔ جو اپنے تمام اوصاف خداوندی میں یکتا ہے۔ اور وہی معبود برحق ہے۔ وہ اول و ازلی ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں۔ اور اول ہی سے عنایت فرمانے والا ہے۔ وہ آخر ابدی باقی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اور آخرت میں بخشش اور احسان اور کفایت اور رعایت سے فضل کرنے والا ہے۔ وہ ملک اور ایجاد و اختراع پر قادر ہے۔ وہ مالک و متصرف ہے۔ کوئی اس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ وہ قدوس اور تمام آفات سے بری ہے۔ وہ سبوح اور منزہ اور اُس کی تمام لغات میں تسبیح ہوتی ہے۔ وہ سلام اور مخلوقات کے نقصانوں سے بچا ہُوا ہے۔ اور ایمانداروں اور نیکو کاروں پر سلامت اور سلام سے فضل کرنے والا ہے۔ وہ حمد دیدہ ہے جس کے مشابہ کوئی مخلوق نہیں۔ وہ اغیار سے غنی ہے اور کوئی جہت اُس کو حاوی نہیں ہے۔ وہ قیوم اور مدبر

ہے جو اپنی قدرت سے زمین اور آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے۔ وہ واحد ہے۔ اور کوئی اس کے ملک و افعال میں شریک نہیں۔ وہ احد ہے اور اس کی صفات کمال میں کوئی اس کا نظیر نہیں۔ وہ وتر اور فرد ہے جس کے جلال میں کوئی اس کا ہمنام نہیں ہے۔ وہ حمید اپنی صفات کمال سے محمود ہے۔ وہ حیّ ہے جس کی حیات کو کوئی زوال نہیں۔ وہ اپنے علم قدیم سے عالم ہے نہ ضروری اور استدلالی ہے۔ وہ علیم و خبیر و واسع و محصی اور احوال باطن پر محیط ہے۔ وہ مومن ہے جس کی ذات اپنے علم و قول و اخبار میں صادق ہے۔ وہ مہیمن اور شہید ہے جس کی ذات پاک خلقت کی شہادت سے پہلے ہی اپنی وحدانیت پر شاہد ہے۔ وہ اپنی مخلوقات میں سے صادقین کے صدق کو جاننے والا ہے۔ وہ شاہد ہے جس کی علم و رویت سے کوئی شئے مخفی نہیں۔ وہ سمیع ہے بغیر کان لگانے کے اور چپ رہنے کے۔ وہ بصیر ہے بغیر اعضاء کے اور التفات کے۔ وہ رقیب ہے جس سے بندوں کا کوئی فعل پوشیدہ نہیں۔ وہ تمام موجودات سے اپنے علم کے ساتھ اور اپنے دوستوں سے باطنی قرب کے ساتھ قریب ہے۔ وہ حفیظ ہے جس کو سہو و نسیان لاحق نہیں ہوتا۔ وہ حافظ ہے اور جس کی وہ حفاظت کرتا ہے۔ اس پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ایسی قدرت قدیمہ کے ساتھ قادر ہے۔ جس کے ساتھ تمام اعیان و آثار کو ایجاد کیا ہے۔ وہ قدیر، مقتدر، قوی، متین، قاہر، قہار ہے۔ اور اپنے ارادۂ قدیم کے ساتھ جو کچھ چاہے کرنے والا ہے۔ اور اپنی حکمت کے ساتھ جس طرح چاہے اور جسے چاہے مقدم و مؤخر کرنے والا ہے۔ اور تمام خیر و شر اور نفع ضرر اور ایمان و کفر اور نفع و نقصان اسی کی قضاء اور ارادہ سے ہے۔ وہ رحمٰن و رحیم اور رؤف کریم اور صبور، حلیم اور ودود و غفور و غفّار اور عفو اور جلیل و جبّار ہے۔ اس کی رحمت و رأفت و نیکی اور احسان اور انعام کو چاہتی ہے اور اس کی دوستی اور محبت قرب اور عزت کو چاہتی ہے۔ اور اس کی مغفرت قصوروں کو ڈھانپنا چاہتی ہے۔ اور اس کا عفو برائیوں کے نشان کو مٹانا چاہتا ہے اور اس کا صبر و حلم عذاب میں تاخیر چاہتا ہے اور اس کا جمال و احسان تمام بھلائیاں چاہتا ہے۔ وہ اپنی ایسی قدیم و ازلی کلام کے ساتھ متکلّم ہے جس کے مانند کسی مخلوق

کی کلام نہیں۔ اسی کلام کے ساتھ نیکیوں کا امر کرتا اور برائیوں سے منع کرتا ہے۔ اور خوشخبری دیتا اور ڈراتا اور وعدہ و وعید دلاتا اور خبر دیتا ہے۔ اور قرآن اُس کی کلام قدیم ہے۔ اور مخلوق نہیں جو کچھ زمانہ کے بعد فانی ہو جائے۔ اور نہ ہی مخلوق کی صفت ہے کہ قلمیں اس کو فنا کر سکیں۔ اس مہیمن علام کی صفات وہم کے احاطہ سے برتر ہیں۔ اس کی کلام زبانوں سے پڑھی جاتی ہے اور صحفوں میں لکھی ہوئی اور سینوں میں محفوظ ہے۔ اور اُس کی صفات کے ساتھ کسی اور کے وصف بیان نہیں کئے جاتے۔ اور نہ ہی زمانہ کے حوادث ان کو بدلا سکتے ہیں۔ وہ شکور ہے جو اپنے قول سے نیکو کاروں کی تعریف کرتا ہے اور شکر کرنے والوں کو اپنے احسان اور بخشش سے جزا دیتا ہے۔ وہ باری اور مصور ہے بغیر مثال کے۔ وہ بدیع اور مبتدع اور مبدی اور فعال اور متفضل اور وہاب اور سوال سے اول نعمتیں بخشنے والا ہے۔ وہ رزاق اور بغیر کسی حیلہ کے رزق عطا کرنے والا ہے۔ وہ فتاح اور مشکل اسباب کو آسان کرنے والا ہے۔ اور قیامت کے دن جھگڑا کرنے والوں کے درمیان اپنی حکمت سے فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ قابض اور باسط ہے یعنی ارواح کو وقت مقررہ کے ختم ہو جانے پر قبض کرنے والا اور اعمال کے پیش کرنے کے لئے قبروں سے جی اُٹھنے کے وقت بدنوں میں اُن کو پھر ڈال لینے والا ہے۔ اور رزقوں کو قبض کرتا اور عدل سے تنگ کرتا ہے۔ اور اپنی نعمتوں کو عام کرتا اور اپنے فضل سے اُن کو فراخ کرتا ہے۔ اور جانوں کو غم و رنج سے قبض کرتا ہے اور سرور اور خوشی سے خوش کرتا ہے وہ خافض اور رافع ہے۔ جس کا چاہتا ہے عزت کے ساتھ قدر بلند کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ذلت و خواری اور انتقام سے پست کرتا ہے۔ اور حق اور اس کی دلیل کو بلند کرتا ہے اور باطل اور اُس کے راستہ کو پست کرتا ہے۔ اور اپنے عہد کے نگاہ رکھنے اور دوستی کے نباہنے اور نرمی سے کام لینے اور وعدہ کو سچا کرنے سے اپنے دوستوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کو اپنی بارگاہ سے دور اور مردود کرنے اور ہانکنے سے پست و ذلیل کرتا ہے۔ وہ حَکَم اور اپنے تمام احکام میں عادل ہے۔ وہ اپنے بندوں پر لطیف اور عزت و اکرام سے مہربانی

فرماتا ہے۔ وہ حبیب اور اپنے دوستوں کے لئے کافی ہے۔ اور عاجزوں اور بیچاروں کی دعا کو جب وہ اسے پکاریں قبول کرنے والا ہے۔ وہ پیغمبروں اور موتوں کو بھیجنے والا ہے۔ وہ وکیل اور اس شخص کے کام کا متولی ہے۔ جو مصیبتوں میں اُس کی طرف رجوع کرے۔ وہ ولی اور ناصر ہے۔ اس شخص کا جو اُس کی طرف منہ کرے وہ مبدی اور معید اور محی اور ممیت ہے اور اس کے سوا کوئی اور پادشاہ نہیں ہے وہ توّاب اور اپنے بندوں کو معصیت کے گڑھے سے نکال کر بساط قرب کی طرف پہنچانے والا ہے۔ وہ مقسط اور اپنے تمام حکموں میں عادل ہے۔ وہ اپنے نافرمانبرداروں اور منکروں سے بدلہ لینے والا ہے۔ وہ ہادی ہے۔ اور اُسی کی ہدایت سے مومن اس کو ایک جانتے اور اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ نور ہے جس کی ہدایت سے اُس کی معرفت ظاہر ہوئی ہے۔ اور وہ مومنین کے دلوں کو انوار ولایت سے روشن کرنے والا ہے۔ وہ رشید اور مرشد ہے اس شخص کے لئے جس کو اپنی طرف بلاتا اور ہدایت دیتا ہے۔ وہ غنی ہے اور جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور کفایت کرتا ہے۔ وہ مانع ہے اور اپنی حفاظت اور عنایت سے بلا کو ٹالتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے اِمتحان اور آزمایش سے عطا کو روکتا ہے۔ وہ جسموں کے اجزا کو بوسیدہ ہو جانے کے بعد جمع کرنے والا ہے۔ وہ معز اور مذل ہے اور جس کو وہ عزت دے۔ وہی شریف اور بلند رتبہ ہے۔ وہ علی اور اعلیٰ اور متعال ہے۔ اور اُسکی بلندی تعظیم وجلال کی بلندی ہے۔ وہ عظیم اور کبیر اور اکبر اور متکبّر ہے۔ اور اس کا کبریا اس کے قہر وکمال کی وصف ہے۔ وہ مجید اور رفیع ہے جس کو وہم وخیال ادراک نہیں کرسکتے۔ وہ ظاہر ہے جس کو اُس کی صنعت سے عقلیں پہچانتی ہیں۔ وہ باطن ہے جس کی بے نیازی کو معلوم کرنے کے لئے کوئی راہ نہیں۔ وہ جبار ہے۔ جس کے جلال کو عقلیں احاطہ نہیں کرسکتیں۔ وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے۔ اور اپنے افعال میں سے جس فعل پر چاہتا ہے۔ ان کو لگاتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ان کے احوال کو درست کرنے سے فضل کرنیوالا ہے۔ وہ عزیز ہے۔ جس کا کوئی ضد اور شبیہ نہیں۔ وہ غالب اور عزت

بخشنے والا ہے اس شخص کو جو اس سے دوستی لگائے۔ وہ جلیل ہے جس کے جلال میں عارفوں کی عقلیں دنگ ہیں۔ اور اس کی تعریف میں وصف کرنے والوں کی زبانیں گونگی ہیں۔ پس وہ اس کے جلال اور جمال کے درمیان خوش رہتے اور اس کی ہدایت کے نوروں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی مضبوط رسّی سے پنجہ مارتے ہیں اور جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی حق اور صاف بیان کرنیوالا ہے۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں اس بات پر کہ اس نے ہم کو اپنی معرفت عطا کی۔ اور بڑی اعلےٰ نعمت سے سرفراز کیا۔ ایسی گواہی سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی نعمت اور عطا شمار کیا ہے اور قیامت تک اس کو وسیلہ بنایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں مگر وہی اللہ جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ تعالےٰ کا بندہ اور اس کا برگزیدہ رسول ہے۔ جس کے آنے سے سینوں کی بیماریاں دور ہوگئیں۔ اور شفا حاصل ہوگئی۔ اس پر اور اس کی آل و اصحاب پر جو ہدایت کے چراغ ہیں اللہ کی طرف سے دائم اور پے درپے اور ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو۔

واما بعد! اس کتاب میں چند فصلیں ہیں۔ اس سے وہی شخص نصیحت حاصل کریگا۔ جو اس کی طرف قبولیت کے کان لگائیگا۔ اور اس سے وہی شخص نفع پائیگا۔ جس کا دل اس باغیچہ کی طرح ہوگا۔ جو بارش اور شبنم سے تر و تازہ ہو۔ میں نے اس کتاب کو آیات مفسرہ اور معتبر اور مؤثر حدیثوں اور عجیب عجیب وعظ سے بھرے ہوئے خطبوں اور سلف صالحین کے منقولہ کلموں اور عاملین اماموں کی کتابوں کی نظم و نثر سے جمع کیا ہے۔ اور اس کا نام طہارۃ القلوب والخضوع لعلام الغیوب رکھا ہے۔ اور یہ نام میں نے اس لئے رکھا ہے۔ کہ جب میں اس کتاب کو پورا کر چکا تو خواب میں دیکھا کہ یہی نام موٹے خط سے اس پر لکھا ہوا ہے۔ پس یہی نام رکھ دیا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو ایسے راستہ پر چلائے جو ہم کو اس کی طرف پہنچائے۔ اور اپنی بارگاہ کے لئے حسن ادب عطا فرمائے۔ اور ہمارے مقصود وں

اور ارادوں کو ناقص اپنے لئے ہی بنائے۔ بیشک وہی سُننے والا اور جاننے والا ہے

پہلی فصل ایمان میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنی صنوعات کے صفحوں میں اپنی معرفت کی روشن دلیلیں تحریر کیں۔ اور اپنی محکم آیات بینات سے حق کو باطل سے جدا کیا۔ وہ بغیر ابتداء کے موجود ہے۔ اور ہمیشہ ہی سے ازلی اوّلی ہے۔ وہ سب اوّلوں سے اوّل اور بغیر نہایت کے باقی ہے۔ اور ہمیشہ ہی کے لئے ابدی ہے اور وہ سب فناء ہو جانے والوں کے بعد پیچھے رہنے والا ہے۔ وہ واحد و قدوس ہے۔ جس کا کوئی شریک اور مثل نہیں ہے۔ وہ حی و علیم و قدیر و مدبّر و خبیر و سمیع بصیر اور متکلم اور اپنے قول میں سچا ہے۔ اُس کی صفات قدیمہ ہیں جو نقل و عقل سے ثابت ہیں۔ جس نے اس کو معطل سمجھا وہ بیہودہ خیالات پکاتا ہے۔ اور اوصاف حدوث سے اس کا پاک ہونا روشن دلیل سے ہر ایک کو معلوم ہے۔ جس نے اس کو کسی چیز کی مانند سمجھا وہ سراسر باطل ہے۔ بھلا قدیم ازلی حادث زائل کے ساتھ کیسے مانند ہو سکتا ہے یا صفت اپنی صانع کے مشابہ کیسے ہو سکتی ہے۔ یا افعال اپنے فاعل کا کسطرح کر سکتے ہیں نہ آنکھیں اس کا ادراک کر سکتی ہیں نہ فکر اُس کی مثال بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی عاقل کی عقل اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ لوگوں کے وہم تھک گئے اور فہم حیران ہو گئے۔ لیکن اُس کی معرفت کے سمندر کا کنارہ معلوم نہ ہوا۔ پس بہتر یہی ہے کہ سر تسلیم اُس کے آگے جھکائیں۔ اور ادب یہی ہے کہ اس امر کو اُس کے حوالہ کریں۔ جو ہم سے زیادہ اعلم ہے۔ کیونکہ ہمارا عجز واقع ہے اور حصر حاصل ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کے باطنوں کو اپنے ذکر سے منوّر کیا۔ اور اُن پر اپنا بڑا فضل و احسان عام فرمایا۔ پس وہ اُس کے دروازے سے دور نہیں ہوتے اور بساطِ قرب پر ناز و نعمت سے رہتے اور خوشی سے بسر کرتے ہیں۔ اور اُن کے دم اُس کے ذکر سے آتے جاتے ہیں۔ اور اندھیری راتوں میں جبکہ لوگ غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہیں۔ اُس کے ذکر اور خدمت سے اُنس پکڑتے ہیں۔ کیسی ہی

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنی حظ و بخشش کو اپنی خلق کے درمیان تقسیم کردیا۔ اور وہ اپنے احکام میں عادل ہے۔ وہ محتاجوں کو ہر روز اپنی بخشش و نعمت کی طرف بلاتا ہے اور ہر رات فرماتا ہے کہ کوئی ہے مجھ سے بخشش مانگنے والا۔ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنیوالا۔ میں اس کے بلیے چوڑے وافر و کامل فضل پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس کے کرم پر اس بندے کا سا بھروسہ کرتا ہوں جو سب طرف سے منہ موڑ کر اسی کے دروازہ کا ملازم ہو رہے۔ واشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وہ ایسا مالک ہے کہ اس کے ملک کے خزانے بخشش سے کچھ کم نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی حاجتیں انکو ختم کر سکتی ہیں۔ واشھدان محمداً عبدہ و رسولہ۔ ایسا رسول ہے جس کو اس نے تمام قبیلوں میں سے شریف قبیلہ سے منتخب کیا۔ اور سب قسم کی اعلے و کمال فضیلتوں سے آراستہ کیا۔ اور اس کی تابعداری کو بڑا اعلےٰ وسیلہ بنایا۔ صلے اللہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم بالغدو والاصال ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ٭ (ترجمہ) مومن وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جائیں تو ان کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس جگہ ایمان سے مراد تصدیق ہے۔ پس مومن وہ ہے جس نے تصدیق کی کہ اللہ تعالےٰ ہی معبود برحق ہے۔ وہ اوّل و آخر اور ظاہر و باطن اور قدوس و صمد اور واحد و احد اور حی و علیم اور قدیر اور مدبر و سمیع و بصیر ہے اور اپنی کلام قدیم سے متکلم ہے جو حد و اندازہ سے باہر ہے۔ وہ مالک و فعال ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جس نے تصدیق کی کہ اللہ تعالیٰ نے کتابوں کو نازل کیا۔ اور رسولوں کو بھیجا۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور کریگا۔ اور جو کچھ رسول لائے ہیں سب کچھ حق ہے۔ یہی اصل ایمان ہے۔ اور بقدر طاقت اس کا اقرار کرنا فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعید سے ڈرنا اور اس کے وعدہ کی امید رکھنا اور اس کے جلال کی تعظیم اور اس کے امر کو بجالانا اور محرمات سے

بچنا اور اُس کے احکام ادا کرنے پر صبر کرنا اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا۔ اور ہر دم اُسی کا محتاج رہنا۔ اور اس بات میں جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہٹائے۔ زُہد اختیار کرنا۔ اور اسی پر توکل کرنا۔ اور اسی کا شوق و محبّت لگانا۔ اور اُس کی قضاء پر راضی رہنا۔ اور عمل میں اُسی کے لئے خالص نیّت کرنا۔ اور اللہ کے معاملہ میں دل سے صدق برتنا۔ اور نفس کا محاسبہ کرنا۔ اور اُس کی نعمتوں میں فکر اور مراقبہ کرنا اور اس سے حیا کرنا وغیرہ وغیرہ سب صفات محمُودہ اس ایمان کا ثمرہ و نتیجہ ہیں ؛

جاننا چاہیئے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے ثمرات کے تفاوت کے اندازہ سے اس کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی دل کی بیداری اور ذکر کے اندازہ کے موافق زیادہ ہوتا ہے۔ اور دل کی غفلت اور نسیان کے موافق کم ہوتا ہے ؛

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کوئی زانی زنا نہیں کرتا درانحالیکہ وہ مومن ہو۔ اور کوئی شرابی شراب نہیں پیتا ایسے حال میں کہ وہ مومن ہو۔ کیونکہ معصیت کی حالت میں وہ اللہ تعالےٰ سے غافل اور اس کی عبادت سے خالی ہے اسی واسطے اس کا ایمان ناقص ہے ؛

اسلام کے معنی ہیں اللہ تعالےٰ کے اوامر کا تابعدار ہونا اور اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالےٰ کی طاعت واجب ہے۔ پس جس نے دل سے تصدیق کی اور اعتقاد کیا کہ اللہ تعالےٰ کی طاعت واجب ہے۔ اور اس کو بندگی کرنے کی توفیق حاصل نہ ہوئی۔ تو وہ مومن مسلم گنہگار ہے۔ اور اس کا ایمان ناقص ہے ؛

اور احسان سے مراد کمال ایمان ہے اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کو بجا لائیں۔ اور جس سے منع کیا ہے۔ اُس سے ہٹ جائیں ؛

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو سمجھا رہے تھے۔ کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ

اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور اس کے دیدار اور قیامت کے دن جی اُٹھنے کا ایمان لائے۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ اسلام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کرے۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ اور نماز فرضی کو قائم کرے اور زکوٰۃ کے فرض کو ادا کرے اور رمضان میں روزہ رکھے۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو یہ خیال کرے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس بارہ میں پوچھنے والا مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ لیکن جب لوگ اس کو پکڑنے لگے کہ آپ کی خدمت میں لائیں تو انہوں نے کسی شخص کو نہ دیکھا۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ تھا۔ اس لئے آیا تھا۔ کہ لوگوں کو دین سکھائے ؁

حضرت عثمان بن عفان رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ایسے حال میں مرا۔ کہ وہ جانتا ہے۔ کہ سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں ہے (یعنی توحید پر مرا) تو وہ جنت میں داخل ہوگا ؁

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ جس شخص نے گواہی دی کہ بندگی کے لائق اللہ تعالےٰ ہی ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے ؁

حضرت عتاب بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص گواہی دے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں۔ وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا ؁

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضؓ سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ مجھے اسلام کے بارہ میں کوئی ایسی بات فرمائیں۔ کہ پھر آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی حاجت

نہ رہے۔ آپ نے فرمایا کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ۔ پھر اس پر استقامت اختیار کر ؎

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں۔ اس میں ایمان کی حلاوت ہے۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو سب چیزوں سے پیارا ہو۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے محبت نہ لگائے مگر خالص اللہ ہی کے لئے۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو کفر سے نکال لیا تو پھر اس کو کفر میں جا پڑنا ایسا برا معلوم ہو جیسے کہ اس کو آگ میں گر پڑنا برا معلوم ہوتا ہے ؎

نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ ایماندار نہ ہوگا جب تک وہ اپنے ہمسایہ یا اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے ؎

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں۔ سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنےٰ ان سب سے رستہ سے کانٹا دور کرنا۔ اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے ؎

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی پانچ بناء ہیں۔ خدا تعالےٰ کو ایک جاننا اور نماز قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا ؎

حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یارو مجھے کوئی ایسا درخت بتلاؤ۔ جو مسلم آدمی کی مانند ہو۔ اور جس کے پتے نہ گرتے ہوں۔ اور ہر وقت اللہ تعالےٰ کے حکم سے پھل دیتا ہو سب یار خاموش رہے۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ وہ نخلہ یعنی درخت کھجور کا ہے۔ اور اسی حدیث کی تائید میں اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً (کیا نہیں دیکھا تو نے کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ یعنی کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (پاک درخت کی طرح ہے) یعنی کھجور کے درخت کی طرح ہے۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ (اس کا اصل ثابت ہے)

جس طرح توحید کی جڑوں میں ثابت و برقرار ہوتی ہے وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (اور اس کی شاخ آسمان میں ہے) یعنی بہت بلند ہے۔ اسی طرح ایمان کی شاخ یعنی عمل صالح اور ایمان ہے جو آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (عمل صالح اس کو بلند کرتا ہے) اور جس طرح نخلہ کے پتے نہیں کرتے اسی طرح مومن کا ایمان بھی اہل باطل کی ہواؤں کے چلنے سے نہیں بدلتا۔ اور مومن نخلہ کی طرح شریف الموثث ہے کہ نخلہ جب شاخیں نکالتا ہے۔ تو بہت کثرت سے نکالتا ہے اور جس قدر شاخیں نکالتا ہے۔ اسی قدر پھل دیتا ہے۔ اور مومن کا بھی یہی حال ہے کہ جب اُس کو ادب سکھائیں مؤدّب بن جاتا ہے اور جب اس کو تہذیب سکھائیں مہذب بن جاتا ہے۔ اور مومن نخلہ کی طرح خفیف المؤنث ہے کہ نخلہ جب کسی لکڑی پر پڑے تو اُس کو توڑتا نہیں ہے۔ اور وہ خوشبو کھاتا اور خوشبو دیتا ہے۔ اور مومن کا بھی یہی حال ہے کہ حلال کھاتا ہے۔ اور اس سے اعمال صالحہ صادر ہوتے ہیں جس طرح نخلہ کا لعاب صاف ہے اور اس کا پینا شفا دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کا دیکھنا بھی شفا ہے اور اُس کی نصیحت دوا ہے۔ اور اُس کے کلام کرنے سے پہلے اس کے دیدار ہی سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر وقت اس سے بھلائی ظاہر ہوتی ہے اور بُرائی اس سے شاید ہی کبھی ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مومن کے کلام کم اور اس کا عمل بہت ہوتا ہے اور منافق کی کلام بہت اور اس کا عمل تھوڑا ہوتا ہے۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ مومن کے چہرے میں خوشی اور اُس کے دل میں غم اور اس کا سینہ فراخ ہوتا ہے اور اپنے نفس کو چھپاتا اور ہر ایک بُرائی سے جھڑکتا اور ہر بھلائی کا امر کرتا ہے۔ نہ کسی سے کینہ رکھتا ہے۔ اور نہ کسی سے حسد کرتا ہے نہ اکڑتا ہے نہ کسی کو گالی نکالتا ہے۔ رفعت کو بُرا جانتا اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ ہمیشہ غم و الم میں رہتا ہے اور خاموشی کو پسند کرتا اور وقت کو عزیز جانتا ہے۔ نہ فخر کرتا ہے نہ کسی کی پردہ دری کرتا ہے۔ اس کی ہنسی تبسم اور اس کی سمجھ تعلم ہوتی ہے۔ نہ بخل کرتا ہے نہ جلدی کرتا ہے نہ تنگی کرتا ہے نہ جہالت ظاہر کرتا ہے۔ نہ جلدی کرتا ہے نہ تیزی۔ نہ کسی سے سختی کرتا ہے نہ درشتی۔ اور نہ کسی سے جھگڑتا

ہے۔ اگر غضب میں آئے تو اعتدال سے رہتا ہے۔ اور اگر کوئی اس سے مدد طلب کرے۔ تو اس کا ساتھی ہوتا ہے۔ اور دوستی میں خالص اور عہد کا پکا اور وعدہ وفا اور مشفق اور ملنسار اور حلیم و بردبار ہوتا ہے فضول کلام کم کرتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ سے راضی اور اپنی حرص و خواہش کا مخالف رہتا ہے۔ اور جو اس کو ایذا دے اس پر سختی نہیں کرتا۔ اور لایعنی اور بیفائدہ کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا ایذا پہنچائے تو وہ کسی کو گالی نہیں دیتا۔ اور اگر وہ کسی سے کچھ مانگے اور وہ نہ دے تو غصہ میں نہیں آتا۔ اور کسی کی مصیبت پر خوش نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرتا ہے۔ ہشاش بشاش رہتا ہے۔ نہ فحش بکتا ہے نہ کسی سے دعا کرتا ہے۔ اور غصہ کو پی جاتا ہے۔ بڑا باریک بین ہوتا ہے اور بڑا ڈرتا ہے۔ یہی سچا مومن ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ مومن نکیل ڈالے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ کہ اگر اس کو ہانکیں تو چل پڑتا ہے۔ اور اگر اس کو آگ پر بٹھائیں تو بیٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح مومن کا حال ہے کہ جب اس کو بھلائی کی طرف بلائیں تو بڑی سہولت سے قبول کر لیتا ہے جیسے کہ نکیلدار اونٹ جھٹ کہا مان لیتا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

جنایۃُ اَھْلِ الحُبِّ اَنْ یُّظْھِرُوا الشَّکْوٰی ۔۔۔ وَصِدْقُھُمْ فِی الحُبِّ اَنْ یَّکْتُمُوا البَلْوٰی

وَمَنْ لَّمْ یُجَنِّبْ ھَجْرَ الحَبِیْبِ لِوَصْلِہٖ ۔۔۔ فَمَا ذَاقَ مِنْ طَعْمِ الغَرَامِ سِوَی الدَّعْوٰی

(ترجمہ) عاشقوں کی خیانت یہی ہے کہ وہ اپنے معشوق کا گلہ کریں۔ اور ان کے صدق محبت کی علامت یہ ہے کہ تکلیف و رنج کو چھپائیں۔ اور جس نے دوست کی جدائی اور وصل کو یکساں معلوم نہیں کیا۔ اس نے ابھی عشق کی لذت نہیں چکھی۔ وہ صرف زبانی دعوے کرتا ہے۔ اور جس طرح نکیل والے اونٹ کو جب آگ پر بٹھائیں بیٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی اپنے مولیٰ کے دروازے پر مقیم اور اس کی تکلیفوں پر صابر رہتا ہے جس طرح کسی کہنے والے نے کہا ہے۔ شعر

وَمَا زَالَ بِیْ شَوْقُ الْبَابِ یَقُوْدُنِیْ ۔۔۔ مُذَلِّلُ مِنِّیْ کُلُّ مُمْتَنِعٍ صَعْبِ

اِذَا کَانَ قَلْبِیْ سَائِرًا بِزِمَامِہٖ ۔۔۔ فَکَیْفَ یُحِسُّنِیْ بِالْمَقَامِ بِلَا قَلْبِ

(ترجمہ) شوق مجھے ہر دم تیری طرف کھینچتا رہا۔ اور میرے راستے تمام مشکلوں اور

سختیوں کو آسان کرتا رہا۔ بھلا جب دل شوق کی باگ سے کھچا جا رہا ہو۔ تو پھر دل کے بغیر میرا جسم کس طرح قیام کر سکے ؏

حضرت عبدالواحد بن زید رح نے بیان کیا ہے کہ میرا گذر بعض جبال پر ہوا۔ میں نے ایک شیخ کو دیکھا جو اندھا اور بہرہ تھا اور اُس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ اور وہ اس طرح کہہ رہا تھا۔ اے میرے اللہ۔ اے میرے سیّد۔ تو نے اعضاء سے مجھے فائدہ دیا۔ جب تک چاہا۔ اور ان کو تو نے پھیر لیا جب چاہا۔ اور تو نے مجھے اپنے بارے میں حسن ظن عطا کیا۔ اے احسان و نیکی کرنے والے۔ اے میری مدد کو پہنچنے والے۔ عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس پر اللہ تعالےٰ کا کونسا احسان ہے اور کونسا وصل ہے۔ تو اُس نے کہا اے جھوٹے آ میں تجھے بتاؤں۔ کیا اُس نے مجھے ایسا دل نہیں دیا جو اس کو پہچانتا ہے۔ اور ایسی زبان نہیں دی جو اس کا ذکر کرتی ہے۔ اور یہی دونوں جہان کی نعمت و سعادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الخ (وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر اُنہوں نے استقامت اختیار کی۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں) کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے اپنی زبانوں سے کہا پھر استقامت کی۔ اور پھر اپنے دلوں سے تصدیق کی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر طاعت سے تصدیق پر استقامت کی۔ حتیٰ کہ مومن بن کر مر گئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے ایمان سے کہا۔ پھر طاعت اور احسان سے استقامت اختیار کی۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی ہے۔ اور اعمال صالحہ اُس کے دندانے ہیں۔ پس جس کے پاس کنجی بھی ہو۔ اور دندانے بھی ہوں۔ تو اس کے واسطے دروازہ کھل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے اس قول میں قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (اعراب نے کہا کہ ہم ایمان لائے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن کہو کہ تم اسلام لائے ہو) وہ لوگ منافق تھے۔ جو ظاہری ایمان لائے تھے۔ اور دلوں میں تصدیق نہ کی تھی۔ پس جب اُنہوں نے ایمان کا دعوےٰ کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے اُن کو جھوٹا ثابت کیا۔ اور اس طرح فرمایا۔ وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ (جب تک ایمان تمہارے دلوں میں نہ داخل ہو)

پھر مومن کی وصف بیان کی اور یوں فرمایا۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ (مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر کچھ شک نہ کیا۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ صادق ہیں)۔

اور کہا گیا ہے۔ ایمان کشتی نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا بچ گیا۔ اور جو اس سے ہٹ رہا ہلاک ہوا۔ ایمان سکینہ موسٰی کی طرح ہے۔ کہ جس کے پاس ہو اُس کو فتح ہی فتح ہے۔ ایمان خاتم سلیمان ؑ کی طرح ہے جس کے موجود ہونے سے عزت اور گم کرنے سے ذلت ہے۔ ایمان عصاء موسیٰ کی طرح ہے۔ جو ساحروں کے عصائیں کو نگل گیا۔ اسی طرح ایمان کے آنے سے شبہات و تخیلات مٹ جاتے ہیں اور اس کے درست ہونے سے برائیاں بخشی جاتی ہیں۔ ایمان پاک پانی کی طرح ہے۔ جو اپنے مابعد وماقبل کو پاک کر دیتا ہے۔ اور خود ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک خود متغیر نہ ہو۔ ایمان حرم کی طرح ہے جو اس میں داخل ہوا امن میں آگیا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو شخص میرے قلعے میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن میں ہو گیا۔ بعض صالحین نے حضرت عیسےٰ بن مریم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ میں انگشتری بنانا چاہتا ہوں۔ اس پر کیا نقش کروں حضرت عیسےٰ ؑ نے فرمایا۔ کہ اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ نقش کرو کیونکہ یہ غم والم کو دور کرتا ہے۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا دل میں نقش ہونا آخرت کے غم کو دور کر دیتا ہے۔ جیسے کہ کسی نے کہا ہے۔ شعر

نَقَشْتُ اسْمَ مَحْبُوْبِیْ عَلٰی فَصِّ خَاتَمِیْ	وَمَا غَابَ عَنْ طَرْفِیْ وَلَمْ یَخْلُ عَنْ قَلْبِیْ
فَھِیَ مُسْتَہِ یَزِدُ السَّقَامَ وَ لَثَمْتُہٗ	یُبَرِّدُ مَا اَلْقٰی مِنَ الْوَجْدِ وَالْکُرَبِ
حُرُوْفُ اسْمِہٖ مَنْقُوْشَۃٌ فَوْقَ کُلِّ مَا	اُعَانِیْہِ لٰکِنْ تَدَاوِیْ بِالْکُتُبِ
حَرَامٌ عَلٰی قَلْبِیْ السُّلُوُّ وَاِنَّنِیْ	لَعَبْدٌ لَہٗ فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ وَالْقُرْبِ

(ترجمہ) میں نے اپنے محبوب کا نام اپنی انگوٹھی کے نگینہ پر نقش کیا ہوا ہے۔ نہ تو وہ میری آنکھ سے غائب ہوتا ہے اور نہ دل سے نکلتا ہے۔ اس کے مس کرنے سے بیماریوں

سے شفا ہوتی ہے اور اس کا چومنا میری مصیبت و تکلیف کو سرد کر دیتا ہے۔ اس کے نام کے حرف ہر ایک چیز پر جس کو میں دیکھتا ہوں لکھے ہوئے ہیں لیکن میں نے کتابوں سے علاج کیا ہے۔ تسلی و آرام میرے دل پر حرام ہے۔ اور میں قرب و بعد کی حالت میں اسی کا بندہ ہوں۔

جاننا چاہئیے۔ کہ اصل ایمان ایک الہام ہے جو اللہ تعالےٰ اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر مصنوعات میں نظر کرنے سے قوی اور روشن ہو جاتا ہے۔ اور قرآن کے سننے اور صالحین کی صحبت سے بڑھتا جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (اللہ تعالےٰ نے تمہارے ایمان کو دوست رکھا اور تمہارے دلوں میں اس کو زینت دی) یعنی تمہارے ایمان کو دوست رکھا۔ اور تمہارے لئے قرآن کو آسان کیا۔ اور تمہاری نافرمانی کو برا جانا۔ اور تم سے شیطان کو دور ہٹا دیا۔ اور تمہارے لئے جنت کو پیدا کیا۔ اور تمہارے لئے بخشش کا ضامن ہوا۔ اور تمہیں اپنی رضامندی بخشی۔ اور آسمانوں کو ستاروں کے نور سے آراستہ کیا۔ اور دلوں کو بخششوں کے انوار سے پیراستہ کیا۔ پس آسمانوں کی زینت شیطانوں سے محفوظ ہے۔ اور دلوں کو زینت ابلیس لعین سے محفوظ ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہے)۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنے اصل ایمان میں یہ ہیں کہ وہ اگرچہ نافرمانی میں پڑ جائیں۔ پھر بھی عذاب کا خوف اور بخشش کی امید رکھتے ہیں۔ مومن کا دل خدا تعالےٰ کی زینت ہے۔ اور وہ اس باغ کی طرح ہے جس کو اس مالک منان نے لگایا ہے اور اس کو شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ اور جو کوئی کھیتی بوتا ہے۔ وہی اس کو پانی دیتا ہے۔ اور جو کوئی نیک کام کرتا ہے۔ وہی اس کو باقی رکھتا ہے۔ اور جو کسی جگہ کو آراستہ کرتا ہے وہی اس کی نگہبانی کرتا ہے۔ اور ایمان بھی اسی کا دیا ہوا فضل ہے۔ اور اس کی حفاظت اور کامل کرنے کے بھی وہی لائق ہے۔ جیسے کہ کہا گیا ہے۔ شعر

عِنْدِيْ حَدَائِقُ وُدٍّ عِزُّ نِعْمَتِكُمْ ‏ قَدْ مَسَّهَا عَطَشٌ فَلْيُسْقِ مِنْ غَرْسِهَا

فَلَنْ نَعُوْدَ اِخْضِرَارُ الْعُوْدِ اِنْ يَبِسَا فَبَادِرُوْھَا وَفِی اَغْصَانِھَا رَمَقٌ

فَلَا تَتْرُكُوْنِیْ فَاِنَّ الْقَلْبَ قَدْ دَرَسَا اِنِّیْ صَنِیْعَۃُ اَیْدِیْکُمْ وَ اَنْعُمِکُمْ

مِنَ الْمُرُوَّۃِ اَنْ تَسْقِیْ وَ تَحْرِسَا اِنَّ الْکَرِیْمَ اِذَا اَنْشَا حَدَائِقَہٗ

(ترجمہ) میرے پاس دوستی کے باغ ہیں جن میں تمہاری نعمتوں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ ان کو ہباس نے مرجھا دیا ہے۔ جس نے ان کو لگایا ہے اُسے چاہئے۔ کہ ان کو پانی دے۔ ان کی جلدی خبر لو کیونکہ ان کی شاخوں میں تھوڑی ہی جان باقی رہ گئی ہے۔ اگر شاخیں خشک ہوگئیں تو پھر کبھی سبز نہ ہونگی۔ میں تمہارے ہی ہاتھوں کا بنایا ہوا اور تمہاری ہی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں۔ مجھے چھوڑ نہ جاؤ کیونکہ میرا دل اُجڑ گیا ہے۔ کریم کو لائق ہے کہ جب وہ اپنے احسان سے باغ لگائے۔ تو پھر ان کو پانی بھی دے اور اس کی حفاظت بھی کرے۔

جس چیز کا اس نے تجھے علم دیا ہے وہ اس کو زیادہ جانتا ہے۔ اور جس چیز پر اُس نے تجھے قوت دی وہ خود اس پر زیادہ قوی ہے۔ اور جس چیز کو اُس نے تیرے لئے دوست رکھا وہ اس کو زیادہ محبوب ہے۔ اور اُس نے تمہارے لئے ایمان کو دوست رکھا ہے۔ پس جب وہ تمہارے ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ تو پھر وہی اپنے محبوب کی حفاظت کے بھی لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تیرے بھول جانے سے وہ تجھے نہیں بھولتا۔ اور تیرے غافل ہو جانے سے وہ تجھ سے غافل نہیں ہوتا۔ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ۔ اور کفر و بدکاری اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسند فرمایا۔ اور مومن نافرمانی کو بُرا جانتا ہے۔ خواہ اس کو کر ہی گزرے کیونکہ معصیت کرنے کے وقت اس کی عقل پر پردہ آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کو کر گزرتا ہے تو پیچھے اس کو ملامت اور افسوس لاحق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً (یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور انہیں پر اللہ کا فضل و نعمت ہے) جو کچھ ان پر بخشش کی ہے اس پر اُن کی مدح کی ہے۔ اور جو کچھ ان کے ہاں امانت عطا فرمائی ہے۔ اس پر اُن کی تعریف کی ہے۔ پھر ان کو جتلایا کہ یہ اسی کے فضل سے ہے۔ تاکہ ان کو عجب و تکبر سے ہٹا کر شکر میں مشغول کرے۔ کیونکہ عجب و تکبر بڑا بھاری حجاب ہے

لکھا ہے کہ حضرت ابوحفص نیشاپوری رح باہر نکلے اور ایک یہودی کو دیکھا۔ اُس کو دیکھتے ہی ان پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آ گئے تو اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے کہ اس پر عدل کا لباس ہے اور مجھ پر فضل کا لباس۔ مجھے ڈر لگا کہ ایسا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ میرا لباس اس کے لباس سے بدل دے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ایمان کو پسند فرمایا۔ اور اُس کو نجات کا ذریعہ بنایا۔ اور اس سے ہم کو آراستہ و پیراستہ کیا۔ اور ہماری مدد کی اور ہمیں سیدھی راہ پر چلایا۔ اور بری راہ سے بچایا۔ اور ہم پر بڑا انعام کیا۔ اور ہم کو انسان کامل بنایا۔ اور ہم کو جمال بخشا۔ اور اس سے ہم کو معرفت بخشی۔ اور ہمیں اُلفت دی۔ اور ہم کو قرب دیا۔ اور نزدیک کیا اور پاکیزہ اور غنی کیا۔ پھر اپنے فضل پر ہماری مدح کی۔ اور بدلہ دیکر ہم پر بڑا فضل کیا۔ اور ہماری طاعت اسی کے فعل سے ہے تاکہ ثواب زیادہ مبارک ہو۔ اور فضل زیادہ کامل اور اعلےٰ ہو۔ پس اسی کے لئے حمد ہے۔ لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم ؂

دوسری فصل۔ ثنا میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس کے عزو جلال کو فہم ادراک نہیں کرسکتی۔ اور اس کے بلند کمال احاطہ وہم سے برتر ہیں۔ اور اس کے افعال اس بات پر گواہ ہیں کہ وہی حکیم اور علام یعنی جاننے والا ہے۔ اور وہ حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام سے موصوف ہے۔ اُس کی صفات قدیم ہیں۔ اور صفات خلق کے مانند نہیں ہیں۔ پس جس نے اُس کو مشابہ جانا وہ بُت پرست ہے۔ وہ واحد واعد و صمد و برتر ہے نہ اس کو فکر احاطہ کرسکتا ہے نہ اس کی کوئی حد و حصر ہے۔ اور نہ اُس کو نظر گھیر سکتی ہے۔ پس اس پر کسی کا حق واجب نہیں اور نہ ہی اس پر ملامت عائد ہو سکتی ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ۔ اپنی صفت کے ساتھ خلق سے اپنے آپ کو پہچنوایا۔ اور اپنی معرفت کے نشان قائم کئے۔ اور اتفاق و احکام کے وصف پر مخلوقات کو ترتیب دیکر اپنی تمام حکمت اور کمال قدرت پر دلیل روشن کی۔ اور اپنی عطاء اور بخشش کو خلق کے درمیان تقسیم کیا۔ پس مومنوں کے لئے ایمان کو پسند کیا اور اسلام کے لئے ان کے سینوں کو فراخ کیا۔ اور کافروں

کو اپنے دروازہ سے محجوب کیا اور شقاوت و بدبختی اُن کو نصیب ہوئی۔ اور علماء کو دینی حجتوں کے قائم کرنے اور احکام کے پہچاننے سے آراستہ کیا۔ اور عارفوں کو عمدہ راز و اسرار عطا فرمائے۔ اور وہ اہل حضور اور صاحب الہام ہوئے۔ اور عابدوں کو اپنی خدمت کی توفیق بخشی۔ اور اُنہوں نے اپنی نیند کو ترک کیا۔ اور اپنی ہمتوں کو اسی طرف لگایا۔ اور استقامت اختیار کی اور اندھیروں میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اور اپنے محبوں کو قرب کی لذت چکھائی۔ اور ان سے اُنس پکڑا۔ اور تمام خلقت کی طرف سے ہٹا کر ان کو اپنی طرف لگایا۔ اور غافلوں کو عاقبت اندیشی سے غافل کر دیا۔ اور وہ گناہوں میں غرق ہوئے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ایک کو اپنی نعمت بخشی اور ایک سے روک لی۔ اور ایک کو ملایا اور ایک کو جدا کیا۔ مڑنا اور آگے بڑھنا اسی کے ارادہ سے ہے۔ وہی توبہ قبول کرتا اور مصیبتوں کو ٹالتا اور گناہوں کو بخشتا ہے۔ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو بڑے جلال اور اکرام والا ہے) میں اُس کی نعمتوں پر جو اُس نے ہم پر انعام کیں۔ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور اس شخص کی طرح کہ جس نے کہا کہ میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کی میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس واحد لاشریک لہٗ کے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے آنے سے شرک کا غبار اُڑ گیا اور کفر کا اندھیرا دور ہو گیا۔ اور جو حجتوں اور دلیلوں کے تیر و تلوار سے لڑتے رہے۔ اور عزم و اہتمام سے اللہ کے راستہ میں جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حق کے آسمان سے باطل کی گھٹائیں دور ہو گئیں۔ اور ایمان کے کنارے سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کی حجتوں کو روشن کیا۔ اور حلال و حرام کو ظاہر کیا۔ اُن پر اور اُن کی بزرگوار آل اور نیکوکار اصحاب پر اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ مینہ برسیں اور نہریں چلیں اور پھول کھلیں اور ٹہنیاں جھکیں اور کبوتر گائیں ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال اور اکرام والا ہے) تبارک برکت سے مشتق ہے

اور برکت کے معنے دوام اور بقاء اور کثرت خیر اور نفع کے ہیں۔ اور حق تعالیٰ ہمیشہ کے بقا والا اور بہت خیر والا اور ہمیشہ احسان کرنے والا ہے۔ اور کبھی تبارک کے معنی تعاظم (بہت عظمت والا) کے بھی لئے جاتے ہیں۔ اور جلال اس کی عزت اور کبریا اور عظمت اور بلندی اور رفعت کی وصف ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی وصف ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ خلق کی شابہت سے منزہ اور نقص سے پاک اور وہم کے ادراک سے بلند ہے۔ اس کی سلطنت عام ہے اور وہ بڑے غلبہ اور قہر والا ہے۔ اور اکرام کے معنی ہیں اس کے جمال اور رحمت اور نرمی اور احسان کی تعریف ہے۔ اور یہ کہ وہ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ کیونکہ بادشاہ کی ہیبت سے ڈر لگتا ہے۔ پس وہ خوف کا موجب ہے اور اس کی رافت و مہربانی رغبت کا موجب ہے۔ تاکہ بندہ خوف و رجا اور قبض و بسط اور ہیبت و اُنس اور مستی اور ہوشیاری کے درمیان رہے:

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ حٰمٓ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

حم یہ کتاب اللہ نے نازل کی ہے جو عزیز و علیم اور گناہ کو بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنیوالا بڑے فضل والا ہے اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اسی کی طرف بازگشت ہے) ح سے مراد ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں اپنے حلم کی۔ اور م سے مراد ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں اپنی مجد یعنی بزرگی کی۔ پس مجد و حلم جمال سے ہے۔ اور عزت و علم جلال سے۔ پھر غافر الذنب اور قابل التوب جمال سے ہے پھر شدید العقاب جلال سے۔ پھر ذی الطول جمال سے ہے۔ اور طول کے معنی فضل ہے جو تجھے اس کے خوف و رجا کے درمیان پھیرتا اور اس کی رافت و کبریا کے درمیان قائم رکھتا ہے۔ پس باطن و سرّ میں اس کی تعریف و ثنا کر اور دل سے اُس کے نام کے گیت گا۔ شعر

فَسَبِّحْ بِاسْمِ مَنْ تَهْوٰى وَدَعْنِيْ بِالْكُنٰى فَلَا خَيْرَ فِي اللَّذَّاتِ مِنْ دُوْنِهَا سِتْرٌ

(ترجمہ) پس اُس کے نام کی تسبیح پڑھ جس کو تو دوست رکھتا ہے اور کنیت کو چھوڑ دے۔ کیونکہ ان لذتوں میں کچھ خیر نہیں جن کے آگے پردہ ہو +

مومن کو اپنے رب کے دیدار کے سوائے کوئی راحت نہیں ہے۔ پس آج بھی اس کو اپنے مولی کے ذکر کے سوا کچھ راحت نہیں ہے۔ کیونکہ مولی کا ذکر اس کے دل کی نعیم ہے۔ شعر

اَلْقُرْبُ مِنْكَ هُوَ النَّعِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ
اِنَّ الَّذِیْ بِعَ مِنَ الْهَوٰی سَوْفَا هُوَ الْقَلْبُ السَّلِیْمُ

(ترجمہ) تیرا قرب ہی جنت اور صراط مستقیم ہے۔ قلب سلیم وہی ہے جس کو شوق و محبت کے سانپ نے ڈسا ہے۔

بھلا جس نے اُس کی محبت کا مزہ چکھا وہ اس کے قرب کے بغیر کیسے صبر کر سکتا ہے۔ اور جس نے اس کی بارگاہ میں ذلت و خواری کی لذت پائی وہ کس طرح سب کچھ چھوڑ کر اُسی کا نہ ہو رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ هٰذَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامُ الْعَارِفِيْنَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَیْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (میں تیرے غضب سے اور تیری رضا کے ساتھ اور تیرے عذاب سے تیری عفو کے ساتھ اور تجھ سے تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری ثناء نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی ثناء کی ہے یہ پیغمبروں کا سردار اور عارفوں کا سردار رب العالمین کے سامنے ذلیل و خاکسار حاضر ہے) اُس کی کبریائی کے ادراک سے عقل عاجز ہے اور اس کی ثناء کی حقیقت سے تمام خلق قاصر ہے۔ وہ احد و واحد بہت برتر ہے۔ کوئی اس سے واصل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ قیوم و صمد بہت پاک ہے۔ پس کون ہے جو اس کے قرب کے لائق ہو۔ شعر

فَلَا وَصْلَ اِلَّا ذِلَّةٌ وَتَحَيُّرٌ وَهَيْبَةُ اِعْظَامٍ بِعِزَّةِ جَلَالِهٖ
وَلَا قُرْبَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ مُوْلَهًا بِذِكْرَاهُ اَوْ مُسْتَغْرِقًا بِجَمَالِهٖ

(ترجمہ) پس وصل یہی ہے کہ تو اُس کے بزرگ جلال کے سامنے ذلیل اور حیران اور خوف زدہ رہے۔ اور قرب یہ ہے کہ تو اس کے ذکر کا مشتاق اور اس کے جمال

میں ڈوبا رہے ؛

اے فقیر اپنے مولائے کریم کا دروازہ لازم پکڑ۔ اور مولائے عزیز وعلیم کے ساتھ عزت حاصل کر۔ اور اپنے معبود کے لئے تمام مخلوقات کی طرف سے منہ موڑ۔ اور اپنے مقصود کے طلب کرنے میں روح کو ہلکا کر۔ کیونکہ وہ ایسا کریم ہے۔ کہ جو شخص طاعت سے اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈے۔ اس پر اپنی نعمت بخشتا ہے۔ اگر اس کی اطاعت کرے تو اس کو عزت و بزرگی دیتا ہے۔ اور اگر اس کے حکم کو ضائع کرے تو اس پر رحم کرنا اور اسکو مہلت دیتا ہے۔ اور اگر توبہ اور اُس کی طرف رجوع کرے تو اس کا شکر گزار ہوتا ہے۔ اور اگر بیفرمانی اور بُرائی کرے تو اُس پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ اُس کے تمام افعال اسکے جلال پر شاہد ہیں۔ اور اُس کے افضال اس کے جمال پر ناطق۔ اس کے عجیب و غریب نشانات اس کے ثبوت پر دلیل ہیں۔ اور اس کی عجیب عجیب مخلوقات اس کی صفات کی خبر دیتی ہے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے اس کو پکارا۔ اس کو اُس نے لبیک کہا اور جس نے اس پر توکل کیا۔ اُس کے لئے کافی ہوا۔ اور جو سب طرف سے ہٹ کر اسکی طرف آیا۔ اس کو اُس نے پناہ دی۔ اور جو اُس کی طرف لوٹا اُس نے اُس پر رحم کیا۔ اور اس کو اپنے نزدیک کیا۔ اور جس نے اس سے سوال کیا اس پر کرم وفضل عنایت کیا۔ اور جس نے اس کی طرف سے مُنہ موڑا۔ اس کو اپنی طرف ملایا۔ اس نے اپنے عاشقوں کو اپنے قرب کی محبت بخشی۔ پس وہ اس کے دیدار کے بغیر صبر نہیں کرتے۔ اور عارفوں کو اپنی مجد و عزت کی اُلفت دی۔ پس وہ اس کے سوا کسی اور چیز سے انس حاصل نہیں کرتے۔ شعر

حَسْبُ اُنْجِبْهِ وَاِنْ جَفَانِیْ	وَیَعْلَمُ مَا لَقِیْتُ مِنَ الصُّدُوْدِ
وَیَظْهَرُ فِی الْهَوٰی عِزُّ الْمَوَالِیْ	فَیَلْزِمُنِیْ لَهٗ ذُلُّ الْعَبِیْدِ

(ترجمہ) میں اپنے دوست سے وصل کی امید رکھتا ہوں خواہ وہ مجھ پر جفا کرے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ہجر کے سبب سے مجھ پر گزر رہا ہے۔ اور عشق میں دوستوں کی عزت ظاہر ہوتی ہے پس مجھے لازم ہے کہ میں غلاموں کی طرح اس کے لئے ذلیل رہوں ؛

وہ ایسا عزیز ہے کہ عارف اس کی بے نیازی کے ادراک سے قصور کا اقرار

کرتے ہیں۔ اور وہ ایسا جلیل ہے کہ عقلیں اس کی احدیت کو احاطہ کرنے سے شرمندہ ہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ اس کے جود و سخاوت کے میدان پر لوگوں کی حاجتیں بہت چھوٹی ہیں۔ وہ ایسا رحیم ہے کہ بندوں کے قصوروں کے قطرے اس کی رحمت کے سمندر کی موجوں میں گم ہیں وہ ایسی ذات پاک ہے جس نے تجھے اپنی نعمت سے پالا اور تجھے اپنی معرفت کی طرف ہدایت کی۔ اور اپنی محبت سے تجھ کو آراستہ کیا۔ پھر تجھے کیا ہے کہ تو کلی طور پر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اور تجھے کیا ہے کہ تو اپنے ضروری کاموں میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اے مسکین اگر تو اعراض و انکار کرے اور اپنے انکار میں حد سے بڑھ جائے۔ تو پھر کونسی چیز تجھے میری طرف محتاج کریگی۔ اور کونسی چیز مجھ کو تجھ سے بے پروا کر دے گی۔ اے مسکین تو اگر میرے لئے نہیں ہے تو میں تجھ سے غنی ہوں اور تو مسکین ہے۔ اور اگر میں تیرے لئے نہ ہوں۔ تو پھر کون تجھ پر احسان کریگا اور کون تیری طرف نظر کریگا۔ اور کون تیرا حال درست کریگا۔ اور اگر میں تجھ کو اپنے پاس سے ہانک دوں۔ تو پھر کس سے وسیلہ پکڑیگا۔ میرے بندے میں راضی نہ ہونگا جب تک تو میرے لئے نہ ہو جائے۔ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ میں تیرے لئے نہ ہوں۔ شعر

يَا قَلِيلَ الْوَفَا كَثِيرَ التَّجَنِّي — كَيْفَ تَرْضٰى بِطُولِ بُعْدِكَ عَنِّي
لَوْ تَحَقَّقْتَ قَدْرَ وَصْلِي وَقُرْبِي — لَبَكَيْتَ الدِّمَا لِمَا فَاتَ مِنِّي

(ترجمہ) اے کم وفا والے اور بہت پہلو تہی کرنے والے مجھ سے اس قدر لمبی جدائی پر تو کس طرح پر راضی ہے۔ اگر تو میرے وصل اور قرب کا قدر پاتا۔ تو جو کچھ مجھ سے فوت ہو گیا ہے تو اُس پر خون روتا۔

درد عشق مولیٰ کی محبت میں ہی لائق ہے جس میں وہم کو دخل نہیں ہے وہ ایسا عزیز ہے کہ خلق سب کی سب اس کی طلب میں ذلیل ہے۔ اور وہ اسی طرح عزیز ہے پس تمام اعیان و آثار زبان حال سے اپنے آپ پر پکار رہے ہیں۔ کہ ہم اس کے بندے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ شعر

اِذَا اَحْدَثَ الرَّاوِي اَحَادِيثَ حُسْنِهٖ — يَقُولُ الْوَرٰى هٰذَا حَدِيثٌ مُصَدَّقٌ

(ترجمہ) جب کوئی راوی اُس کے حسن کی حدیث بیان کرتا ہے تو خلقت کہتی ہے۔ کہ یہ حدیث سچّی ہے ؛

ہر ایک چیز اُس کی حمد کی تسبیح پڑھ رہی ہے اور ہر ایک شے اُس کی مجد و بزرگی کی گویا ہے۔ شعر

وَکُلُّ مَنْ یَّا لَغَ فِیْ وَصْفِہٖ اَصْبَحَ مَنْسُوْبًا اِلَی الْعَجْزِ

وَاِنْ نَشَرْنَا ذِکْرَ اِحْسَانِہٖ اَعْجَزَنَا النَّشْرُ کَمَا الطَّیِّ

(ترجمہ) جس نے اُس کے وصف میں مبالغہ کیا آخر کو کوتاہی سے منسوب ہوا۔ اور اگر ہم اُس کے احسان کا ذکر بیان کرنے لگیں۔ تو اس کا ذکر کرنا اور پھیلانا ہم کو لپیٹنے کی طرح عاجز کر دے ؛

وہ ایسا جبار ہے جس پر اُس نے رحم کیا۔ اس کے شکستہ احوال کو درست کر دیا اور جس پر اس نے سختی کی۔ اُس کو اپنی جناب سے دور و محروم کر دیا۔ وہ ایسا لطیف ہے کہ عالموں کے پوشیدہ تصنع کو جانتا ہے۔ اور توبہ کرنے والوں کے بڑے بڑے گناہوں کو بخشتا ہے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ گناہ کرتے دیکھتا ہے پھر پردہ ڈالتا اور بخشتا ہے۔ جس نے اُس کی ذات پر بھروسہ کیا۔ اس کو اپنے احسان سے ڈھانپ دیا۔ پس اگر اس کی نافرمانی بس اڑا رہا۔ تو اپنے غایہ سلطنت کے باعث اس کے اور اُس کے اختیار کے درمیان حائل ہوا۔ اور اگر آپ سے اغنیا رہے اس کی طاعت کو لازمہ پکڑا۔ تو اس کو بلا میں ڈال کر مجبوراً اپنے دروازہ کی طرف کھینچ لایا۔ بعض کو پسند و برگزیدہ کیا۔ نہ اس لئے کہ اُن سے کوئی نفع حاصل کرے بلکہ اس لئے کہ ان کو نفع پہنچائے۔ اور بعض کو ذلیل کیا۔ پس اُن کو ہانک دیا اور روک دیا۔ وہ ایسا ح ہے کہ محققین کے اسرار اس کی توحید کے بحر میں بہت تیرے لیکن اس کا کوئی کنارہ نہ پایا جس سے وہ باہر نکل سکیں۔ پس تفرید کے جواہر اُن کے ہاتھوں میں آئے جن کو اُنہوں نے عرفان کے تاج میں رکھ لیا۔ اور لقا اور دیدار کے دن کے لئے پہن لیا۔ شعر

اَحْسَنُ الْمَلَابِسِ اِنْ تَلْقَی الْحَبِیْبَ بِہٖ یَوْمَ الزِّیَارَۃِ فِی الثَّوْبِ الَّذِیْ خَلَعَا

(ترجمہ) سب کپڑوں سے بہتر کپڑا وہی ہے کہ تو زیارت کے دن وہ کپڑا پہن کر دوست

کی ملاقات کرے جس کو دوست نے پہنا ہے یا اُس نے تجھے پہنایا ہے ؏
وہ ایسا قدوس ہے کہ وصول و اتصال سے برتر ہے۔ اور عارف اسکی عظمت و جلال کے ادراک سے عجز کا اقرار کرتے ہیں۔ اور حقائق کا مشاہدہ اس کے افعال کا مشاہدہ ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ دل اُس کے اقبال کی نسیم سے کھلتے ہیں۔ اور آنسو اُس کی جدائی کے خوف یا وصال کے طمع پر بہتے ہیں۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ اس کے افعال اُس کی شان عظیم پر دلیل ہیں۔ اور بڑے بڑے جابروں کی گردنیں اُس کے غلبہ کے آگے پست ہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ محبوں کے ارواح اُس کے ذکر سے مالوف ہیں۔ اور موحدوں کے اسرار اُس کے جلال کے میدان میں سیر کرتے ہیں اور عابدوں کے نفس اس کا حق ادا کرنے سے عجز کے ساتھ متصف ہیں اور عارفوں کی عقلیں اسکی ذات کبریا کی معرفت سے عجز کے معترف ہیں وہ ایسا کریم ہے کہ مومنوں کے لئے اپنی سخاوت کا دسترخوان بچھا دیا اس کے ساتھ وصل کیسے ہو سکے۔ جبکہ اُس کے لئے کوئی طرف نہیں ہے۔ اور اُس کو کس طرح پا سکیں۔ جبکہ اُس کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ وہ کون ہے جس نے اس کو زمانہ کے ساتھ ادراک کیا۔ حالانکہ زمانہ کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ اور وہ کون ہے جو اُس کو مکان میں مقید کر سکے حالانکہ مکان اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اور وہ کون ہے جو اس کو اُس کے سوا پہچانے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے اس کی طلب کی۔ اس کو پہچان لیا۔ پس جب اس کو پہچان لیا تو اس سے مہربانی کی اور جب اس کا لطف پایا۔ تو اس کے ساتھ الفت کی۔ پس جب اس سے الفت اختیار کی۔ تو اس کی مخالفت سے انکار کیا۔ اُس نے غافلوں کے دلوں کو دنیا کے طلب کرنے کی طرف ہدایت کی۔ پس انہوں نے اس کو آباد کیا۔ اور عابدوں کے دلوں کو عاقبت کے طلب کرنے کے لئے ہدایت کی پس انہوں نے اُس کے لئے تکلیفیں برداشت کیں۔ اور زاہدوں کے دلوں کو دنیا کے فنا کی طرف ہدایت کی تو انہوں نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا۔ اور علماء کے دلوں کو اپنی آیات میں نظر و فکر کرنے کی طرف ہدایت کی۔ تو انہوں نے اُن کو لازم پکڑا۔ اور مریدوں کو بلندی وصف کی طرف ہدایت کی تو انہوں نے اُس کو اختیار کیا۔ اور عارفوں کو بالیدہ لعنت کی طرف ہدایت کی تو انہوں نے اس کا مراقبہ کیا۔ اور موحدوں کو اپنی

غنی ہیں اے وہ ذات کہ جس سے کسی کو چارہ نہیں۔ اے وہ ذات کہ سب کا رزق اس کے ذمے ہے۔ اور ہر شے کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اے وہ ذات جو اس سے نہ سوال کرے اس کو بھی عطا کرتا ہے۔ اور جو اس سے اُمید نہ رکھے اس کو بھی نعمت بخشتا ہے۔ ہم تیرے بندے تیری ہیبت کے آگے گردنیں جھکائے ہوئے اور تیری عزت وعظمت کے آگے ذلیل و خاکسار ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ تو نے ہمیں حکم دیا اور ہم نہ بجا لائے لیکن تو نے اپنی نعمت کو ہم سے دُور نہ کیا۔ اور تو نے ہم کو بُرائیوں سے منع کیا۔ پھر ہم منع نہ ہوئے۔ لیکن تو نے اپنا کرم ہم سے نہ ہٹایا۔ اور ہم نے باوجود تیری طرف محتاج ہونے کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ لیکن تو نے باوجود غنی ہونے کے ہم سے قطع تعلق نہ کیا۔ اے ہمارے کریم اے ہمارے مولا۔ اپنے فضل و رحمت سے تو ہم کو اپنی طرف پھیرے اور ہم کو توفیق بخش کہ ہم تیری طرف آئیں۔ اور تیری خدمت میں مشغول رہیں۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین کو اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

فصل چوتھی فکر میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو اپنی ازلیت اور ابدیت اور واحدیت میں نظیر اور شبیہ سے پاک ہے۔ اور اپنے جمال اور جلال اور کمال میں اہل باطل کے مقالات سے منزّہ ہے۔ وہ اپنی تمام خلقت سے غنی ہے۔ نہ زمانہ اس کا حصر کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس کو مدد دے سکتا ہے۔ اور نہ کوئی روشنی اس کو ظاہر کرسکتی ہے۔ اور نہ کوئی حجاب اس کو پوشیدہ کرسکتا ہے۔ وہ واحد و احد و قدّوس و صمد ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ اس کی صنعت کے عجائبات اس کی کمال قدرت پر گواہ ہیں۔ اور تمام ماسوا کا موجد اور مدبّر وہی ہے۔ وہ حیّ و علیم و قدیر اور سمیع و بصیر اور مالک کبیر ہے۔ جس کو وہ دُور کردے اس کو کوئی قریب کرنے والا نہیں۔ اور جس کو وہ نزدیک کرے اس کو کوئی دور کرنیوالا نہیں ہے۔ وہ اپنی قدیم ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کیفیت سے برتر ہے

اور جس نے اس کو معطل یا کسی چیز کی مانند کیا وہ ... گمراہ ہے۔ ... نے مومن کے لئے صفات کمال کا ثابت کرنا اور بطلان کے ادراک کرنے سے عجز ظاہر کرنا لازم کیا۔ پس اتنی قدر کافی ہے ... جس نے ثابت ... اور ... تفتیش ہونے کا ارادہ کیا یا اس نے معرفت کی نہایت کا ظن کیا۔ تو اس نے حد سے تجاوز کیا اور ... اور بیہودہ باتوں کا ترک کر دینا آدمی کے حسن اسلام کی دلیل ہے۔ لیکن مصنوعات میں نظر کے سبب حجاب ہے ورنہ وجود کے ... نے حکم پہنچا دیا اور سنا دیا ہے لیکن تیری واقفیت اسی قدر ہے جس قدر تیرا مولیٰ تجھے واقف کرائے۔ پس تو تسلیم کر اور نفع حاصل کر۔ اور اپنی نظر اس کی نعمتوں اور نشانات میں ڈال۔ کیونکہ ... سب کے سب تنبیہ ... آگاہی کے آلات و اسباب ہیں۔ آسمان کیسا بلند قبہ ہے جس میں نہایت عجیب شکلیں ہیں۔ اور جب دانا کے نزدیک دلیل صحیح ہو جائے تو پھر کچھ اشکال باقی نہیں رہتا۔ ستاروں کی طرف دیکھ اور ان کے طلوع اور ارتفاع اور توسط اور غروب اور ہبوط میں غور کر۔ ہر ایک اس کی حکمت کاملہ پر شاہد ہے۔ اور سورج کے صعود کرنے اور کبھی شمال کی طرف گردش کرنے اور کبھی اس کے جنوب کی طرف ہبوط کرنے میں غور کر۔ اور چاند کے محاق اور اس کے روشن ہونے کی طرف نظر کر اور دیکھ کہ بادل کس طرح اس کی قدرت سے مسخر ہیں۔ اور ہوائیں کس طرح اس کی رحمت کی خوشخبری دینے والی ہیں۔ اور پیاسی زمین کس طرح اپنے مولیٰ سے پانی مانگتی ہے پس وہ اس کو پانی سے سیراب کرتا ہے۔ اور جب باغوں کی طرف کرم و بخشش کا پروانہ جاری ہوتا ہے تو اس پر رحمتوں کے بادل برساتا ہے۔ اور اس کی دستگیری کرتا ہے۔ پھر ہر ایک شاخ اپنے نغمے میں جھومتی ہے پس نسیم درختوں کی شاخوں کو ہلاتی ہے اور پرندے اپنے گھونسلوں میں شوق سے چہچہاتے ہیں۔ اور باغیچہ فکروں کے اطراف کو روشن کرتا ہے پس پاک ہے وہ ذات جو اس کو مارتی اور پھر زندہ کرتی ہے پس عاقل جب صنعت میں نظر ڈالتا ہے۔ تو اپنے باطن میں صانع کی تسبیح اس کی طرف سے معلوم کر لیتا ہے اور غافل اس میں مشغول اور کھیل کود میں لگا رہتا ہے وہ عزت و جبروت

والا بہت ہی برتر ہے اور وہ جلال و ملکوت والا نہایت با برکت ہے۔ اُس کی ایسی تعریف ہے جس کی طرف عقل نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ اس کا احاطہ کرسکتی ہے۔ میں اُس کی تعریف کرتا ہوں۔ اور وہی حمد و ثنا اور عزت و کبریا اور عظمت و شرافت کے لائق ہے اُسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہی اس کا بخشنے والا اور دینے والا ہے۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اُس کے علم کی کوئی نہایت نہیں۔ اور اس کے علم کے پیچھے کسی اور کا حکم نہیں۔ اور جو وہ فیصلہ کردے اس کا کوئی معارض نہیں۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وہ قیامت کے دن اُمّت کے شفیع اور مصیبت کو دور کرنے والے ہیں جس دن انسان اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹوں سے بھاگ جائیگا۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب اور ان کے تابعداروں پر اللہ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ جب تک کہ روئے زمین سبزی کے ساتھ جو اپنے پیدا کرنیوالے کی قدرت پر شاہد ہے خوشی سے تبسّم کرے۔ اور بادلوں کے آنسو مینہ کو جو اس کے باقی رکھنے والے کی حکمت پر دلیل ہے۔ برسائیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۔ کیا وہ زمین و آسمانوں کے ملوک اور اُن چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں۔ اور اس بات میں کہ ان کی اجل قریب آگئی ہے غور و فکر نہیں کرتے۔ پس وہ اس کے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے۔ یعنی اُسکی سلطنت کے عجائبات اور جو کچھ آسمان و زمین میں صنائع بدائع ہیں۔ ان میں فکر و تدبّر کریں۔ اور ہر ایک چیز میں جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے غور کریں۔ کیونکہ ہر ایک شے اللہ تعالےٰ کی حکمتوں پر دلالت کرتی ہے۔ اور اجلوں کے قریب ہونے اور امیدوں کے منقطع ہونے میں فکر کریں۔ تاکہ اعمال صالحہ کے لئے جلدی کریں۔ پس اس قرآن کے بعد کس بات پر ایمان لاوینگے ۔

جاننا چاہئے کہ مصنوعات میں فکر کرنا تقرّب کا اعلےٰ ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوقات میں فکر کرو۔

اور اللہ کے بارہ میں تفکر نہ کرو۔ کیونکہ تم اس کے قدر کا اندازہ نہیں کر سکتے ۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تفکر عقل کا حج ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں میں سے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ میں ہر دانا کے کلام کو قبول نہیں کرتا ہوں۔ لیکن میں اس کے ارادے اور خواہش کی طرف دیکھتا ہوں۔ اگر اس کا ارادہ اور خواہش میری طرف ہو۔ تو میں اس کے ارادے کو تفکر اور اس کے کلام کو حمد بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ نہ کلام کرے۔ اور تفکر تین قسم پر ہے اول مصنوعات میں فکر کرنا اور ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی ذات پر استدلال حاصل کرنا یہ علماء ربانی کی شان ہے دوسرے اللہ تعالےٰ کی عجیب و غریب صنعتوں اور اس کی نعمتوں میں فکر کرنا یہ اللہ تعالےٰ کے شکر گزار بندوں کا خاصہ ہے تیسرے اعمال اور ان کے اخلاص میں فکر کرنا یہ عابدوں کی شان ہے ۔

حضرت فضیل رح فرماتے ہیں کہ تفکر ایک آئینہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔ لیکن مصنوعات میں تفکر کرنا یہی ہے جو اس آیت یا اس جیسی اور آیتوں میں بیان کیا گیا ہے اور سب مصنوعات میں سے تیرے نزدیک تیرا اپنا نفس ہے۔ پس اعتبار و عبرت کے لئے تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنی پیدائش اور ترکیب اور شکل و صورت اور تمام حالات میں غور کرے ۔

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ تمہاری اپنی جانوں میں بہت نشان ہیں پھر تم کیوں نہیں دیکھتے۔ پھر مصنوعات کے ہر ایک جزو میں کافی دلالت اور شافی عبرت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اول میں اکیلا تھا۔ پھر سب کچھ پیدا کیا جس قدر کہ چاہا ۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا جس کے دونو کنارے سرخ یاقوت کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے قلم کو ایک موتی سے پیدا کیا۔ اس کا طول پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر اس کی طرف ہیبت کی نظر سے دیکھا۔ تو دو حصوں میں پھٹ گیا۔ اور اس سے نور نکلا۔ پھر اس کو کہا کہ لکھ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پس اس نے لکھ دیا۔ پھر اس کو کہا کہ لکھ جو کچھ قیامت تک ہونیوالا

ہے۔ پس جو کچھ ہونے والا تھا اُس نے لکھ دیا۔ اور اس کے آواز میں رعد کی طرح تسبیح ہے اور اس کی کتابت یعنی لکھنا نور ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ایک سبز جوہر کو پیدا کیا۔ جس کی موٹائی زمین و آسمانوں کی موٹائی کے برابر تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس کو پکارا تو وہ اللہ تعالےٰ کی ہیبت سے تھرتھرایا اور اضطراب میں آیا۔ اور پگلکر پانی ہوگیا۔ پھر اضطراب میں آیا تو اس سے دھوآں اور جھاگ بلند ہوا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے سبز جوہر سے عرش کو پیدا کیا۔ جس کی عظمت اور نور کا وصف بیان نہیں ہوسکتا۔ اُس کے بہت سے پائے ہیں۔ ہر دو نوں پایوں کے درمیان اس قدر مسافت ہے جس قدر کہ ایک تیز پرواز پرندہ ہزار سال تک اُڑتا رہے۔ اور نیز عرش ہر دن نور کے ستر ہزار رنگ بدلتا ہے۔ کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ اُس کی طرف نظر کر سکے۔ اور نیز عرش کی ہزار زبانیں ہیں۔ جن سے طرح طرح کی لغات میں اللہ کی تسبیح کرتا ہے ؛

روایت ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں پیدا کیا ہے اُس کی مثال عرش نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی مثال عرش کے نیچے ہے۔ جب مومن نیک عمل کرتا ہے اُس کی مثال بھی ویسی صورت بناتی ہے۔ پس اُس کی نیکی ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب بُرا عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی صورت پر پردہ ڈال دیتا ہے تاکہ اُس کی بُرائی کو ڈھانپے ؛

روایت ہے کہ کرسی ایک موتی سے بنی ہے اُس کی لمبائی کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور عرش کرسی سے دو ہزار سال پہلے پیدا ہوا ہے اور زمین و آسمان کرسی میں ایسے ہیں جیسے حلقہ جنگل میں پڑا ہوا ہو۔ اور کرسی عرش میں ایسی ہے جیسے کہ حلقہ جنگل میں پڑا ہوا ہو۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ہوا کو پیدا کیا تو عرش پانی پر ہوگیا اور پانی ہوا پر۔ پھر اللہ تعالےٰ نے عرش کے اُٹھانے والے چار فرشتے پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک کے ٹخنے سے لیکر اسفل قدم تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اُنہوں نے عرش کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا ہوا ہے جب قیامت کا دن ہوگا چار فرشتے اور اُن کی مدد میں آئینگے ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ (اُس دن تیرے

رب کا عرش آٹھ فرشتے اٹھائینگے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے پانی کی اوپر کے جھاگ سے زمین کا ایک طبقہ پیدا کیا۔ پھر اس کو سات طبقوں میں کیا۔ ہر ایک زمین کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور ایک زمین سے دوسری زمین تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ بھیجا۔ اُس نے نیچے آکر زمینوں کو اپنے کندھے پر اُٹھالیا۔ اور ان کے اطراف کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چونکہ اس کے قدموں کے ٹھیرنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے جنت فردوس سے ایک بیل نازل کیا جس کی چار ہزار ٹانگیں ہیں۔ اور اُس کے کوہان پر اس فرشتے کے قدم ہیں۔ اور بیل کے سینگ سمندر کے اطراف سے باہر ہیں۔ اور بیل کے نیچے ایک پتھر ہے۔ جس کی موٹائی زمین و آسمان کی موٹائی کے برابر ہے۔ یہ وہی پتھر ہے۔ جس کی نسبت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت میں ذکر کیا ہے۔ یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ۔ اور وہ پتھر ایک مچھلی کے اوپر ہے اور مچھلی کے نیچے پانی اور پانی کے نیچے ظلمت ہے۔ یہاں پہنچکر خلقت کا علم منقطع ہو جاتا ہے ٭

نیز روایت ہے کہ ہر ایک زمین کے نیچے سمندر ہے اور ساتویں سمندر اور ساتویں زمین کے نیچے دوزخ ہے۔ اور وہ ابھی بند ہے۔ جب قیامت کے دن کھولا جاویگا۔ ساتوں سمندروں کو جلاویگا ٭

نیز روایت ہے کہ زمین پانی کے اوپر ہلتی تھی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مضبوط پہاڑوں کو پیدا کیا۔ تو ہلنے سے رُک گئی۔ اور ایک پہاڑ کو جو تمام دُنیا کو محیط ہے سبز زُمرد سے پیدا کیا۔ اس کا نام جبل قاف ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جبل قاف کے پیچھے برف کی زمین ہے جس کی مسافت پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور اسی قسم کی ایک اور زمین اولوں کی ہے۔ اور اُس کے پیچھے دوزخ ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے آٹھ بہشتوں کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا۔ ہر ایک آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اسی قدر فاصلہ ہے۔ سب سے نیچے کا آسمان

دنیا ہے اس میں ایسے فرشتے ہیں جو آگ اور ہوا سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کے اوپر ایک اور فرشتہ ہے جس کا نام رعد ہے اور وہ بارش پر موکل ہے۔ اور ان کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ۔ دوسرے آسمان میں مختلف قسموں کے فرشتے ہیں۔ جن کی تسبیح ہے سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ تیسرے آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جن کے مختلف پر اور مختلف منہ اور مختلف زبانیں ہیں بڑے بلند آواز سے کہتے ہیں سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ۔ چوتھے آسمان کا رنگ چاندی کی طرح ہے۔ اس کے فرشتوں کی تعداد پہلے تینوں آسمانوں کے فرشتوں کی تعداد سے دوگنی ہے۔ اور وہ ہر دم قیام و رکوع و سجود میں ہیں اور کہتے ہیں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے اپنے ماتحتوں کی نسبت دو گنے ہیں۔ پانچویں آسمان کا رنگ سونے کا سا ہے۔ اس میں ایسے فرشتے ہیں جو ہمیشہ رکوع و سجود میں ہیں۔ اور قیامت تک اپنی آنکھوں کو نہیں اٹھاوینگے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اپنی آنکھوں اور سروں کو اٹھاوینگے۔ اور کہینگے۔ سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ۔ چھٹا آسمان یاقوت سُرخ کا ہے اس میں کروبین فرشتے ہیں جو اللہ کا بڑا بھاری لشکر ہیں۔ اور اپنی بلند آواز سے اللہ تعالےٰ کی تہلیل و تسبیح و تقدیس کہتے ہیں۔ ان کے اوپر ایک اور فرشتہ مقرر ہے جس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ پھر ستر ستر ہزار فرشتہ ہے۔ ساتواں آسمان سفید موتی کا ہے اس میں ایک فرشتہ ہے جس کے ساتھ سات لاکھ فرشتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس قدر فرشتوں کا لشکر ہے جس قدر کہ اللہ تعالےٰ نے چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ پس ساتوں آسمانوں میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کہ فرشتے کا چہرہ سجدہ میں اور کسی فرشتے کا قدم قیام یا رکوع میں نہ ہو۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کی راہ ہے اور کرسی اور عرش کے درمیان بھی پانچ سو سال کی راہ ہے۔ اور اس سے اوپر عرش ہے۔ اس کی انتہا کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ کرسی کے نیچے ہے اور اُس کی شاخیں عرش کے نیچے۔ اسی کی طرف مخلوقات کا امر منتہی ہوتا ہے۔ اس کے ہر ایک پتے کے نیچے اُمتوں میں سے ایک اُمت ہے۔ اور اس پر اس قدر فرشتے ہیں۔ جن کی تعداد کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جبرئیل ع کا مقام اس کے وسط میں ہے۔

روایت ہے۔ کہ جبرئیل ع کے اعضا، ہر وقت اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کے ہر لرزہ سے لاکھ فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو اپنے سروں کو جھکائے ہوئے صف بصف خاموش کھڑے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اُن کو بولنے کی اجازت ہوگی۔ اس وقت سب کے سب لا الہ الا اللہ کہینگے۔

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا نہ کلام کرینگے۔ مگر وہ جن کو اللہ اذن دیگا اور بہتر کہیگا۔ اس آیت میں صواب سے مراد یہی لا الہ الا اللہ ہے۔

روایت ہے کہ جبرئیل ع کے چھ سو پر ہیں۔ ہر ایک ان میں سے دُر و یاقوت اور سونے کی جھانجوں سے جو کستوری سے پر ہیں مرصع ہے۔ اور ہر ایک جھانج کا آواز دوسری کے آواز کی طرح نہیں۔ اگر وہ اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلائے تو تمام افق کو روک دے۔ اور اسرافیل ع کے بارہ ہزار پر ہیں۔ ایک پر مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں۔ اور عرش اُس کے کندھے پر ہے۔ اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔ اور جب وہ تسبیح پڑھتا ہے تو اُس کی خوش آوازی کے سبب فرشتوں کو اپنی تسبیح بھول جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ڈر کے مارے کبھی اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے کہ چڑیا۔ اس وقت اللہ کے عرش کو سوائے اُسکی قدرت کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی قدرت میں رائی کے دانہ کے برابر ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ تمہارا پیدا کرنا اور زندہ کرنا ایک نفس کی طرح ہے۔ پس جس نے اعتبار کی نظر سے مخلوقات میں دیکھا اس کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ وہی معبود برحق اول و آخر و ظاہر و باطن واحد واحد

قدوس وصمد وحی وعلیم وقدیر و مدبّر و سمیع و بصیر و متکلّم اور مالک کبیر ہے۔ وہ اول ہے جس کی ابتداء نہیں۔ وہ آخر ہے جس کی انتہا نہیں۔ وہ ظاہر ہے جس کو عقل ثابت کرتی ہے۔ وہ باطن ہے جس کو وہم ادراک نہیں کرسکتا۔ تمام مخلوق محصور اور حد سے محدود ہے۔ اور خالق بائن مبائن تعریف سے برتر ہے۔ ازلی اور زائل کے درمیان بہت فرق ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں۔ بیشک اس شخص کے وصف میں اشکال ہوتا ہے۔ جس کے لئے کوئی شکل ہو اور مثال اُس کی بیان کی جاتی ہے۔ جبکی کوئی مثال ہو۔ لیکن جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ جس کو اُس کی طرف کیا مجال ہے۔ اس کی عظمت خیال سے برتر ہے۔ اُس کے لئے کیف کس طرح کہا جاوے۔ حالانکہ کیف اُس کے حق میں محال ہے۔ وہم اس کو کس طرح خیال میں لاسکے جبکہ وہ خود اسکی صنعت ہے عقل اس کی کس طرح حد پاسکے جبکہ وہ خود اس کا فعل ہے۔ مکان اس کو کس طرح گھیر سکے۔ جبکہ مکان اسی کا بنایا ہوا ہے۔ فکر کا سیر منقطع ہوگیا۔ اور ذہن کی رفتار ٹھیر گئی۔ اور وہم کا اشارہ موقوف ہوگیا۔ اور وصف کا لطف عاجز ہوگیا اور عقل کی آنکھ اندھی ہوگئی۔ اور حس کی زبان گونگی ہوگئی۔ لیکن اس کی تعریف کے پہاڑ پر ایک قدم بھی نہ چڑھ سکے۔ اس کی معرفت کے بحر میں کوئی غوطہ نہیں لگا سکتا وہ گویا رات ہے جس میں جس کو کوئی ستارہ نظر نہیں آتا۔ شعر

مَرَامٌ شَطَّ مَرْمِى العَقْلِ عَنْهُ   فَدُوْنَ مَرَامِهِ بَيْدَاءُ اَبَدُ

(ترجمہ) وہ ایسا نشانہ ہے جہاں عقل کے تیر انداز کی رسائی نہیں ہے۔ اور اُس کے نشانہ کے آگے ایسا جنگل ہے جہاں عقل چکر کھا جاتی ہے ؏

بہتر راستہ تسلیم ہے۔ اور نقل کی وادی بلا نفع ہے۔ تنبیہ کے مبالغہ کی بلندی سے نیچے اتر۔ اور تعطیل کی باطل چوٹیوں پر نہ چڑھ۔ کیونکہ وادی دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے۔ اُس کو تشبیہ دینے والا چندھا ہے اور اس کو معطل سمجھنے والا اندھا ہے۔ جس نے اُس کو کسی کیفیت سے منسوب کیا اُس نے اس کو نہ پہچانا۔ اور جس نے اس کو کسی کی مانند جانا اس نے اس کو واحد نہ سمجھا۔ اور جس نے اس کو کسی ایسی شے سے تشبیہ دی جس سے وہ منزہ اور پاک ہے تو اُس نے اسکی پرستش کا حق ادا نہ

کیا۔ اس کے وجود کا وجوب تعقل کے داغ سے برتر ہے۔ وہ زمانہ سے اول ہے بس نہیں کہہ سکتے کہ کب سے ہے۔ وہ اپنی وحدانیت میں مَعَ کے شمول سے بزرگ تر ہے اور پیدا کرنے میں یگانہ ہے۔ پس وہ صانع ہونے کی نسبت مَنْ[1] کے ساتھ نہیں پوچھا جاتا۔ مختلف قسم کی مخلوقات کو کُنْ سے ظاہر کر دیا۔ اور ان میں اپنی حکمتوں کو بھر دیا۔ بس لِمَ کے ساتھ اس کا معارضہ کیا نہیں جاتا۔ مِنْ کی بعضیت سے برتر ہے اور فی کی ظرفیت سے پاک ہے۔ اور کانَّ کے شبہ سے منزہ ہے۔ لَوْاَنَّ کے نقص سے بزرگ ہے۔ اور اِلّا اَنَّ کے عیب سے اعلیٰ ہے۔ اور اس کا کمال لٰکِنْ کے تدارک سے بلند ہے۔ اگر ذہن اس کے وصف میں ٹھیر گیا۔ تو اُس کی بزرگی نے پکارا کہ آگے بڑھ۔ اور اگر فکر اس کی ذات چلا تو اُس کی ہیبت نے کہا کہ تیار رہو۔ اور اگر دل اس کے ذکر سے بیٹھ گیا تو شوق نے کہا اٹھ۔ اور اگر گنہگار حیا کے سبب خاموش ہوا۔ تو اس کے حلم نے کہا کہ بول۔ اس کی عظمت کو کوئی مثیل بیان کرنیوالا نہیں پا سکتا۔ اور خیال کا ادراک اس کی حکمت کی انتہا معلوم نہیں کر سکتا اُس کی ذات شبیہ اور ضد و ندا اور مثل و عدیل سے منزہ ہے۔ اور اُسکی صفات ثابت ہیں اور بیشک اہل تعطیل گمراہ ہے۔ فکر نے اس کی پاک بارگاہ کے گرد بہت جولان کیا۔ لیکن ذلیل ہو کر مڑا۔ وہم حس کے میدان میں اُس کی طرف جولان کرتا رہا لیکن اُس نے آگے رستہ نہ پایا۔ اس میدان میں ندا کرنے والا سرگردان اور مدد کے لئے کہنے والا حیران اور رہنما گمراہ ہے۔ اُس کی ذات واحد ہے اس کا وجود قدیم ہے اس کی صفات ذات کی طرح ازلی ہیں۔ پس انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ کیف کا ہاتھ کنجا اور تشبیہ کا دروازہ بند ہے۔ اس کی ذات مثلیت سے منزہ اور اس کی صفات کیفیت سے مقدس ہیں۔ اس کی بینات شکوک کے مرتبہ سے برتر اور اس کی آیات آنکھوں اور عقلوں کے لئے روشن ہیں۔ وہ تمام اشیاء سے اول ہے اور وہ سب اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ اس کے وجود کی دلیل شک کی آمیزش سے خالی ہے اور بزرگی کے اظہار کرنے سے انواع و اجناس کی مماثلت سے برتر ہے۔ اور مشابہت اور قیاس کے ساتھ صفات کو ثابت کرنے سے بلند ہے۔ اور حس اُسکے ادراک سے مایوس ہے۔ اور تھک کر اور سرنگوں ہو کر واپس

[1] مَنْ جس کے معنی ہیں کدام۔ کون ۱۲ احمد علی

ٹرتا ہے۔ پس پاک ہے وہ معبود برحق جو اپنی ذات میں معلومات کی مساوات اور علتوں
کی مشابہت سے منزہ ہے۔ اور برتر ہے وہ قیوم جو اپنی ذات وصفات میں شبہ اور
ضد اور ند اور مثل سے پاک ہے اور حرکات اُس پر جائز نہیں اور نقل اُس کو نہیں
بدلا سکتی۔ وہ مالک جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور کوئی یہ نہیں کہ سکتا کہ کیوں کیا
وہ اپنے حکم میں عادل ہے نہ کبھی کسی طرف جھکتا ہے نہ بے انصافی کرتا
ہے۔ اُس نے اپنے علم سے ہر ایک چیز کو احاطہ کیا ہوا ہے نہ وہ بھولتا ہے
نہ غافل ہوتا ہے۔ مخلوقات کے پیدا کرنے میں اپنے ازلی حکم کے اسرار
یعنی خلق اور خلق اور سعادت اور شقاوت اور رزق اور اجل کو ظاہر کیا۔
اس کی حکمت اس بات سے منزہ ہے کہ اعتراض کا گھپیا لگانے والا اُسکی
بنیاد کو سست کردے۔ اس کی حکمت خلل سے برتر ہے۔ اور اس کے
پیچھے ابطال کا میدان ہے۔ اور ہدایت وگمراہی کا تصرف اس کے تہر کے قبضہ
میں ہے۔ اس کا علم ہر ذرہ اور ریگ اور ہر دانہ اور گٹھلی اور قطرے کو شامل ہے
اور وہی غیب وشہادت کا جاننے والا اور بزرگ وبلند ہے۔

فصل پانچویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مصنوعات کی لڑیاں پروئیں۔ جو
سب کی سب متفق ہو کر اس کی الٰہیت پر شاہد ہیں۔ اور ان کے حدوث سے اپنی
صفات کی قدامت کو ظاہر کیا۔ پس عقلیں اس کے کمال علم اور قدرت پر گواہ ہیں
اور اپنے ارادہ کے ساتھ ان کی صفات کے درمیان فرق ظاہر کیا۔ پس وہ
سب اس کے ارادہ کے تصرف سے جدا جدا ہیں۔ آسمانوں کو دیکھو۔ گویا وہ
ایک لاجوردی قبہ ہے۔ اور ستارے ان میں گویا قندیلیں لٹکائی ہوئی ہیں
اور آفتاب پادشاہ اور چاند وزیر کی مانند ہے اور ستارے اُس کے گرد
لشکر کی مانند جمع ہیں۔ اور زمین کو دیکھو کہ مینہ کے برسنے سے پہلے فقیر۔
مسکین کی طرح ہوتی ہے۔ اور گرمی اور خشکی سے جلی ہوئی ہوتی ہے۔ پس
جب بادلوں کی گھٹائیں انعام کا ہاتھ اس کی طرف بڑھاتی ہیں۔ تو اُس کو بیٹھے

پانی سے سیراب کرتی ہیں۔ پس خشک زمین نرم ہو جاتی ہے اور بنجر آراستہ بنجاتی ہے۔ اور اُس کی آراستگی ظاہر ہوتی اور اس کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ باغ طرب وصال سے لہلہاتے ہیں۔ اور ٹہنیاں جمال کے لباس میں ٹہلتی ہیں اور صبح کی بادِ نسیم شگوفوں کے بند منہوں کو کھولتی ہے۔ اور غنچوں اور پرندوں کے خطیب گھونسلوں کے منبروں پر چڑھ کر صبح کے وقت قادر مطلق کی بزرگی کے گیت گاتے ہیں۔ اور موجودات سب کی سب زبان حال سے پکارتی ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔ بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال واکرام والا ہے۔ جس نے انسان کو نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پیدا کیا۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اور غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔ جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ بر و بحر میں ہے اور جو پتّا گرتا ہے۔ فکر جب اس کی نعمتوں کے باغوں میں سیر کرتے ہوئے جب اُس کبریا کی چراگاہ تک پہنچتی ہیں۔ تو قصور کے معترف اور سرنگوں ہو کر واپس مڑتے ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کی صمدیت کے احاطہ کرنے سے وہم حجاب میں اور اُس کی عظمت کے باہر میں غرق ہیں۔ اور جس نے اپنے طالبوں کے لئے جبکہ اُنہوں نے اُس کے دروازے کے سوا سب دروازوں کو بند پایا۔ اپنے کرم و بخشش کے دروازہ کو کھول دیا۔ اور جس نے اپنی طرف رجوع کرنے والوں کی توبہ کو قبول کیا۔ اور اُن کے مہلکہ افعال کو اُن سے دور کر دیا۔ اور جس نے اپنے بندہ ضعیف کے شکوے کو سُنا۔ جب کہ اُس نے اُس کی شریف جائے پناہ میں آکر پناہ لی۔ اور اس سے صدقہ طلب کیا۔ پس اُس نے اس کے سوال کو پورا کیا اور اس کی آرزو کو بر لایا۔ اور اس کو خوف سے امن دیا۔ اور اس پر احسان کیا اور اُس کو آزاد کر دیا۔ اور حیوانوں کی جنس میں سے نوعِ انسان کو بیان اور قوت ناطقہ دیکر بزرگی بخشی۔ اور مومن کو ایمان و عرفان عطا کر کے اسکی عزت بڑھائی۔ اور اس کو ہدایت دیکر نیکی کی توفیق بخشی۔ وہی غیب و شہادت کا عالم اور عزیز و رحیم ہے۔ جس نے ہر ایک چیز کو عمدہ صورت میں پیدا کیا۔ میں اس کا ان

تمام نعمتوں پر حمد کرتا ہوں۔ جن کی صفائی کے ساتھ دل روشن ہوگئے۔ اور باطن اُس کی خوبصورتی کے سبب تروتازہ باغ بن گئے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے حکم کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ خائفین کے نفس اُن کے غلبہ سے ڈرتے ہیں۔ اور عارفوں کے دل اُس کی بخشش کی مضبوط رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے شریعت حقہ کے ساتھ بھیجا۔ جس کے حکموں کو انہوں نے ثابت کر دکھایا۔ اور برہان کے نور سے باطل کی بھڑک اور شعلہ کو بجھایا اور دُور کیا۔ اور تحقیق کی تلوار کے ساتھ بہتان کے دماغ کو پھوڑا اور اُس کی پلیدی اور گندگی کو دور کیا۔ ان پر اور ان کی آل و اصحاب اور اس شخص پر جس نے اُن کی تصدیق کی۔ اور اُن پر ایمان لایا۔ اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جیسے کہ اس نے اپنی نعمتوں کو اُن پر کامل کیا اور انکی پیدائش اور خلق کو بہتر بنایا +

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا۔ اے ہمارے نبی ہم نے تجھ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے اذن سے اُسکی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بھیجا ہے +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیشمار ہیں۔ اور ان کے معجزے اور مناقب اور محاسن بیحد و حساب ہیں۔ شعر

فَبَالِغْ وَاكْثِرْ لَنْ تُحِيطَ بِوَصْفِهِ ۔۔۔ فَأَيْنَ الثُّرَيَّا مِنْ يَدِ الْمُتَنَاوِلِ

(ترجمہ) تو جس قدر چاہے مبالغہ کر اور جس قدر چاہے زیادہ کر لیکن اُن کے صفت کا ہرگز احاطہ نہ کر سکیگا۔ بھلا کسی کا ہاتھ ثریا تک پہنچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں آپ کا ذکر ایمان کو بڑھاتا ہے۔ اور دلوں اور باطنوں کو عرفان کے انوار سے روشن کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت کو آپ کی محبت پر مشروط کیا ہے۔ اور اپنی طاعت کو آپ کی طاعت پر وابستہ کیا ہے۔ اور اپنے ذکر کو آپ کے ذکر کے ساتھ اور اپنی بیعت کو آپ کی بیعت کے ساتھ پیوستہ کیا ہے ۞

اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی - اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں - اور فرماتا ہے - اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ - اگر تم اللہ سے محبت لگانا چاہتے ہو - تو میری تابعداری کرو - اللہ تمہیں دوست بنا لیگا - اور فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا ؂

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - کہ میرے پاس جبرئیل ؑ آئے اور کہا کہ میرا اور تیرا رب فرماتا ہے - کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے ذکر کو کس طرح بلند کیا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے - اس نے کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس وقت میں ذکر کیا جاتا ہوں تو بھی میرے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے اور بعض نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ شامل کرنے سے ایمان کامل کیا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ میں نے تجھے اپنے ذکر کا ذکر بنایا ہے - یعنی جس نے تجھے یاد کیا اُس نے مجھے یاد کیا - اور جس نے تجھ کو ثابت کیا اس نے مجھے ثابت کیا - اور جس نے تیرا انکار کیا - اُس نے مجھے نہ پہچانا - اور بعض نے اُس کے معنے یہ کئے ہیں کہ کوئی شخص تجھ کو رسالت سے نہیں یاد کرتا - مگر یہ کہ وہ مجھے ربوبیت کے ساتھ یاد کرتا ہے - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے اول خدا تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا ہے اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب عرش کو پیدا کیا - اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نور سے لکھا - جب حضرت آدم ؑ جنت سے نکلے - اُنہوں نے ساق عرش پر اور جنت کی تمام جگہوں پر اللہ تعالےٰ کے اسم کے ساتھ حضرت محمد ؐ کا نام لکھا دیکھا - تو پوچھا اے رب یہ محمد کون ہے؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا - کہ تیرا بیٹا ہے - اگر میں اس کو پیدا نہ کرتا تو تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا - پھر حضرت آدم ؑ نے عرض کی یا اللہ اس بیٹے کی عزت کے صدقے اس باپ پر رحم فرما - پس ندا آئی - کہ اے آدم ؑ - اگر تو محمد ؐ کے وسیلہ سے تمام زمین و آسمان والوں کے

حق میں سفارش کرنا۔ تو ہم تیری سفارش کو قبول کرتے ۔

جاننا چاہئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزے بکثرت ہیں۔ ان میں سے زیادہ بلند قدر والا اور روشن ذکر والا ۔ قرآن عزیز ہے۔ جس کے مقابلہ سے فصحاء عاجز ہو گئے۔ اور عقلمند اس کی مثل نہ لا سکے۔ اسکے اعجاز میں سے ہے۔ اس کا حسن تالیف اور کلموں کا ربط اور فصاحت و بلاغت اور ایجاز۔ اور اس کا حسن تصرف اور طرز جس کے ساتھ کوئی نظم و نثر مشابہ نہیں ہے آئندہ غیبی چیزیں جو اسی طرح واقعہ ہوئیں۔ جس طرح کہ اُس نے بیان کیں۔ اور گذشتہ قصوں کا ذکر حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُمی تھے۔ کسی سے کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ اور علماء اہل کتاب سے بھی میل جول نہ رکھا۔ اور ملکوت اعلےٰ اور ملائکہ اور قیامت اور جنت و دوزخ وغیرہ کا ذکر۔ اور اس کے معارضہ کی تاب نہ لانا اور اس کے مقابلہ سے عقول کا عاجز ہونا حالانکہ اس وقت تمام زمانہ فصیح و بلیغ تھا۔ اور ہر وقت لڑائی بھڑائی اور عداوت کا بازار گرم رہتا تھا۔ لیکن پھر بھی معارضہ کا خیال کسی کے دل پر نہ گذرا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک مکہ میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے جبکہ کفار نے اس کی نسبت آپ سے سوال کیا۔ پس وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ پر ہو گیا۔ اور دوسرا اس کے ورے۔ اور تمام اہل زمانہ نے ان کو دیکھ لیا۔ اسی کے حق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ ساعت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ (معجزہ)

ایک ہی رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصےٰ تک براق پر سوار کرکے اللہ تعالےٰ اُن کو لے گیا۔ اور اس جگہ تمام انبیاء آپ کے لئے جمع ہوئے۔ اور آپ نے امام ہو کر ان کو نماز پڑھائی۔ پھر بیت المقدس سے آسمان کی طرف آپ کو لے گئے اور ہر ایک آسمان کا دروازہ آپ کے لئے کھولا گیا۔ اور ہر ایک آسمان کے فرشتوں نے آپ پر سلام دی۔ حتےٰ کہ ساتواں آسمانوں سے گذر کر سدرہ المنتہیٰ تک اور وہاں سے گذر کر ایسے مقام تک پہنچ گئے۔ جہاں قلموں کی آوازوں کو سنا۔ پس کرامت و قرب کے مقام میں کھڑے ہوئے۔ اور نجوی اور راز کے مقام

ہیں جا ٹھہرے۔ پس اس قرب اکرام میں دو کمانوں کے گوشوں جتنا یا اس سے بھی کم فرق رہ گیا۔ وہاں آپ نے خدائے بزرگ و بلند کا خطاب سنا اور اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے بڑا نشان دیکھا۔ اور پانچ نمازیں آپ پر فرض ہوئیں پھر بقیہ رات میں مکہ کی طرف واپس آ گئے۔ یہ سب کچھ قرآن میں مذکور ہے۔ اس کی خبریں ہر ایک کو معلوم اور اس کے آثار مشہور ہیں ؛

معجزہ۔ آپ کی انگلیوں سے پانی بہ نکلتا تھا۔ اور آپ کی برکت سے تھوڑی چیز بہت ہو جاتی تھی۔ چنانچہ صحیح حدیثوں میں ان کا ذکر آچکا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ بازار مدینہ کے پاس مقام زوراء میں تھے۔ کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ ایک برتن میں رکھ دیا جس میں سے تین سو آدمیوں نے وضو کیا۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ رہا تھا ؛

حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور ہمارے پاس پانی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس قدر پانی ہر ایک کے پاس بچا ہوا ہے لے آؤ۔ آپ نے اس سب پانی کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ اور اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا۔ پس پانی آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹنے لگا ؛

حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جنگ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی شکایت کی۔ آپ کے پاس ایک کوزہ تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کوزہ میں رکھ دیا۔ اور پانی چشمے کی طرح آپ کی انگلیوں سے بہنے لگا۔ حضرت جابر رضؓ سے پوچھا گیا۔ کہ تم کتنے آدمی تھے۔ اس نے کہا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تو بھی ہم کو کفایت کر جاتا۔ ہم تو صرف پندرہ سو آدمی ہی تھے ؛

حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ غزوہ بواط میں لوگوں کو پیاس نے آگھیرا۔ تو آپ نے ایک پیالہ منگوا کر اس میں تھوڑا سا پانی ڈھونڈھ کر ڈال دیا اور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیا۔ اور اپنی انگلیوں کو متفرق کر دیا۔ پس پیالہ سے

اس قدر پانی پھوٹ نکلا کہ تمام لوگ پی پی کر سیراب ہو گئے ؀
حضرت معاذ ابن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ آپ تبوک کے چشمے پر آئے۔ اور اس میں بہت تھوڑا پانی تھا۔ پس اس میں سے آپ نے تھوڑا سا پانی نکلوا کر اس کے ساتھ اپنا ہاتھ مُنہ دھویا۔ اور پھر اس پانی کو اس چشمہ میں گرا دیا۔ پانی کے گرنے ہی چشمے میں سے بجلی کے گرجنے کی طرح آواز سنائی دی۔ اور بہت سے پانی کا چشمہ پھوٹ کر بہنے لگا۔ پھر آپ نے پھر فرمایا اے معاذ رضؓ مجھے امید ہے کہ جب تک تو زندہ رہے گا۔ اس جگہ اسی طرح پانی بہتا دیکھیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک دفعہ آپ نے اپنی ترکش سے ایک تیر نکال کر ایک گڑھے میں جس میں پانی نہ تھا گاڑ دیا۔ اس میں سے اس قدر پانی نکلا کہ جنگ حدیبیہ کے دن لوگوں کو کفایت ہوا ؀
روایت ہے کہ ابوطالب نے کسی سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے پاس پانی نہیں ہے۔ آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ اور پانی نکل پڑا۔ اس بارہ میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے یہ چند ہم نے بیان کردی ہیں ؀
معجزہ۔ آپ کی دُعا سے تھوڑے کھانے میں اس قدر برکت ہو جاتی تھی۔ کہ بہت سے لوگوں کو کافی ہو جاتا تھا۔ اور بہت دیر تک باقی رہتا تھا۔ ایک دفعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان کے ہاں جَو کی چند روٹیاں تھیں۔ آپ نے ان کو منگوا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اُن پر گھی ڈال دیا۔ اور آپ نے کہا ماشاء اللہ الخ۔ پھر آپ نے دسؔ آدمیوں کو بلایا۔ اور وہ سیر ہو کر نکل گئے۔ تو پھر دسؔ کو حتّے کہ اسی طرح تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ وہ سب اسّی آدمیوں کے قریب تھے۔ اور حضرت جابر رضؓ نے خندق کے دن ایک صاع جو سے کھانا تیار کیا۔ اور ہزار آدمی اُس کو کھا گئے۔ لیکن کھانا اسی طرح رہا۔ کچھ کم نہ ہوا۔ آپ نے ایک دفعہ ایک شخص کو آدھا وسق جو دئے۔ جن وہ خود اور اس کے اہل وعیال اور مہمان بہت دیر تک کھاتے رہے۔
حضرت ابوایوب انصاری رضؓ نے ایک دفعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق

کے لئے اس قدر کھانا تیار کیا جو صرف ان دونوں ہی کے لئے کافی تھا۔ جب دونوں کو بلایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور تیس انصاریوں کو بھی بلا لیا۔ وہ سب کے سب کھا کر چلے گئے تو پھر ساٹھ کو بلایا۔ اور جب وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے تو پھر اور نوّے آدمیوں کو بلایا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضہ کہتے ہیں۔ کہ اسی میرے کھانے سے ایک سو اسی آدمیوں نے کھانا کھایا۔ اور حضرت سمرة بن جندب رضؓ سے روایت ہے کہ میں ایک پیالہ گوشت لیکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ اس میں سے صبح سے لیکر شام تک کھاتے رہے اس طرح کہ چند لوگ کھا جاتے اور پھر چند آ جاتے۔ اور تمام اہل صفہ نے بھی اس میں سے کھایا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب کھا کر نکل آئے مگر وہ جوں کا توں تھا۔ ہاں اس میں انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ اسی طرح آپ نے ایک پیالہ دودھ سے بہت سے لوگوں کو سیراب کر دیا۔ اور وہ ویسا ہی رہا جیسے کہ تھا۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کی دعوت کی اور وہ چالیس آدمی تھے۔ ان میں سے کوئی جذعہ کھاتا تھا اور فرق پیتا تھا۔ آپ نے ان کے واسطے ایک مُد طعام تیار کیا۔ ان سب نے اس میں سے کھایا اور سب کے سب سیر ہو گئے۔ اور وہ ویسا ہی باقی تھا۔ پھر عس منگوایا اور ان کو پلایا ان سب نے پیا۔ اور اس کو ایسا ہی چھوڑ گئے۔ گویا کہ پیا ہی نہیں۔ اور عس ایک برتن ہے جس سے تین یا چار آدمی سیر ہو جاتے ہیں اور حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ طعام تیار کیا اور اپنے اصحاب کی دعوت کی۔ پس اس کھانے پر تین سو آدمی حاضر ہوئے۔ جب سب کھا چکے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اٹھا لے۔ پس میں نے دیکھا ناکہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جس وقت اٹھایا۔ یعنی جیسا رکھا تھا ویسا ہی اُٹھا لیا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی سفر میں بھوک لگی۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ تیرے پاس ہے میں نے عرض کیا ہاں توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک مٹھی کھجوروں کی اس میں سے نکال لی۔ اور دونوں ہاتھوں میں پھیلا کر برکت کے لئے دُعا کی۔ ان کھجوروں میں سے تمام

لشکر نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس قدر تیری تھیں لیلے۔ آپ نے بھی ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی لے لیں۔ اور میں نے اپنے حصّہ سے زیادہ لے لیں۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں ان کھجوروں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے زمانہ تک کھاتا رہا۔ حتےٰ کہ جب حضرت عثمان رضؓ قتل کئے گئے۔ تو وہ بھی ختم ہو گئیں۔ اور غزوہ تبوک میں لوگوں کو بھوک لگی۔ آپ نے اُن کو فرمایا۔ کہ جو کچھ کسی کے پاس تھوڑا بہت بچا ہوا ہے لے آوے۔ وہ لوگ تھوڑی سی کھجوریں جمع کر کے لے آئے۔ آپ نے اُنہی میں سے ان کو کھلایا اور اُنہوں نے اپنے توشہ دان بھر لئے۔ اور وہ اتنی ہی تھیں جتنی رکھی تھیں۔ اس بارہ میں بھی اخبار بکثرت ہیں۔

معجزہ۔ درخت آپ کے ساتھ کلام کرتے تھے اور آپ کی دعوت کو قبول کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک اعرابی ملا۔ آپ نے اس کو اسلام کی طرف دعوت کی۔ اُس نے کہا کہ جو کچھ تو کہتا ہے اُس کی کون گواہی دیتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت شاہد ہے۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہو۔ اور اُس نے تین دفعہ کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ اور پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اور حضرت بریدہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ مجھے کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر اس درخت کو کہو کہ تجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں۔ جب اُس نے جا کر کہا۔ تو وہ درخت اپنی شاخوں کو کھینچتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہُوا۔ اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔ پھر آپ نے اُس کو حکم دیا تو وہ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اور ایک حدیث میں حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جُدا جُدا دو درختوں کو بُلایا۔ وہ دونوں درخت جمع ہو گئے۔ پھر ان کو حکم دیا تو ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس بارہ میں اخبار صحیحہ بہت ہیں۔ اور ستون حنانہ کا رونا بھی اسی قسم سے ہے جس کے ساتھ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر تیار ہوگیا اور اس پر آپ نے خطبہ پڑھا۔ تو اس بات سے وہ ستون رونے لگا۔ اور لوگوں نے بھی اس کا رونا سن لیا۔ حتٰے کہ اس کے رونے سے لوگ بھی رو پڑے۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس آگیا۔ آپ نے اس کو اپنے گلے لگایا اور پھر حکم دیا تو وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس حدیث کو دس سے زیادہ اصحاب کرام نے روایت کیا ہے۔

معجزہ۔ جمادات آپ کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ اور اس بارہ میں بھی بہت سے اخبار مشہور ہیں۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی سنگریزوں کی لی۔ پس وہ سنگریزے آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگے۔ حتٰی کہ ہم نے بھی ان کی تسبیح کو سنا۔ اور حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم مکہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ایک طرف کو نکلے۔ اور جو درخت و پہاڑ آپ کے سامنے آیا۔ اس نے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔

معجزہ۔ حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب کی ایک مجلس میں تھے۔ کہ بنی سلیم کا ایک شخص سوسمار لایا۔ اور اس کو آپ کے سامنے پھینک دیا۔ اور کہا۔ کہ میں ایمان نہ لاؤنگا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لاوے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے سوسمار۔ اس نے نرم آواز سے جواب دیا حتٰے کہ سب لوگوں نے سن لیا۔ لبیک وسعدیک۔ آپ نے فرمایا۔ کون عبادت کے لائق ہے۔ اس نے کہا وہ خدا تعالےٰ جس کا عرش آسمان میں اور جس کی بادشاہی زمین میں اور جس کا رستہ سمندر میں اور جس کی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ نجات پاگیا۔ اور جس نے آپ کی تکذیب کی۔ وہ رحمت سے محروم رہا۔ پھر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ اور ابو سعید رضؓ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑئیے نے ایک گڈریئے کے ساتھ کلام کی اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی نسبت خبر دی۔ وہ گڈریا آکر مسلمان ہوگیا۔ اور اصبان بن اوس کے ساتھ بھیڑئیے کے کلام کرنے کا

قصہ مشہور ہے۔ جو اپنی بکریوں کو چرا رہا تھا۔ اور بھیڑیا اس کے پاس آکھڑا ہوا۔ اور اس کو کہنے لگا کہ میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں۔ کہ تو اپنی بکریوں کے پاس کھڑا ہوا ہے اور ایسے نبی کو چھوڑ دیا ہے جس سے زیادہ بڑے قدر والا کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور اہل جنت میں سے افضل و اشرف اس کے اصحاب ہیں۔ تیرے اور اس کے درمیان یہی گھاٹی ہے پس تجھے چاہئے کہ اللہ کے لشکر میں سے بن جائے۔ پس وہ جاکر مسلمان ہوگیا۔ اور حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضؓ اور صفوان بن امیّہ نے ایک بھیڑئے کو دیکھا جو ہرنی کی تلاش میں تھا۔ جبکہ ہرنی حرم میں داخل ہوگئی۔ اور بھیڑیا ٹھہر گیا۔ ان دونوں نے اس بات سے تعجب کیا۔ بھیڑئے نے ان دونوں کو کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ حضرت محمدؐ بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور تم اس کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور ایک اونٹ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کرنا مشہور قصہ ہے۔ جس کے مالک اس سے دیر تک کام لیتے رہے اور جب وہ بوڑھا ہوگیا۔ تو انہوں نے اس کے نحر کرنے کا ارادہ کیا۔ پس آپ نے اس کے لئے سفارش کی۔ اس قصہ کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ اور اس ہرنی کے کلام کرنے کا واقعہ مشہور ہے۔ جس کو آپ نے شکاری کے ہاتھ سے چھڑایا تھا۔ تاکہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آئے اور وہ جاتی تھی اور یہ کہتی تھی۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی طرح ہے اس گدھے کا کلام کرنا جو خیبر کے دن آپ کو ملا تھا۔ اور واقدی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ کو ایک ہی دن میں چھ پادشاہوں کی طرف جو مختلف زبانیں بولتے تھے قاصد کے طور پر بھیجا ہر ایک صحابی انہی لوگوں کی زبان میں کلام کرنے لگا جن کی طرف وہ بھیجا گیا تھا۔ اور زہر آلودہ بکری کی کلام کا قصہ مشہور ہے جس کو ایک یہودیہ عورت نے خیبر میں آپ کے لئے تیار کیا تھا۔ اور حج الوداع میں ایک لڑکے کو جس دن کہ وہ پیدا ہوا۔ آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا تجھے خدا برکت دے۔ پس اس کا نام مبارک الیمامہ کہا گیا۔

اور جب ثابت بن قیس نے یمامہ کو قتل کیا۔ اور دفن کرنے کے لئے اُس کو قبر میں رکھا تو وہ یہ کہتا تھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الشَّھِیْدُ عُثْمَانُ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ

معجزہ۔ آپ کی برکت سے اہل مصیبت کی مصیبتیں اور بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ روایت ہے کہ احد کے دن قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں ایسا زخم لگا کہ رخسارے پر جا پڑی پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی جگہ پر لوٹایا۔ وہ آنکھ پہلے کی نسبت اچھی ہو گئی اور ابو قتادہ کا بیان ہے کہ میرے چہرہ پر تیر لگا اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوکا اور کوئی ضرب اور خراش کا نشان نہ رہا۔ ایک دفعہ ایک اندھے نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ میری آنکھیں بینا ہو جائیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا۔ کہ دو رکعت نماز پڑھ اور اس طرح دُعا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ اَنْ تَرُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ اس اندھے نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کو بینائی بخشی۔ اور خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں نہایت ہی سخت درد تھی۔ آپ نے ان کی آنکھ میں تھوکا تو اسی وقت درد جاتی رہی۔ اسی طرح آپ نے سلمہ بن اکوع کے زخم میں تھوکا اور ایسے ہی زید بن معاذ کے تلوار کے زخم میں تھوکا اور زخم اچھے ہو گئے۔ بدر کے دن معوذ بن عفرا کا ہاتھ کٹ گیا۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو باہم ملا کر اس پر تھوکا تو فوراً پہلی طرح درست ہو گیا۔

معجزہ۔ آپ جس شخص کے حق میں دُعا کرتے تھے قبول ہو جاتی تھی۔ اور آپ کی دُعا کی برکت اس شخص کے بیٹوں اور پوتوں تک سرایت کر جاتی تھی۔ ایسی ہی ہے استسقا وغیرہ کے موقعہ پر آپ کا دُعا کرنا۔ اور آپ جس کے حق میں بددُعا کرتے تھے۔ فوراً اس کا اثر ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور اس قسم کے معجزات بیشمار ہیں۔ اور بزرگوں کی مبسوط کتابوں میں بہت سی اخبار اس بارہ میں وارد ہیں۔ جن میں سے ایک کتاب قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ تعالےٰ کی کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفٰے ہے۔

معجزہ۔ اللہ تعالےٰ کی منزلہ کتابوں مثل توریت اور انجیل میں آپ کا ذکر ہے۔ اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے علماء اہل کتاب کو خوشخبری دی گئی۔ اور کاہنوں نے آپ کی نسبت بیان کیا۔ اور جنی ہاتفوں نے خبریں دیں۔ اور اس بارہ میں عبداللہ

بن ظفر نے ایک کتاب جمع کی ہے جس کا نام خیر البشر بخیر البشر رکھا ہے۔ آپ کے فضائل میں یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن اخلاق اور عادات حسنہ اور عمدہ عمدہ خوبیوں کا بیان قرآن عزیز میں کیا ہے۔ اور قیامت کے دن آپ کے لیئے وسیلہ اور شفاعت اور مقام محمود اور حوض مورود اور حوض کوثر وغیرہ وغیرہ جمع رکھا ہے۔ پس تامل کر یہ تمام باتیں اللہ تعالے کی کتاب عزیز میں پائیگا۔ اور آپ اس شخص کے لئے جو آپ کے ساتھ ایمان لایا۔ اور ہدایت پائی گواہ ہیں۔ اور اس پر بھی گواہ ہیں جس نے انکار و سرکشی کی۔ آپ اس شخص کے لئے جس نے اپنے مولیٰ کی تابعداری کی ثواب کی خوشخبری دینے والے ہیں۔ اور جس نے اپنی ہوا و حرص کو اختیار کیا۔ اُس کو عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔ آپ اللہ کے اذن سے اظہار رحمۃ کے لئے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والے ہیں۔ اور اس شخص کے لئے جو آپ پر ایمان لایا اور آپ کے نور سے روشن ہوا چراغ روشن ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے صورتوں میں پوشیدہ اور ذکر میں ظاہر رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اُس کو پہچان لیا۔ اور اُس کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور تمام انبیاء سے آپ کے لئے عہد لیا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفوت اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوحہ اور حضرت ادریسؑ کو علم اور حضرت یعقوبؑ کو غم اور حضرت ایوبؑ کو صبر اور حضرت داؤد علیہ السلام کو گریہ اور حضرت سلیمانؑ کو زیادہ ملک اور حضرت خلیلؑ کو خُلّت یعنی دوستی اور حضرت موسےٰؑ کو تکلم و کلام آپ کے نور ہی کی برکت سے نصیب ہوا۔ آپ بلندی میں ملکوت اعلےٰ سے بڑھ گئے۔ آپ کی برہان زیادہ واضح اور زیادہ روشن ہے۔ آپ واسطۃ العقد اور زمانہ کی زینت ہیں۔ تمام انبیاء پر آپ کی زیادتی ایسی ہے جیسے سورج کی بدر پر اور بحر کی قطرہ پر۔ آپ اُن کے صدر اور بدر اور اُن کی ولایت کے قطب اور ان کے لشکر کے سردار اور ان کے ہاروں کا واسطہ اور ان کی انگوٹھی کے نقش اور ان کے قصیدہ کا بیت اور اُن کے دائرہ کا نقطہ اور اُن کی دوپہر کے سورج اور ان کی رات کے ہلال ہیں۔ ساکن چیزیں آپ کی ہیبت کی تعظیم کے لئے حرکت میں آگئیں۔ ستون آپ کی طرف روتا ہوا آیا۔ اور آپ کے ہاتھ میں

سنگریزوں نے تسبیح کہی۔ اور پہاڑ زلزلہ میں آگئے۔ اور بھیڑئے اور اونٹ نے
آپ سے کلام کی۔ اور مشرکوں نے آپ کے باطن کو چھوڑ کر صرف ظاہری صورت
کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔
یہ قرآن دو نو گاؤں کے رہنے والوں میں سے کسی بزرگ آدمی پر کیوں نہیں نازل
ہوا۔ اور وہ حسد کی بیماری سے بیمار ہو گئے اور آپ کو غیر نظر سے دیکھا۔ اے
محمدؐ یہ ان کے ترہات کا نقش ہے نہ آپ کے چہرہ کا رنگ۔ اے مزّمّل اے
مدثر۔ اے کُن کے پاکیزہ پھل۔ اٹھ تو اہل زمین کا امام ہے۔ پس ملکوت اعلے
کی طرف چڑھ تاکہ تو اہل آسمان کا امام بنے۔ اے ایک رات میں سیر کرانیوالے
جس رات میں زمین کا نشان آسمان کے نشان پر بلند ہو گیا۔ اور فرشتوں
کے رئیس اور سردار فرشتے آگے آکر اپنے رئیس اکبر کو سلام دیتے تھے۔ پس
آپ کا نور الانور اور آپ کے برہان ازہر یعنی زیادہ روشن اور آپ کا سر
زیادہ ظاہر اور آپ کا فضل و قدرت بہت بلند اور آپ کا ذکر بہت لذیذ
اور آپ کی صورت بہت خوب اور آپ کا دین زیادہ کامل اور آپ کی زبان
زیادہ فصیح اور آپ کی دعا زیادہ قبول اور آپ کا عمل بہت بلند اور آپ کی ندا
اور پکار زیادہ سنی ہوئی۔ اور آپ کی حاجتیں پوری اور آپ کی شفاعت قبول
اور آپ کی مدد موید اور آپ کا نام محمدؐ اور آپ کا جسم زیادہ عبادت کرنے والا
اور آپ کی رسم و عادت یکتا اور آپ کا اسم احمد ہے اور آپ ہی خدا تعالے
کے حبیب اور آپ ہی مومنین کے ساتھ اولی ہیں۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ۔

فصل چھٹی۔ قیامت اور اس کے مقدمات میں

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنی بہترین ہدایت سے سعادتمندوں
کے دلوں کو منور کیا اور اپنی بزرگ ولایت سے صادقوں کے دلوں کو پاک
کیا۔ اور ان میں اپنی محبت ڈالی۔ اور مومنوں کے باطنوں کو محفوظ رکھا۔ اور
شیطان کو ان سے ہانکا اور دور کر دیا۔ اور ان کو اپنی عنایت سے اس امر کی

طرف جوان کے لئے مقدر تھا۔ بلا یا۔ اور وہ سب کے سب فرمانبردار و مطیع ہو گئے۔ وہ ایسی ذات پاک ہے کہ جس نے اپنی معرفت کے دلائل کو ظاہر کیا۔ پس مومنوں کے دلوں نے اُس کے وجود اور وحدانیت اور قدامت اور بقا اور اس کی یکتائی کو ثابت و تحقیق کیا۔ وہ حمد کے لائق اور برتر اور حیات اور علم اور سمع اور بصر اور کلام اور قدرت اور ارادہ سے موصوف ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس شہادت کے لئے جس کو چاہا توفیق بخشی۔ وہ رب قدوس ہے جس کو کیف ادراک نہیں کرسکتا اور نہ اس کو آینَ احاطہ کرسکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی صفات کو قیاس اور عادت۔ کے ساتھ ادراک کیا جاسکتا ہے۔ اس نے جس کے لئے کرامت اور شرافت کا ارادہ کیا اس کو سیدھے راستہ کی طرف الہام کیا اور حسن فکر سے اس کو بیدار کیا۔ پس اس نے اپنی معاد کا فکر کیا۔ اور اس کے لئے اپنی طاعت کا راستہ آسان کیا۔ پس اُس نے اپنا سفر خرچ بنا لیا۔ اور اپنی مہربانی سے اس کو دوست رکھا۔ اور اس کی امید و آرزو کو پورا کیا۔ اور اس نے جس کو چاہا اپنے قہر کے حکم سے خوار کیا۔ پس اس کا حظ اُسکے ہوائے نفس میں بنایا۔ اور جس نے اس کے ساتھ کفر کیا اس کو بُرائی کے دائرہ میں داخل کیا۔ اور قوم نوح میں سے ذوِی اولی کو ہلاک کیا۔ اور عاد اور شداد کو پامال کیا۔ پس اُن کی سرکشی نے ان کو کچھ نفع نہ دیا۔ اور قوم ثمود کو پتھر سے ہلاک کیا۔ اور ان کے نشانات کو مٹا دیا۔ اور نمرود پر مچھر کو مسلط کیا۔ اور اس کی سب مرادیں خاک میں مل گئیں اور فرعون کے ملک کو جڑ سے اُکھاڑ دیا۔ اور ابو جہل کی جہالت کی آگ کو بجھا دیا۔ اور تمہید کے بعد ولید کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کو بہت سا مال و اولاد دیکر ہلاک کیا۔ اور عقبہ کو بہت جلد عذاب دیا اور یہی انجام ہوا۔ اس شخص کا جو اپنی حرص و ہوا کا تابع ہوا۔ پس بہت سے دُنیا کے مغروروں کو ہلاک اور ان کے اعتماد کو دور کیا۔ اور موت نے بہت جلد اُن کو آلیا۔ پس اُن کی کھیتی پک چکنے سے پہلے ہی برباد کی گئی۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ایک کو نعمت بخشی اور ایک سے روک لی۔ اور ایک کو پست اور ایک کو بلند کیا۔ اور ایک کو ملا یا اور ایک کو جدا کیا۔ اور جس کو پسند فرمایا۔ اس کے لئے بخشش کا بچھونا بچھایا

اور اس کے لئے عمدہ جگہ بنائی۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں اس بات پر جو اس نے ہم پر اپنا فضل کیا اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس بات کا اقرار کر کے کہ شکر بھی اُسی کی دی ہوئی نعمت ہے۔ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ کی شہادت دیتا ہوں۔ جس کے کہنے والے کے لئے اُس نے حسنیٰ اور زیادہ کا وعدہ دیا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے وجود پاک کی برکت سے ایمان کے منبر قائم اور اس کے ستون بلند ہوئے۔ اور آپ کے طفیل بہتان اور سرکشی کے نیزے دُور ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ وسلام ہو اُن پر اور اُن کی آل واصحاب پر جو آپ کے دین کے خلیفے اور رہنما ہیں۔ جن کے سبب سے دین کی دلیلیں اور عبادت کے احکام واضح ہوئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ یعنی ہر ایک شخص موت کو چکھنے والا ہے اور قیامت کے دن تمہارے اجر تمہیں پورے دئے جاوینگے۔ پس جو دوزخ سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوا وہ کامیاب ہوا۔ اور دُنیا کی زندگی دھوکے کا اسباب ہے۔ موت کا ذکر دُنیا میں زہد اختیار کرنے پر مدد دیتا ہے اور اس چیز کی طرف جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے رغبت دلاتا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ موت کافی واعظ ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ موت کو بہت یاد کیا کرو۔ کیونکہ موت کا ذکر گناہوں کو مٹاتا اور دنیا میں زاہد بناتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے دانا کون شخص ہے آپ نے فرمایا۔ کہ وہ شخص جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے لئے ہر وقت تیاری کرتا ہے۔ یہی دانا لوگ ہیں جو دُنیا میں شرافت اور آخرت میں کرامت پا گئے۔ اور حضرت حسن رضؓ نے فرمایا ہے کہ موت نے دُنیا کو خوار کر دیا۔ اور اس میں دانا کے لئے کوئی خوشی نہ چھوڑی۔ اور حضرت عمر رضؓ و ابن عبدالعزیز رضؓ فقہاء کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح روتے تھے۔ گویا کہ ان کے سامنے جنازہ رکھا ہے۔ اور حضرت حسن بصری رحؒ اپنی مجلس

ہیں موت اور آخرت اور دوزخ کے سوا کچھ ذکر نہ کیا کرتے تھے۔ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں اس مسجد میں تیس سال سے موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ کہ اگر وہ مجھ پر آجائے تو میں امر و نہی سے چھوٹ جاؤں۔ ایک اعرابی بیمار ہو گیا اُس کو لوگوں نے کہا کہ تو مرا جاتا ہے اس نے کہا کہ مجھے کہاں لے جاوینگے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف۔ اُس نے کہا تو پھر میں ایسے مالک کی طرف جانے کو کیوں بُرا سمجھوں جس سے خیر ہی خیر پہنچتی ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا حال ہے۔ جو موت کے لئے تیار رہتے ہیں اور دُنیا میں مشغول نہیں ہوتے۔ لیکن جو شخص آخرت سے غافل ہے۔ اس کو اگر اسی غفلت اور دھوکے کی حالت میں موت آجائے تو اُس کے آنے سے بہت غم اور حسرت کھاتا ہے۔ وہب ابن مینہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بادشاہ سوار ہو کر کسی طرف کو نکلا۔ اور وہ اپنی دُنیا کی زینت اور بہت سے غلام اور وزیر و امیر اور قیمتی لباس دیکھ کر نہایت عجب اور تکبر میں آیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص پراگندہ حال نے اس کے سامنے آکر سلام دی۔ اس نے اس کی سلام کا جواب نہ دیا۔ اس شخص نے اُس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا۔ بادشاہ نے کہا کہ لگام کو چھوڑ دے تو نے بڑی بے ادبی کی ہے۔ اُس نے کہا مجھے تیرے ساتھ ایک ضروری بات ہے جو پوشیدہ تجھ سے کہنی چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اس کی طرف اپنا سر قریب کیا اور چپکے سے اُس کے کان میں کہدیا۔ کہ میں ملک الموت ہوں۔ یہ سنتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور زبان خشک ہو گئی اور کہنے لگا۔ کہ مجھے اس قدر مہلت دے کہ میں جا کر اپنے اہل و عیال کو وداع کر آؤں۔ ملک الموت نے کہا۔ بخدا تو ہرگز اپنے اہل و عیال کو نہیں دیکھ سکیگا۔ پھر اس کا روح قبض کر لیا۔ اور وہ لکڑی کی مانند نیچے گر گیا۔ پھر ملک الموت وہاں سے روانہ ہوا۔ اور رستہ میں ایک مومن آدمی سے ملا۔ اور اُس کو سلام دی اُس نے اُس کی سلام کا جواب دیا۔ ملک الموت نے اس کو کہا کہ مجھے تیرے ساتھ ایک ضروری حاجت ہے اور اس کے کان میں کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ مومن شخص نے کہا مرحبا! خوش آمدی۔ تو اتنی مدت کیوں غائب رہا۔ میں تو تیرا

مدت سے مشتاق تھا۔ ملک الموت نے کہا۔ کہ جا اپنا کام کر جس کے لئے تو نکلا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کے دیدار سے بڑھ کر زیادہ پیارا مجھے کوئی کام نہیں ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ تو ایک حالت اختیار کر لے جس میں تیری روح کو قبض کروں۔ میں تجھے اجازت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے نماز کی مہلت دے اور میرا روح سجدہ کی حالت میں قبض کرے۔ پس اس نے نماز شروع کی۔ اور سجدہ میں اس کا روح قبض کر لیا۔

اور حضرت ابو بکر بن عبداللہ مدنی بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے بہت سے مال جمع کئے۔ جب اس کی موت کا وقت آیا۔ تو اپنے تمام اموال کو حاضر کیا۔ اور ان کی طرف دیکھ کر رونے لگا۔ ملک الموت نے اُس کو کہا تو کیوں روتا ہے۔ خدا کی قسم میں کبھی نہ جاؤنگا جب تک تیرے بدن سے روح کو جدا نہ کروں گا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دے کہ اپنے مالوں کو تقسیم کر لوں۔ ملک الموت نے کہا کہ اب کہاں۔ تیری اب مہلت ختم ہو چکی ہے۔ یہ کام تجھے موت کے آنے سے پہلے کر لینا چاہئے تھا۔ پھر اُس نے رُوح کو قبض کر لیا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے بہت سے مال جمع کئے۔ ایک دن اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کیا۔ وہ سب اس کے سامنے بیٹھے کھاتے تھے۔ اور وہ خود ایک تخت کے اوپر پاؤں پر پاؤں رکھے بیٹھا تھا اور اپنے نفس کو کہہ رہا تھا۔ کہ خوب مزے اڑاؤ۔ میں نے تیرے لئے اس قدر مال جمع کیا ہے۔ جو تیرے لئے کافی ہے۔ اسی اثنا میں ملک الموت مسکینوں کا لباس پہنے ہوئے آنکلا اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اس کا ایک غلام باہر نکلا اور کہا کہ تجھے کیا کام ہے۔ اُس نے کہا کہ تم اپنے مالک کو میرے پاس بھیجو۔ انہوں نے اُس کو دھتکار دیا۔ اور کہا کہ تیرے جیسے شخص کے لئے ہمارا آقا باہر آئے۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے اس حال کی خبر اپنے مالک کے آگے بیان کی۔ تو اُس نے کہا کہ تم نے اُس کو کیوں نہ مارا۔ پس اُس نے پھر واپس آکر زور سے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور جب اُس کے غلام اُس کی طرف آئے۔ تو اُن کو کہا جا کر اپنے مالک کو خبر دو کہ میں ملک الموت ہوں۔ یہ سُنتے ہی سب پر ذلت وخواری چھا گئی۔ اور ملک الموت اس کے پاس آحاضر ہوا۔ اس شخص نے اپنے مال کو سامنے حاضر کیا۔ اور حسرت

وافسوس کے ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اے مال تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ تو نے مجھے اللہ تعالےٰ کی عبادت سے روک رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو بولنے کی طاقت دی اُس نے کہا کہ مجھے کیوں گالی نکالتا ہے۔ تو خود میرے ذریعہ سے بادشاہوں کے پاس جاتا تھا۔ اور متقین کو مجھ سے خالی پھیر دیتا تھا۔ اور تو مجھے بُرے راستہ میں خرچ کرتا تھا۔ اور میں تجھے روک نہیں سکتا تھا۔ اگر تو مجھے نیک راستہ میں خرچ کرتا تو میں تجھے نفع دیتا۔ پھر ملک الموت نے اس کی روح کو قبض کیا اور چلا گیا۔

یزید رقاشی بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک جابر شخص اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اسی اثناء میں ایک شخص اُس کے پاس آنکلا۔ وہ جابر اس پر بہت غصہ ہوا۔ اور کہا کہ تو کون ہے۔ اور کس نے تجھے میرے گھر میں داخل کیا ہے پس اُس شخص نے کہا کہ جس نے مجھے اس گھر میں داخل کیا ہے وہ تو اس گھر کا مالک ہے اور میں وہ ہوں جس کو کوئی حجاب روک نہیں سکتا۔ اس بات سے وہ جابر کانپا اور زمین پر گر پڑا۔ پھر اُٹھا اور کہا کہ تو ملک الموت ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں کہا کہ مجھے مہلت دے کہ میں ایک عہدنامہ بنالوں اس نے کہا کہ اب تیری مدت ختم ہو چکی ہے۔ اور دم پورے ہو گئے ہیں۔ پھر اس نے کہا تو مجھے کہاں لے جائیگا کہا کہ میں تجھے اس عمل کی طرف جو تو نے آگے بھیجا ہے۔ اور اس گھر کی طرف جو تو نے تیار کیا ہے لے جاؤنگا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ ملک الموت نے کہا تو پھر آگ کی طرف جو چہروں کو جلانے والی ہے پھر اُس کی رُوح کو قبض کر لیا۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الموت سے ارواح کے قبض کرنے میں لوگوں کے درمیانی عدل کی نسبت پوچھا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ وہ صحیفے ہیں۔ جو میری طرف ڈالے جاتے ہیں۔ ان میں نام درج ہوتے ہیں۔

روایت ہے کہ زمین اُس کے سامنے ایک دسترخوان کی طرح ہے اور اس میں سے لے لیتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ملک الموت

ارواح کو قبض کر کے ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اور قُل یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (پکڑ لیتا ہے تم کو وہ موت کا فرشتہ جو تم پر سپرد ہوا ہے) کے یہی معنی ہیں۔ اور جگہ فرمایا۔ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا۔ لے لیتے ہیں ہمارے قاصد۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ مرسل فرشتے ملک الموت سے روح کو لے لیتے ہیں اور قابض درحقیقت اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا۔ اللہ تعالےٰ موت کے وقت جانوں کو لے لیتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ موت جسم کو روح سے جدا کر دینے والی ہے۔ پس رُوح باقی رہتا ہے۔ جو جنت کی نازونعمت کو پاتا یا دوزخ میں عذاب کا مزہ چکھتا ہے اور جسم سے جدا ہو کر جو کچھ رُوح پاتا ہے اس کی تاویل اسی طرح کی گئی ہے کہ جس طرح وہ انسان کے احوال سے مختلف ہوتا ہے پس مومن اللہ تعالےٰ کی طرف بڑھنے والا اور اس کے ذکر سے لذت پانے والا ہے۔ اس کے روح کے لئے اس کا جسم قید خانہ ہے۔ اور اس کی زندگی اپنے مقصود کی طرف جانے کے لئے ایک رستہ ہے۔ اور دُنیا میں اس کے لئے ایک نہایت ہے جس کے لئے وہ خرچ تیار کرتا ہے۔ پس جب وہ مرجاتا ہے۔ تو وہ قید سے نکلکر اپنے محبوب سے جا ملتا ہے جس کے ذکر سے وہ لذت پاتا تھا۔ اور اپنے مطلوب کا معاینہ کر کے اس خرچ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا جس کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے پھر اس کے لئے اس کی طاعت کا ثواب ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا سرد کامل کیا جاتا ہے اور اس کے برخلاف ہے اس شخص کا حال جو اپنے مولیٰ سے غافل اور عاقبت سے روگرداں اور دُنیا میں مشغول اور اس کی تروتازگی میں لذت پاتا ہے۔ وہ گویا اس چور کی طرح ہے جو پادشاہ کے گھر میں داخل ہو کر کھاتا پیتا رہے۔ اور پادشاہ کے خوف اور دبدبہ کو بھول جائے۔ پس جب بادشاہ اس کو پکڑ کر اپنے گھر سے نکال دے۔ تو وہ ان لذتوں کی مفارقت سے افسوس وحسرت کرے۔ اور اس کے لئے اپنے قصوروں کا انجام ظاہر ہو

جب جائے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر استقامت کی یعنی ایمان لائے اور اتقا اختیار کیا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰئِکَۃُ۔ اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں یعنی اُن کی ارواح قبض کرنے کے وقت رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے سامنے آنے والا ہے اس سے مت خوف کرو۔ کیونکہ تم اللہ کی رحمت کی طرف جا رہے ہو۔ اور اپنے ساتھ جنت کا ریحان اور حریر لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ تم نے دنیا کا مال و اسباب چھوڑا ہے اُس پر کچھ غم نہ کرو۔ کیونکہ تم دنیا کے مال و اسباب سے بہتر اور عمدہ مال و اسباب کی طرف جا رہے ہو۔ اور تم کو خوشخبری ہے اس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ۔

روایت ہے کہ فرشتے مومن کو کہتے ہیں۔ کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یا ولی اللہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے۔ پس مومن اس وقت اللہ کے دیدار کو چاہتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللہِ اَحَبَّ اللہُ لِقَاءَہٗ۔ جو شخص اللہ کے دیدار کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے دیدار کو چاہتا ہے ۔

اور روایت ہے کہ ملک الموت کہتا ہے کہ میں ہر ایک شئے کا رفیق ہوں ۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی مومن کے روح کو قبض کرنا چاہتا ہے۔ تو ملک الموت کو کہتا ہے۔ کہ جا کر میرے دوست کا روح لے آ۔ اس کے عمل سے مجھے یہی کافی ہے۔ کہ میں نے اس کو مصیبت اور خوشی میں آزمایا اور اس کو ویسا ہی پایا جیسا کہ میں چاہتا تھا۔ پھر ملک الموت جنت کی کستوری اور سفید حریر لیکر جاتا ہے۔ اور اس کے پیچھے پانچسو اور فرشتے جاتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کے پاس جنت کا ریحان ہوتا ہے۔ اور سب کے سب اس ولی کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ملک الموت اس کو کہتا ہے کہ اے ولی اللہ دنیا سے دیتے سے کوچ کر کہ یہ تیرا وطن نہیں ہے۔ پس ملک الموت اس کی رُوح نکالنے میں ایسی مہربانی کرتا ہے جیسے والدہ اپنے بچہ پر مہربان ہوتی ہے۔ پھر اُس کے روح کو رحمت کے فرشتے لیکر آسمان

کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ اور اس کے واسطے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے
ہیں۔ اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور اس سے کستوری کی طرح
خوشبو نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو لیجا کر اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں۔
پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مرحبا اے پاک نفس۔ تجھے میری رحمت کی خوشخبری ہے
پھر اس پر مہربانی کر کے جنت میں اس کی جگہ اس کو دکھائی جاتی ہے۔ پھر منکر و نکیر
کے سوال کے لئے بیت کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور اس کو زندہ کیا جاتا ہے
جیسے کہ وہ پہلے تھا۔ اور اس سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے ایمان
کی نسبت سوال کیا جاتا ہے پس اللہ تعالےٰ اسکو قول ثابت پر ثابت رکھتا
ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے وحدت
اور رسول اللہ کی رسالت پر شہادت دیتا ہے تو ایک پکارنے والا پکارتا
ہے کہ اس نے سچ کہا۔ اور سچ نے اس کو نفع دیا۔ پھر اس کی قبر کو فراخ کر دیتے
ہیں اور جنت کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جس سے وہ بہشت کی لذت
پاتا ہے۔ اور روح نکل کر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک جنت الماویٰ کے مقام
علیین میں سبز و سفید پرندوں کی شکل میں جہاں چاہتا ہے سیر کرتا پھرتا ہے
اور جمعہ کے دن قبر کی زیارت کرتا ہے پس روح لذت پاتا اور ادراک کرتا
ہے۔ اور جسم خاک میں فنا اور بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اس
بات پر قادر ہے کہ جس طرح چاہے اس میں ادراک پیدا کر دے۔ اور ایک
حدیث میں ہے کہ فرشتے مومن کو کہتے ہیں کہ خوشی سے سو رہ۔ تو پہلے
بھی اسی طرح کہا کرتا تھا۔ ثم۔ سے اللہ تعالےٰ کی۔ کرنا کے پھونکنے تک اس
کا یہ سونا ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی سویا ہوا خواب دیکھنے سے پہلے ہی بیدار
ہو جائے۔ اور فاجر کے روح نکلتے وقت عذاب کے فرشتے آگ کے
زنجیر لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ اور بڑی سختی سے اس کی روح کو نکال کر عذاب کے
فرشتوں کو دیدیتے ہیں۔ اور وہ اس کو لیکر اوپر چڑھتے ہیں۔ پس اس سے
بدبو پھیلتی ہے۔ اور فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں۔ اور اس پر آسمان کے دروازے
بند ہو جاتے ہیں۔ اور منکر و نکیر کے سوال کے لئے جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے

اور قبر میں آزمایا جاتا ہے۔ اور کوئی سچی شہادت نہیں دیتا۔ پس اس کے لئے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور قیامت تک اس کے جسم کو عذاب ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کا روح ساتویں زمین کے نیچے دوزخ کے کنارہ پر سیاہ پتھر کے قید خانہ میں بند کیا جاتا ہے۔ پس جب اللہ تعالےٰ دنیا کی مدت ختم ہو چکنے کے بعد تمام خلقت کو مارنا چاہیگا۔ حضرت اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرنا کے پھونکنے کا حکم فرمادیگا۔ اور کرنا ایک سینگ ہے جو اس نے اپنے منہ میں لیا ہوا ہے۔ اسکی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی جتنی ہے۔ پس اسرافیل ع پہلی دفعہ کرنا پھونکیں گے۔ تو تمام زمین، آسمان والے مرجاوینگے۔ سوائے جبرئیل ع اور اسرافیل ع اور میکائیل ع اور عزرائیل ع کے کہ وہ اس نفخہ سے نہ مرینگے لیکن پیچھے اللہ تعالےٰ ان کو اپنی قدرت سے ماریگا۔ پھر تمام خلقت چالیس سال تک مردہ پڑی رہیگی پھر اللہ تعالےٰ اسرافیل کو زندہ کریگا۔ اور اس کو دوبارہ کرنا پھونکنے کا حکم دیگا۔ اور تمام روحوں کو کرنا میں جمع کر دیگا۔ اور ہر ایک روح کے نکلنے کے لئے کرنا میں ایک سوراخ ہوگا۔ اور جسموں کو جیسے کہ دنیا میں تھے ویسا ہی بنا دیگا۔ اور وہ روئے زمین پر اس طرح پڑے رہینگے جیسے کہ زمین سے سبزی اگتی ہے۔ پس جب دوبارہ کرنا پھونکی جاویگی۔ ہر ایک روح نکلکر اپنے جسم میں جا داخل ہوگا۔ اور یکدم کھڑے ہو جاوینگے۔ جس کے لئے وہ منتظر تھے۔ پس سعید وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موت کی تیاری اور زاد راہ کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا۔ اور جو شخص موت اور قیامت کے ذکر سے غافل ہے وہ دل سے تصدیق کرتا ہے۔ لیکن عمل میں جھوٹا ہے۔ گرمی اور سردی کے لئے ان کے آنے سے پیشتر تیاری کرتا ہے۔ اور موت سے غافل ہے۔ اس کا حال اس شخص کی طرح ہے۔ جس کو کسی نے خبر دی کہ یہ کھانا زہر آلودہ ہے۔ اور اس نے اس بات کو سچ مان لیا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس کو کھانے لگا۔ پس وہ دل سے تصدیق کرتا ہے۔ اور اپنے فعل میں جھوٹا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ اپنے فضل و کرم و احسان سے ہم کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرمائے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی

العظیم۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ
لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ خبردار ہو اللہ کے دوستوں
کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم کرینگے۔ وہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ
سے ڈرتے رہے اُن کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کے
کلمات کے بدلنے تبدیلی نہیں ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور ابودرداء
فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی نسبت
سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تجھ سے پہلے کسی نے اُس کی نسبت نہیں پوچھا۔
یہ رویائے حسنہ ہے جس کو مومن دیکھتا ہے یا اُس کو دکھائی جاتی ہے۔ اور جب
حضرت معاذ ابن جبل رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو کہا کہ یا اللہ میں تجھ سے خوف کرتا
تھا۔ اور آج میں تجھ سے امید رکھتا ہوں۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نہروں
کے چلانے اور درختوں کے لگانے کے لئے دنیا کو دوست نہیں رکھا۔ لیکن دوپہر
کی پیاس اور ان ساعتوں کی تکالیف اور ذکر کی مجلس کے وقت علماء کے ساتھ شامل
ہونے کے لئے دنیا کو دوست رکھا تھا۔ اور جب نزع کی سختی طاری ہوئی۔ تو
اس طرح کہا۔ مجھے تیری عزت کی قسم ہے۔ تو جانتا ہے کہ میرا دل تجھے دوست
رکھتا ہے۔ یہ بات کہنے کے بعد غشی آگئی۔ پھر ہوش آئی اور اس کا ایک بیٹا شہید
ہو چکا ہوا تھا۔ اس کی نسبت کہا کہ میرے بیٹے نے مجھے آکر خبر دی ہے کہ وہ اُن
لوگوں کے ساتھ آکر مل گیا ہوا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاکھ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں
کے ہمراہ میرے پاس آئے ہیں۔ اور لاکھ مقرب فرشتے میری روح کی ملاقات
کرنے اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور قبر تک میرے ہمراہ چلتے ہیں۔ پھر مصافحہ
اور سلام کرنے لگا۔ ان لوگوں کے ساتھ جن کو ہم نہیں دیکھتے تھے۔ حتےٰ کہ
اس کی روح پرواز کر گئی۔ جب مر گیا تو خواب میں اُس کو کسی نے دیکھا کہ ابلق گھوڑے
پر سوار ہے۔ اور اس کے پیچھے ابلق گھوڑوں پر سوار سبز لباس پہنے سفید رنگ
والے آدمیوں کا اس قدر ہجوم ہے۔ جس قدر کہ منیٰ میں ہجوم ہوتا ہے۔ اور

وہ یہ کہ رہا ہے۔ یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (کاش کہ میرے لوگ بھی جانتے جو خدا نے مجھ پر بخشش کی اور مجھے عزت دی) اور جب حضرت بلال رضؓ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی عورت نے کہا واحزناہ تو حضرت بلالؓ نے کہا یہ نہ کہو بلکہ واطرباہ کہو۔ کیونکہ کل ہم اپنے دوستوں یعنی حضرت محمدؐ اور ان کے گروہ کو جا ملینگے۔ اور جب حضرت ابن المبارک کی وفات قریب ہوئی۔ تو آنکھ کھولی اور ہنسا اور کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ (عمل کرنے والوں کو اسی طرح عمل کرنے چاہئیں) اور جریری رح نے کہا ہے کہ میں حضرت جنید رح کی وفات کے وقت حاضر ہوا۔ قرآن پڑھ رہے تھے۔ اور تمام قرآن ختم کر دیا۔ میں نے کہا اے ابوالقاسم اس حالت میں یہ کام۔ فرمایا اس حالت سے بہتر حالت اور کونسی ہوگی۔ کہ اب میرا عملنامہ لپیٹا جا رہا ہے۔ اور حضرت جنید رح کو لوگوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید خراز رح موت کے وقت بڑا تواجد کرتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان کا روح شوق کے سبب پرواز کرتا تھا۔ اور بعض مشائخ کی وفات کے وقت اس کی عورت رونے لگی۔ تو اس کو اس نے کہا کہ تو اپنے نفس پر گریہ زاری کر لیکن میں تو چالیس برس تک اس دن کے لئے روتا رہا ہوں۔ اور حضرت جنید رح نے فرمایا ہے کہ میں حضرت سری سقطی رح کے مرض کے وقت انکے پاس گیا۔ اور کہا کہ آپ اپنی حالت کیسے معلوم کر لیتے ہیں۔ انہوں نے یہ شعر پڑھے۔ شعر:

كَيْفَ أَشْكُو إِلَى الطَّبِيبِ مَا بِيْ ... وَالَّذِيْ قَدْ أَصَابَنِيْ مِنْ طَبِيْبِيْ

لَيْسَ لِيْ رَاحَةٌ وَلَا لِيْ شِفَاءٌ ... مِنْ سَقَامِيْ إِلَّا بِوَصْلِ حَبِيْبِيْ

ترجمہ میں اپنی حالت طبیب کے آگے کیسے بیان کروں۔ حالانکہ جو کچھ مجھے پہنچا ہے طبیب ہی سے پہنچا ہے۔ جب تک مجھے میرا دوست نہ ملیگا۔ تب تک نہ تو مجھے بیماری سے شفا ہوگی۔ اور نہ ہی کوئی آرام ہوگا۔

حضرت جنید رح کے پاس ان کے مرض موت میں ایک شخص آیا۔ اور ان کو آنکھیں اٹھائے ہوئے دیکھا۔ ان پر سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پس حضرت جنید رح نے اس کو سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے معاف رکھنا میں اپنے ورد میں مشغول تھا۔

اور لوگوں نے امام کسائی رحؒ سے جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ پوچھا۔ کہ آپ کا کیا عمل تھا۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر میری اجل قریب نہ ہوتی تو میں تم کو کبھی نہ بتلاتا۔ میں چالیس سال تک دل کے دروازہ پر کھڑا رہا۔ جب غیر اللہ نے اس میں داخل ہونا چاہا۔ تو اسکو دل کے دروازہ سے رد کر دیا۔ اور جب مخول رحؒ کی وفات کا وقت آیا۔ تو ہنس پڑے حالانکہ ان پر غم وحزن غالب رہتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنستے ہیں تو کہا کہ اس واسطے کہ اب اس دوست کا فراق جس سے میں ڈرتا تھا۔ اور وہ لقا جس کی میں اس سے اُمید رکھتا تھا۔ قریب آگیا ہے۔ اور خواجہ بوعلی رودباری رحؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ایک فقیر غریب مرگیا میں نے اس کو غسل دیا۔ اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھی اور جب اس کو لحد میں لاکر رکھا اور میں نے اُس کے چہرہ کو ننگا کر دیا تاکہ اس کو مٹی لگے۔ تو اس نے جواب دیا کہ اے بوعلی۔ جس نے مجھے آگے ذلیل کیا ہے۔ اس کے آگے تو بھی مجھے ذلیل کرتا ہے میں نے کہا یا سیدی موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے۔ اُس نے جواب دیا اے رودباری میں زندہ ہوں۔ اور ہر ایک دوست اللہ کا زندہ ہے میں کل اپنے مرتبہ کے باعث بیشک تیری مدد کرونگا۔ اور علی بن سہل رحؒ اپنے یاروں کو کہا کرتے تھے کہ میں اپنی موت کے وقت بلایا جاؤنگا۔ اور میں اُس کو قبول کرونگا بس وہ ایک دن جا رہے تھے۔ کہ ناگاہ لبیک پکارا۔ اور زمین پر مُردہ ہو کر گر پڑے اور جب فساج رحؒ کی موت کا وقت آیا۔ تو گھر کے ایک کونے کی طرف نظر کرکے کہا خدا تجھے معاف کرے ذرا ٹھیر جا۔ تو بھی بندۂ مامور ہے اور میں بھی بندہ مامور ہوں۔ اور جس چیز کا تجھے حکم ہوا ہے وہ تجھ سے نہیں فوت ہوگی۔ اور جس چیز کا مجھے امر ہوا ہے وہ مجھ سے فوت نہیں ہوگی۔ پھر احرام باندھا اور اشارہ سے نماز پڑھی۔ پھر آنکھوں کو بند کر لیا اور مر گئے۔ اور جب سہل بن عبداللہ رحؒ دفن کئے گئے۔ تو ایک شیخ یہودی آیا۔ اور پکار کر کہنے لگا۔ کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ لوگوں نے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے۔ اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ فرشتے آسمان سے اتر کر جنازہ کے ساتھ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ اور ذوالنون رحؒ کو نزع کے وقت لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ فرمایا کہ مجھے مشغول

ست کرو۔ کیونکہ میں اللہ تعالےٰ کی ان مہربانیوں پر متعجب ہوں جو مجھ پر ہو رہی ہیں۔ اور جب حضرت مالک بن انسؓ کی وفات کا وقت آیا۔ لوگوں نے پوچھا کیا حال ہے۔ فرمایا میں نہیں جانتا میں تمہارے پاس کیا بیان کروں تم عنقریب اللہ کے فضل وعفو کا معاینہ کرو گے جس کا تم حساب نہیں جانتے۔ پھر فوت ہو گئے۔

روایت ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحؒ اپنی وفات کے وقت روئے اور پھر ہنسے۔ مرنے کے بعد کسی نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ موت کے وقت آپ روئے اور پھر ہنسے تھے اس کا کیا سبب تھا۔ جواب دیا کہ اول شیطان نے متصور ہو کر کہا کہ اے بایزید تو میرے جال سے صحیح سلامت بچ کر نکل گیا۔ اس لئے میں رو پڑا۔ اور پھر مجھے فرشتے نے آکر جنت کی بشارت دی تو میں ہنس پڑا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ موت کے وقت اپنی زبان کو پکڑ کر فرماتے تھے۔ کہ اسی نے مجھے جگہوں میں داخل کیا۔ جب فوت ہو گئے تو خواب میں کسی نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے سبب زبانوں نے آپ کو داخل کیا۔ فرمایا کہ وہ لا الہ الا اللہ ہے جس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور یوسف بن حسین رحؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میرے سب گناہ معاف کر دئے۔ مگر ایک گناہ کہ جس کے لئے مجھے اس قدر کھڑا رکھا کہ حیا کے مارے میرے چہرہ کا گوشت گر گیا۔ پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا۔ فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ ایک لڑکے کو شہوت کی نظر سے دیکھا تھا۔ اور مجمع رحؒ کو موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے کیا معاملہ دیکھا۔ اور جواب دیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو دنیا میں زہد کرتے تھے۔ وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی لے گئے۔ اور عطاء سلمی رحؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ دنیا میں بہت غم کیا کرتے تھے۔ فرمایا بخدا اس کے عوض اللہ تعالےٰ نے مجھے بڑی خوشی دی۔ پھر پوچھا کہ آپ کس درجہ میں ہیں۔ جواب دیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا یعنی پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ۔ اور زرارہ بن اوفیٰؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کونسا عمل افضل ہے فرمایا۔ کہ اللہ کی رضا اور قصر امل یعنی امید کا کم کرنا۔ اور یزید بن مذعور رحؒ فرماتے ہیں کہ

میں نے اوزاعی رح کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ اے ابو عمرو آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں
جس کے ساتھ میں اللہ کے ہاں تقرب حاصل کروں۔ فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ اس
جگہ سب سے بلند علماء کا درجہ ہے۔ پھر محزونین کا درجہ۔ پس یزید بن مذعور اس قدر
روتے تھے کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔ اور سفیان ثوری رح کو کسی نے خواب میں
دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا میں نے ایک پاؤں
صراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں۔ اور حضرت جنید رح کو کسی نے خواب میں دیکھا
اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا وہ تمام اشارات اڑ گئے۔ اور
تمام عبادتیں بے سود ہو گئیں۔ اور سوائے ان رکعتوں کے جو ہم رات کو پڑھا کرتے تھے
کسی چیز نے ہم کو فائدہ نہ دیا۔ اور ابو سلیمان دارانی رح کو کسی نے خواب میں دیکھا اور
پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا مجھ پر رحم فرمایا اور میرے حق
میں کوئی چیز اشارات سے بڑھ کر مضر نہ ہوئی۔ اور سفیان بن عیینہ رح فرماتے
ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رح کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک درخت
سے اڑ کر دوسرے درخت پر جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ میں
نے کہا کہ آپ مجھے کوئی وصیت کریں۔ فرمایا کہ لوگوں کی معرفت اور جان پہچان کم
کر دے۔ اور شبلی رح کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا
معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حساب لیا جب میری مایوسی معلوم کی تو مجھے
رحمت سے ڈھانپ دیا۔ اور کسی ولی اللہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ اور اس
کا حال پوچھا۔ تو اس نے یہ جواب دیا۔ شعر

حَاسَبُوْنَا فَدَقَّقُوْا ثُمَّ مَنُّوْا فَاَعْتَقُوْا

(ترجمہ) انہوں نے ہمارا بڑی باریکی اور چھان بین سے حساب لیا پھر احسان
کر کے آزاد کر دیا۔ اور امام مالک بن انس رح کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے
کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ ایک کلمہ کے سبب جس کو حضرت عثمان بن عفان رض جنازے دیکھتے
وقت کہا کرتے تھے مجھے بخش دیا اور وہ کلمہ یہ ہے سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اور جب حضرت
حسن بصری رح فوت ہو گئے ایک شخص نے دیکھا گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔
اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے پاس آ گئے ایسے

حال میں کہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے۔ اور کوئی ولی اللہ بیان کرتا ہے کہ جس رات کو داؤد طائی رح فوت ہو گئے میں نے اُس رات ایک نور اور فرشتوں کو آسمان سے اُترتے اور چڑھتے دیکھا۔ اور میں نے کہا کہ یہ کیسی رات ہے۔ انہوں نے کہا کہ داؤد طائی رح فوت ہو گئے ہیں۔ اُن کی رُوح کے استقبال کے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے۔ اور ابو سعید شیلم فرماتے ہیں کہ میں نے اُستاد ابو سہل صعلوکی کو خواب میں دیکھا اور کہا یا شیخ فرمایا شیخ نہ کہو وہ تمام احوال جن کا ہم مشاہدہ کرتے تھے ان میں سے کسی نے ہم کو کچھ فائدہ نہ دیا پھر میں نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا ان مسائل کے سبب مجھے بخشدیا۔ جو مجھ سے عاجز لوگ پوچھا کرتے تھے۔ اور ایک اور شخص نے ان کو اچھی حالت میں دیکھ کر پوچھا اے اُستاد یہ درجہ آپ نے کس سبب سے حاصل کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن ہونے کے باعث۔ ابن راشد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے ایسی مغفرت سے بخشا جس نے میرے ہر ایک گناہ کو گھیر لیا۔ پھر میں نے کہا سفیان ثوری رح کا کیا حال ہے۔ کہا کہ وہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ۔ اور ربیع بن سلیمان رح بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور تازہ موتی مجھ پر نچھاور کئے۔ اور جب حسن بصریؒ فوت ہو گئے ایک شخص نے دیکھا کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام جہان والوں میں سے برگزیدہ کر لیا۔ اور حسن بن ابو حسن کو اپنے اہل زمانہ میں سے چن لیا۔ اور بعض ولی اللہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے کونسا عمل افضل معلوم کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے رونا۔ اور طاعون کے زمانہ میں ایک لڑکی مر گئی۔ اُس کو اُس کے باپ نے خواب میں دیکھا اور کہا اے بیٹی مجھے آخرت کی کچھ خبر بتا۔ اُس نے کہا کہ ہمارے سامنے ایک امر عظیم درپیش ہے۔ جس کو ہم جانتے ہیں اور اُس کے لئے عمل نہیں کرتے۔ اور تم بھی جانتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ کی قسم

ایک یا دو تسبیحیں یا ایک دو رکعت کا میرے عملنامہ میں ہونا میرے نزدیک دنیا و فیہا سے زیادہ بہتر و عزیز ہے۔ اور موسٰے بن حماد رح فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رح کو جنت میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ درجہ آپ نے کس عمل سے حاصل کیا۔ فرمایا ورع کے ساتھ۔ پھر میں نے پوچھا کہ علی بن عاصم کا کیا حال ہے۔ فرمایا۔ کہ وہ ستارہ روشن کی طرح دیکھے جاتے ہیں۔ اور کسی تابعی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمایئں۔ آپنے فرمایا کہ جس نے اپنے گھاٹے کو پورا نہ کیا وہ گھاٹے ہی میں ہے۔ اور جو شخص گھاٹے میں ہو۔ اس کے لئے موت بہتر ہے۔ اور جب مالک بن دینار رح فوت ہو گئے۔ کسی شخص نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور کوئی پکارنے والا پکارتا ہے کہ مالک بن دینار رح جنت کے رہنے والوں میں سے ہوگیا۔ اور جب کرز بن وبرہ رح فوت ہو گئے کسی شخص نے دیکھا کہ اس قبرستان والے جس میں کہ وہ دفن کئے گئے تھے۔ سب کے سب سفید لباس پہنے اپنی اپنی قبروں سے باہر نکلے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے تو انہوں نے کہا کہ کرز رح کے استقبال کے لئے تمام اہل قبور نے سفید لباس پہنا ہے۔ اور بشر حافی رح کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ آپکے ساتھ اللہ تعالے نے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے فرمایا مرحبا اے بشر میں نے تجھ کو ایسے حال میں دنیا سے اٹھایا ہے کہ روئے زمین پر تجھ سے زیادہ پیارا کوئی شخص نہیں ہے۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔ اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ تعالے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر ایک نفس کو اپنی اپنی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جاویگا۔ جب لوگ حساب وکتاب کے لئے اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کا حشر مختلف حال پر ہوگا۔ بعض نے لباس پہنا ہوگا۔ اور بعض ننگے اٹھینگے۔ اور بعض سوار اور پیادہ اور بعض منہ کے بل زمین پر گھسٹے چلینگے۔ اور بعض خوشی خوشی اور بعض ڈرتے ڈرتے موقف کی طرف جاوینگے۔ اور بعض کو آگ ہانک لے جاویگی۔ اور اس زمین کے سوا اور زمین

بدلائی جاویگی اور اس کو اس سے زیادہ کیا جاویگا اور سفید چٹیل میدان ہو جائیگی اور کھنچے ہوئے چمڑے کی طرح پھیل جاویگی۔ اسکے پہاڑ اور درخت وغیرہ سب دُور ہو جاوینگے جب اوّلین و آخرین ایک زمین میں جمع ہو جاوینگے۔ اُن کے اوپر سے ستارے ٹوٹ پڑینگے۔ اور سورج و چاند کی روشنی ماند ہو جاویگی۔ اور سخت اندھیرا چھا جاویگا۔ اور بڑی تکلیف پیش آئیگی۔ پھر آسمان پھٹ جائینگے۔ ان کے پھٹنے سے ایسا سخت ہولناک زور سے آواز نکلیگا۔ جس کو سُن کر تمام مخلوقات کی عقلیں ڈر کے مارے حیران رہجاوینگی۔ اور خوف کے مارے اپنی گردنوں کو نیچے جُھکا لینگے۔ پھر فرشتوں کو زمین کی طرف گرتے ہوئے دیکھیں گے۔ پہلے اوّل آسمان کے فرشتے اُترکر تمام خلق کو احاطہ کر لینگے۔ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے اُن کے گردا گرد دوسرا دائرہ بنا لینگے۔ اسی طرح ساتوں دائرے بنا لینگے۔ ہر دائرہ میں ہر آسمان کے فرشتے ہونگے۔ پھر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح آسمان بہ جاویگا۔ اور ایک دوسرے کو لپیٹ لیگا۔ اور سب کے سب پگھل کر جہاں اللہ تعالٰی کو منظور ہوگا چلے جاوینگے۔ اور سورج خلق کے سروں سے ایک میل کے قریب نزدیک آجاویگا۔ اس وقت انبوہ کثیر کے سبب بڑی گھبراہٹ ہوگی۔ اور تمام لوگ پسینہ پسینہ ہو جاوینگے۔ جیسے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پسینہ قیامت کے دن زمین میں ستر باع تک چلا جاویگا۔ اور لوگوں کے منھوں اور کانوں تک پہنچ جاویگا۔ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور اُس دن لوگوں کا حال پسینے میں مختلف ہوگا۔ بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے گلے تک اور بعض کے کانوں تک ہوگا۔ اور اُس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور وہ ایک سایہ ہے جس کو اللہ تعالٰی محشر میں پیدا کریگا۔ اس سایہ میں سوائے اُس شخص کے جس کی عزت اللہ تعالٰی کرنی چاہے اور کوئی نہ ہوگا۔ پس تمام لوگ اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے دنیا کے سالوں کے برابر چالیس سال تک چُپ چاپ کھڑے رہینگے۔ جب ان کا انتظار حد سے بڑھ جاوے گا۔ تو پھر کسی ایسے شخص کو تلاش کرینگے۔ جو ان کی سفارش کرے۔ تاکہ ان کو اس وقوف اور انتظار اور گھبراہٹ سے آرام ملے۔ پس وہ

حضرت آدم ع کے پاس آکر شفاعت طلب کرینگے - وہ جواب دینگے کہ میں اس لائق نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ آج مجھ پر ایسا ناراض ہے کہ ایسا آگے کبھی نہیں ہوا اور نہ کبھی آئندہ ہوگا - اور اُن کو حضرت نوح ع کی طرف بھیجیں گے وہ بھی ایسا ہی کہینگے - اور پھر وہ اُن کو حضرت ابراہیم ع کی طرف رہنمائی کرینگے - وہ بھی یہی جواب دیکر حضرت عیسےٰ ع کی طرف بھیجینگے - وہ بھی یہی جواب دیکر ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجینگے - پس آپ کھڑے ہونگے - اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وقت شفاعت کرینگے - یہ آپ کی پہلی شفاعت ہے کہ موقف کی گھبراہٹ سے خلقت کو راحت دینگے - پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم عرش کے دائیں طرف ایک مقام میں کھڑے ہونگے - جس میں آپ کے سوا اور کوئی نہ کھڑا ہوگا - اور وہاں اللہ کے لئے سجدہ کرینگے - اور اللہ تعالےٰ کی ایسی ثنا کرینگے - جو اللہ تعالےٰ اس وقت آپ کو سکھا دیگا - کہ ویسی ثناء آگے کسی نے نہیں کی - اور آپ دیر تک سجدے سے کھڑے رہینگے پس اللہ تعالےٰ فرماویگا - کہ آپ کیا چاہتے ہیں - میں اسی طرح آپ کی اُمت سے کروں - آپ عرض کرینگے - کہ یا اللہ ان کا حساب جلدی لیلے -

روایت ہے کہ مقام محمود یہی آپ کا مقام ہے جہاں آپ شفاعت کرینگے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عرش کے دائیں طرف کرسی پر ہونگے ؛

روایت میں ہے کہ جس وقت فرشتے نازل ہونگے - تمام لوگ سخت گھبرا جاوینگے - اور فرشتوں کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی تعظیم کے لئے کہیں گے سبحان اللہ ربنا - لیکن وہ تو بعد میں آنے والا ہے - پس لوگ اسی انتظار میں ہونگے - کہ ان کے لئے ایک نور عظیم ظاہر ہوگا - جس سے تمام میدان محشر روشن ہو جاویگا - اور وہ عرش کا نور ہوگا - اور خوف کے سبب لوگوں کے اعضاء لرزہ میں آجاوینگے اور یقین کرلینگے - کہ خدائے جبار عزوجل نے فصل قضا کے لئے تجلے فرمائی ہے اور اُن میں سے ہر ایک گمان کریگا - کہ میں ماخوذ و مطلوب ہوا چاہتا ہوں پھر اللہ تعالےٰ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوزخ کے لانے کے واسطے

حکم فرماویگا۔ پس دوزخ آئیگی اور خدا تعالے کے نافرمانوں اور عاصیوں پر غصہ سے بھڑکتی ہوگی۔ پھر جبرائیل ع اُس کو کھینچنگے۔ اسے جہنم اپنے خالق و مالک کے حکم کو قبول کر۔ پھر تو وہ زیادہ بھڑکیگی۔ اور بہت شعلہ زن ہوکر بڑے زور سے چلائیگی۔ جس کی آواز کو سن کر تمام خلقت کے دل خوف و رعب کے مارے دہل جاوینگے۔ پھر دوبارہ زور سے چلائینگے۔ اور پہلے سے زیادہ خوف و رعب خلقت پر طاری ہوگا۔ اور جب تیسری بار زور سے نعرہ ماریگی تو تمام خلقت مُنہوں کے بل زمین پر گر پڑیگی۔ اور اُن کے دل گلے تک آجاوینگے۔ اور مجرم و گنہگار نظر خفی سے یعنی آنکھ چرا کر دیکھینگے۔ پس سب سے اول حضرت اسرافیل ع کو حساب کے لئے بلایا جاویگا۔ اور اس سے تبلیغ رسالت کی بابت پوچھا جائیگا۔ وہ عرض کریگا۔ کہ میں نے جبرائیل ع تک پہنچا دیا تھا۔ اور جبرائیل ع اس کی تصدیق کرکے عرض کرینگے۔ کہ میں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کو پہنچا دیا تھا پس ڈرانے والوں میں سے اول یعنی حضرت نوح ع کو بلا کر پوچھا جاویگا۔ وہ عرض کرینگے۔ کہ میں نے اپنی قوم کو تیرا حکم پہنچا دیا تھا۔ پھر اُن کی قوم کو بلا کر پوچھا جاویگا۔ جس نے ان میں سے تصدیق کی ہوگی وہ مومنوں میں سے ہوگا۔ اور جس نے اُن کی تکذیب اور انکار کیا ہوگا۔ اُن کے لئے اُمتِ محمدیہ شہادت دیگی جس طرح کہ اللہ تعالے نے ان کو قرآن مجید میں خبر دی ہے۔ اور اپنی اُمت کی تصدیق جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرینگے۔ جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ رہے) پھر تمام پیغمبروں کو اسی طرح تبلیغ کی نسبت پوچھا جاویگا۔ جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ (ہم ضرور ان لوگوں سے جن کی طرف پیغام بھیجے گئے ہیں اور مرسلین سے پوچھینگے)۔ اور فرماتا ہے يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا (جس دن اللہ تعالے رسولوں کو جمع کریگا۔ اور اُن سے پوچھیگا کہ تم کو کیا جواب ملا وہ عرض کرینگے ہم کو کچھ علم نہیں) بعض نے اُس کے معنے یہ کئے ہیں کہ ہم کو اس وقت علم نہیں۔ اور ہم نہیں جانتے

کہ تو کیا فرماتا ہے۔ اور یہ بات اس سبب سے کہینگے کہ اللہ تعالےٰ کی ہیبت اور خوف سے اپنے آپ میں مستغرق اور محو ہونگے۔ اور جب ان کا خوف دور ہوگا اور ہوش میں آوینگے تو عرض کرینگے یا اللہ ہم نے تیرا حکم اپنی قوم کو پہنچا دیا۔ بعض ان میں سے مصدق ہیں اور بعض مکذب۔ اور بعض نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ ہمیں کچھ علم نہیں ہے۔ کہ کس نے ہماری تصدیق کی اور کس نے تکذیب کی۔ کیونکہ ہم دلی بھیدوں پر واقف نہیں ہیں۔ ان معنوں پر اللہ تعالےٰ کا قول اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ دلالت کرتا ہے۔ اور فرشتوں اور پیغمبروں سے اس لئے پوچھا جاویگا۔ تاکہ عدل ظاہر ہو۔ اور جھٹلانے والوں پر حجت قائم ہو۔ اور منکروں کے لئے خوف زیادہ ہو۔ پس جب مخلوقات دیکھیگی کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو حساب و سوال کے لئے بلایا گیا ہے۔ تو پھر ان کی عقلوں کا کیا حال ہوگا پھر فرشتے خلق کی طرف بڑھینگے۔ اور ہر ایک انسان کو کنیت کے سوا اس کا نام لیکر پکارینگے۔ اے فلانے موقف عرض یعنی پیشگاہ حضور کی طرف آ۔ پس مومنین میں سے کسی کا حساب نہ لیا جاویگا۔ اور کسی سے بہت تھوڑا حساب لیا جاویگا۔ اور تمام خلائق سے اس کو پوشیدہ کرکے اس کے ساتھ کلام کریگا۔ اور اس کو اپنے گناہوں کا اقراری کریگا۔ اور فرماویگا میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ ڈالا۔ اور میں آج تجھے بخشتا ہوں۔ اور عاصی مومنین میں سے بعض کا بڑی سختی سے حساب ہوگا۔ حتےٰ کہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ اس کے حق میں انبیاء و اولیاء و صالحین میں سے جس کو اللہ تعالےٰ اذن دیگا شفاعت کرینگے۔ اور یہ دوسری شفاعت ہے جس میں تمام انبیاء اور اولیاء اور صالحین مشترک ہیں۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ان سب کی شفاعت سے بڑھ کر زیادہ شفاعت ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تمام انبیاء کے لئے منبر رکھے جاوینگے۔ جن پر وہ بیٹھ جاوینگے۔ مگر میں اپنے منبر پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کے سامنے کھڑا رہونگا۔ اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ آپ کیا چاہتے ہیں میں ویسا ہی معاملہ آپ کی امت کے ساتھ کروں۔ میں عرض کرونگا یا رب ان کا حساب جلدی لے۔ پس ان کو بلا کر ان کا حساب لیا جاویگا۔ ان میں سے

بعض اللہ تعالےٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونگے۔ اور بعض میری شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے۔ اور اسی طرح شفاعت کرکے تمام ان لوگوں کو جن کو دوزخ کا حکم ہوا ہوگا جنت میں داخل کردونگا۔ حتےٰ کہ دوزخ کا دربان فرماویگا اے محمدؐ تو نے اپنی اُمت میں اپنے رب کے غضب کے لئے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں قیامت کے دن حجر و شجر سے زیادہ اہل زمین کی شفاعت کرونگا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ میری اُمت کے لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے۔ اور روایت ہے کہ مومنین میں سے کوئی ایک شخص کی اور کوئی دو شخصوں کی اور کوئی مومن ایک قبیلہ کی اپنے اپنے درجوں کے موافق شفاعت کرینگے۔ اور صحیح روایت میں ہے۔ کہ اس اُمت میں سے ستر ہزار مومن بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے اور بعض عاصیوں کے لئے کوئی شفاعت نہ کریگا۔ پس ان کو دوزخ کا حکم ہوگا۔ لیکن کفار کے لئے کوئی نیک عمل نہ ہوگا۔ وہ عذاب اور نکال اور خوف کے لئے موقف میں کھڑے کئے جاوینگے۔ اور کافر کو پیش کرکے اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا میں نے تجھے عزت و سرداری نہ دی تھی۔ اور تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہ کیا تھا اور تیرے لئے قسم قسم کے اناج پیدا نہ کئے تھے جن کو تو کھاتا اور چراتا تھا۔ کافر کہیگا ہاں میرے رب تو نے سب کچھ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا کیا تو گمان نہ کرتا تھا۔ کہ میرے سامنے آئیگا۔ کافر کہیگا۔ نہیں یا اللہ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا جس طرح تو مجھے بھول گیا۔ آج میں نے بھی تجھے بھلادیا۔ اور کافروں میں سے بعض کفر کا انکار کرینگے۔ اور بعض یہ کہینگے کہ واللہ ہم مشرک نہیں تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ ان کے منھوں پر مہر کردیگا۔ اور ان کے اعضاء اُن پر شہادت دینگے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کی نسبت خبر دی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ باوجود اس امر کے کہ اپنے بندوں کے اعمال کو جانتا ہے عدل ظاہر فرماویگا۔ اور حجت قائم کریگا۔ اور عمل تولنے کے لئے میزانیں کھڑی کی جاوینگی۔ اور عملنامہ جو فرشتے لکھتے ہیں بندوں کو دئے جاوینگے۔ اور ان میں اللہ تعالےٰ کے عملوں کے بموجب ثقل اور خفت پیدا کردیگا۔ اور ہر ایک انسان کو دیا جاویگا۔ اور اس کا نیکیوں والا

عملنامہ ایک پلہ میں اور برائیوں والا دوسرے پلہ میں رکھا جاویگا۔ حتےٰ کہ اس کے اور اس کے غیر کے لئے اس کا رجحان اور نقصان اور کمی بیشی ظاہر ہوگی۔ پھر عملنامے تقسیم کئے جاوینگے۔ اور ہر ایک بندے کو ایک ایک کتاب دی جاوے گی جس میں اس کے تمام عمل لکھے ہونگے۔ جس کو ہر ایک پڑھا ہوا اور ان پڑھ پڑھ لینگے۔ یہ سب کچھ عدل کے اظہار کے لئے کیا جاوے گا۔ پھر مظلوم ظالموں کو آلپٹینگے۔ ایک کہیگا اس نے مجھے قتل کیا۔ دوسرا کہیگا اس نے مجھے مارا ہے۔ اور ایک کہیگا اس نے میرا مال چرایا ہے۔ کوئی کہیگا اس نے مجھے لین دین میں دھوکا دیا ہے یا تول ماپ میں خسارہ کیا ہے۔ یا اس نے مجھ پر جھوٹی گواہی دی ہے یا اس نے مجھے گالی دی ہے۔ یا ٹھٹھہ کیا ہے یا حقارت و تکبر کی نظر سے دیکھا ہے۔ پس ظالم کی نیکیاں مظلوموں کو بانٹ دیجاوینگی۔ اور جب اس کی کوئی نیکی باقی نہ رہیگی۔ تو مظلوموں کی برائیاں ظالم کو دیکر حقدار کا حق پورا کردیا جاویگا۔ کیونکہ ایک شخص کی بہت سی نیکیاں ہونگی۔ وہ سب کی سب اس کے خصوم یعنی مظلوم حقدار لے لینگے۔ اور ان کی برائیاں اس کے ذمے لگائی جاوینگی تو وہ حیران ہوکر کہیگا یہ کیا ہے۔ تو حکم ہوگا کہ یہ تیرے ظلم کی برائیاں ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ اندھیرے میں چالیس سال تک ٹھیرے رہینگے۔ جب اللہ تعالےٰ فیصلہ کے لئے تجلّی فرماویگا۔ مومنوں کو سجدہ کا حکم ہوگا۔ وہ سب کے سب سجدہ میں جاپڑینگے۔ اور مومنوں کے سوا اوروں کے لئے بھی سجدہ کا حکم ہوگا۔ لیکن وہ سجدہ نہ کرسکینگے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ یعنی کافر سجدہ کے لئے بلائے جاوینگے۔ لیکن نہ کرسکینگے۔ کیونکہ دنیا میں بھی جب سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے۔ تو وہ سجدہ نہ کرتے تھے۔ پھر مومنوں کو حکم ہوگا۔ کہ اپنے سروں کو سجدہ سے اٹھاؤ پھر ہر ایک مومن کو اپنے اپنے عمل کے بموجب نور دیا جاویگا۔ کسی کا نور سورج کی طرح اور کسی کا ستارہ کی طرح اور کسی کا چراغ کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور سوال وحساب کے ہوچکنے اور اعمال کے وزن ہوجانے اور عملناموں کے تقسیم ہوچکنے کے بعد پل صراط کو جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک

ہے۔ دوزخ کے اوپر رکھا جاویگا۔ اور لوگوں کو اُس کے اوپر سے گذرنے کا حکم دیا جاویگا
اور سب سے اول اُمّتِ محمدیہ گذریگی۔ ان میں سے بعض بجلی کی طرح بعض ہوا کی طرح
اور بعض پرندوں کی طرح اور بعض گھوڑوں کی طرح گذر جاوینگے۔ اور بعض دوڑ کر بعض آہستہ
چلکر پار ہونگے۔ اور بعض لوگ دھکا کھاتے اور کھچتے ہوئے اور بعض مُنہ کے بل گرتے
پڑتے چلینگے بعض بھسلکر دوزخ میں گرینگے۔ اور بعض کو شعلے اچک کر آگ میں
گرا دینگے۔ اور دوزخ میں گرنے والوں سے سخت رونے اور چلّانے کی آواز
سُنائی دیگی جس کو سُن کر عقلیں دہشت میں آجاوینگی۔ اور تمام انبیاء پکارینگے اَللّٰھُمَّ
سَلِّمْ سَلِّمْ (یا اللہ بچا بچا) اور اُس وقت پیغمبروں کے سوائے کوئی بول نہ سکیگا۔ اور
کافر لوگوں کے لئے جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ اُس کی صورت اُن کے سامنے
لائی جاویگی۔ اور ندا کی جاویگی۔ کہ ہر ایک اُمّت اسی کے پیچھے جاوے گی۔ جس
کی وہ پرستش کرنے تھے۔ پس ان تمام بتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے دوزخ
میں ڈالا جاویگا۔ اور اُن کے پیچھے اُن کی عبادت کرنے والوں کو بھی آگ میں
دھکیلا جاویگا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ (تم اور نیز جن کی تم عبادت کرتے ہو دوزخ کا
ایندھن ہے۔ تم سب اس میں پڑوگے) یہ تو کافروں اور فاجروں کا ورود ہے
اور نیک لوگوں کا ورود یہی عبور ہے جو دوزخ پر سے اس طرح ہوگا کہ دوزخ اور
اس کی حرارت اُن کے پاؤں کے نیچے بجھی ہوئی کوئلے کی طرح محسوس ہوگی
اور وہ صحیح و سلامت صراط پر سے گذر جاوینگے۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے تین بچے مر گئے ہوں جو حنث کی حد تک نہیں پہنچے۔
اُس کو آگ نہیں چھوئیگی۔ مگر تحلہ قسم یعنی جس کے لئے قسم آچکی ہے۔ یعنی آگ پر سے
گذر جاویگا۔ اور تحلہ قسم اللہ تعالیٰ کے اس قول میں وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا
(ہر ایک تم میں سے اس میں داخل ہونے والا ہے) یہ قسم اللہ تعالیٰ کے اس قول
پر معطوف ہے فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّھُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ (قسم ہے تیرے رب کی کہ ہم
ان کو اور شیطانوں کو جمع کرینگے) پھر فرمایا وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا (ہر ایک
تم میں سے اس میں وارد ہونیوالا ہے) یعنی ہر ایک تم میں سے آگ میں وارد ہوگا۔

اور تم میں سے بعض کا ورود صرف عبور ہی ہوگا۔ اور بعض کا ورود صرف دخول ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے متقین کو نجات دیگا۔ اور صحیح وسلامت پل سے گذر جاوینگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عاصی مومنوں کو نجات دیگا اور اپنی رحمت یا شفاعت سے ان کو دوزخ سے نکالیگا۔ اور ظالموں کو دوزخ میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیگا۔ پس جب عذاب کے مستحق دوزخ میں گر جاوینگے۔ اور فائزین دوزخ سے بچ کر نکل جاوینگے۔ پھر سب کے سب خوف زدہ اور پیاسے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آوینگے۔ اور یہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص فضائل میں سے ہے۔ اور حوض کی نسبت صحیح حدیث میں عبداللہ بن عمرو و عبداللہ بن عمرو ابن العاص و ابو ہریرہ رضا اور جابر بن سمرۃ و حارثہ بن وہب و جندب و ابی ذر و ثوبان و عقبہ بن عامر و اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت وارد ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو ابن العاص کی حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ میرا حوض ایک مہینہ کی راہ ہے۔ اور اس کے کنارے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں۔ جو شخص اس میں سے ایک دفعہ پانی پئیگا۔ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور اسماء کی حدیث میں ہے کہ میں اپنے حوض پر آؤنگا۔ تاکہ دیکھوں کہ تم میں سے کون کون اس پر آیا ہے۔ اور کچھ لوگ مجھ سے دور دور ہی کر دئے جاوینگے۔ تو میں کہونگا یا رب اُمّتی اُمّتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرماوے گا۔ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا عمل کیا۔ تیرے بعد تھوڑے ہی زمانہ کے بعد پس پا تیرے راہ سے مڑ گئے۔ اور یہ وہ لوگ ہونگے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد و کافر ہو گئے۔ پس ان کو دوزخ اچک لے جاویگی۔ اور ابن ابی ملیکہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے یا اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم اپنے دین سے پس پا رجوع کریں۔ یا فتنہ میں پڑیں۔ اور امام مالک رح کی حدیث جو موطا میں ہے۔ اور جس میں لکھا ہے کہ حوض سے بعض آدمی دور ہانکے جاوینگے وہ بھی اسی پر محمول ہے۔ پھر مؤمنین جنّت کی طرف لے جاوینگے۔ اور سب سے اول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہونگے - پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر اس امت کے وہ لوگ جن پر کوئی حساب نہیں ہے وایئں دروازہ سے جنت میں داخل ہونگے - پس جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جاوینگے - تو پھر ان کی امیدیں اُن مسلمان عاصیوں کی نجات کی طرف لگینگی جو دوزخ میں داخل ہوگئے ہونگے پھر صالحین لوگ ان کے لئے انبیاء سے شفاعت طلب کرینگے - یہ تیسری قسم کی سفاعت میں سے اول شفاعت ہوگی - اس کے لئے بھی باسناد صحیح حدیثیں وارد ہیں - کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذن حاصل کرکے اللہ تعالےٰ کے آگے سجدہ کرینگے اللہ تعالےٰ فرماویگا اپنا سر اُٹھاؤ اور مانگو جو کچھ چاہتے ہو تمہیں دیا جاویگا اور کہو جو کچھ چاہتے ہو اُسکی سماعت ہوگی - اور شفاعت کرو آپ کی شفاعت قبول کی جاویگی پس آپ سجدہ سے اُٹھ کر شفاعت کرینگے - اور جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان ہوگا اس کو اللہ تعالےٰ آپ کی شفاعت سے دوزخ میں سے نکالیگا - پھر دوبارہ سجدہ کرکے شفاعت کرینگے - اور جس کے دل میں جَو بھر ایمان ہوگا اُس کو اللہ تعالےٰ آپ کی شفاعت سے نکالیگا - پھر تیسری دفعہ سجدہ کرکے تسفاعت کرینگے - اور جس کے دل میں رائی کے دانہ جتنا ایمان ہوگا - اس کو اللہ تعالےٰ دوزخ سے نکالیگا - پھر چوتھی بار سجدہ کرکے شفاعت کرینگے - اور عرض کرینگے کہ ان لوگوں کے حق میں مجھے اذن ملجاوے جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہا ہے - اللہ تعالےٰ فرماویگا - اس کا اذن تجھے نہیں ہے - لیکن مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے - کہ جس نے لاالہ الا اللہ کہا ہے میں اُس کو دوزخ سے نکالوں گا - اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے آخیر جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ وہ شخص ہوگا - جو کبھی چلیگا اور کبھی گریگا اور کبھی آگ اُس کو جھلستی ہوگی - جب اس حالت میں آگ سے گذر کر اس کی طرف التفات کریگا - تو کہیگا بہت ہی بابرکت ہے اللہ تعالےٰ کی ذات جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی - اور مجھ کو وہ کچھ دیا جو اولین و آخرین میں سے کسی کو نہیں دیا - یہ حدیث بہت طویل ہے - اور وہ شخص ایک درخت کو دیکھیگا اور اللہ تعالےٰ سے سوال کرے گا - کہ یا اللہ میں اور کچھ نہیں مانگتا - تو مجھے اس درخت کے قریب کردے - جب اُس کے قریب آویگا تو پہلے درخت سے زیادہ عمدہ درخت

اور دیکھیگا۔ اور اس کے نزدیک آنے کے لئے طلب ظاہر کریگا۔ پھر تیسرے درخت کو جنّت کے دروازہ کے قریب دیکھ کر اس کی طلب کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کا عذر اس لئے قبول کرتا جاویگا۔ کہ وہ وہ کچھ دیکھتا ہوگا جس سے وہ صبر نہیں کرسکیگا۔ اور جب جنت والوں کے آواز سنیگا۔ کہیگا یا اللہ مجھے بھی اس میں داخل کردے۔ پس اللہ تعالےٰ اس کو جنّت میں دُنیا کے اندازہ سے دگنی جگہ عطا کریگا۔ اور مسلم وبخاری کی صحیحین میں وارد ہے کہ مسلمان عاصی دوزخ میں مرجاوینگے۔ یہ اس بات پر محمول ہے کہ ان کو اپنے اپنے گناہوں کے موافق عذاب ہوگا۔ اور یہ انکے عذاب کی نہایت ہوگی۔ اور جب ان کے لئے شفاعت کی جاویگی۔ اللہ تعالےٰ اُن کو زندہ کرکے نکال لیگا۔

پس خدا تم پر رحم کرے۔ ذرا قیامت کے ہول اور اس کی سختی کو سوچو اور تامل کرو کہ جب قبریں کھل جاوینگی۔ اور خلائق حساب کے لئے کھڑی ہوگی۔ اور متّقین لوگ گروہ در گروہ خدا کی طرف جاوینگے۔ اور مجرم دوزخ کی طرف دھکیلے جاوینگے۔ اور خلقت دیرتک کھڑی رہیگی۔ اور بہت بھیڑ بھاڑ اور صفوں کا اژدحام ہوگا۔ اور نہایت قلق واضطراب اور ہر ایک پسینہ میں غرق ہوگا۔ اور دوزخ شعلہ مارتی ہوئی آوے گی۔ جس سے بچنے کے لئے نہ کوئی سایہ ہوگا۔ اور نہ کوئی اس کے شعلہ سے پناہ ہوگی۔ اور لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح چنگاری پھینکتی ہوگی۔ اور تمام خلقت گھٹنوں کے بل گر یگی۔ اور سب پر خوف ورعب غالب ہوگا۔ اور مجرم ہلاکت کا یقین کرینگے۔ اور ظالم اپنی بُری جگہ دیکھ لینگے۔ اور تمام فرشتے صف بہ صف گردنیں جھکائے ہوئے ہونگے۔ اور تمام لوگ رب العالمین کے آگے حاضر ہونگے۔ اور تمام وحوش وچرند وپرند جمع ہونگے۔ اور ان کے درمیان عدل کے اظہار کے لئے قصاص ظاہر ہوگا۔ اور مظلوم ظالم سے اپنا انصاف لیگا۔ پھر ان کو کہا جاویگا کہ سب مٹی ہوجاؤ۔ وہ سب مٹی ہوجاوینگے۔ اُس وقت کافر ان کو دیکھ کر یہ خواہش کرینگے۔ کہ کاش ہم بھی ان کی طرح مٹی ہوجاتے اور عذاب میں گرفتار نہ ہوتے۔ پھر عتاب وحساب واقع ہوگا۔ اور عملنامے تقسیم ہونگے۔ اور میزانیں لگائی جائینگی۔ اور پل صراط کو دوزخ پر رکھا جاویگا۔ اور نیکوں اور بدکاروں کے درمیان فیصلہ ہوگا۔ نیک لوگ دارالقرار یعنی بہشت میں صحیح وسلامت داخل کئے جاوینگے۔ اور بدکار

جہنم میں ذلت و خواری سے دھکیلے جاوینگے - ہائے وہ دن کیسا بڑا ہوگا اور حاکم کیسا عادل ہوگا اور مصائب کیسے سخت ہونگے اور مؤقف کیسا رنج دینے والا ہوگا - وہ یہی دن ہے جو حقیقت میں ان سالوں کے ہزار سال کے برابر ہے - اور وہ دن مجرموں پر سختی میں پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا - اور مُقرّبین یعنی بلند درجے والے لوگوں کے دلوں سے اس دن کے بوجھ ہلکے ہونگے - جبکہ ان کو خوشخبری اور امان حاصل ہوگا - اور ان کے ایمان کا راس المال پورے کا پورا ان کو ملجاویگا - اور احسان کی تجارت ان کو فائدہ دیگی - اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی سے کامیاب ہونگے - اور ان کے سب خوف و ڈر دور ہوجاوینگے - اور ان کے دل کی بیقراری ساکن ہوجاویگی - اور آدمی ابن الوقت یعنی وقت کا پابند ہے - جو کچھ گذرا سو گذرا - پس حساب ان کے نزدیک دو رکعت نماز کی طرح ہوگا - اور وقوف اور قیام ایک لحظہ بھر معلوم ہوگا - اور ہمیشہ کی کرامت حاصل کرلینگے - اور واحد و احد و صمد کے قُرب میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہینگے کیا نفسانی اور دُنیاوی شہوتوں میں وہ لذت ہے جو ان لذتوں کے برابر ہو - یا اعمال بجالانے میں وہ تکلیف ہے جو آخرت کی تکلیفوں کا مقابلہ کرسکے - اللہ کی قسم ہرگز نہیں - لیکن نفسوں پر دُنیا کی محبت غالب آگئی ہے - اور اُس کی طلب میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہیں - اور اپنے مقصود کے حاصل کرنے میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرتے ہیں - اور باقی لذتوں کو چھوڑکر فانی شہوتوں کو اختیار کرتے ہیں - اور اعمال صالحہ میں تھوڑی سی تکلیف کو بہت سخت تکلیف سمجھتے ہیں - اور باوجودیکہ سلامتی کا طریق روشن و واضح ہے - پھر اس پر نہیں چلتے یا اللہ تو ہم کو غفلت اور جہالت کی نیند سے بیدار کر اور فتنوں سے بھرے ہوئے اور جھوٹے گھر سے عافیت بخش - اور ہم کو اس چیز کے لئے مستعد اور عطا فرما جس کے لئے تونے ہمیں وعدہ دیا ہے - اور ہمارا خاتمہ ایمان کے ساتھ کر جیسے کہ تونے ہم کو اس کا امر دیا ہے - اور ہم پر اپنی وہ نعمت کامل کر - جس کے ساتھ تونے ہم کو کرامت بخشی ہے - اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش - آمین ٭

فصل ساتویں وعید میں

اللہ کا حمد ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو محبت کے انوار سے آراستہ کیا اور اصفیا کے قدر کو بلند کیا۔ جس کے سبب ان کا ذکر دونوں جہان میں اعلےٰ اور فائق ہوا۔ اور اپنے احباب کے باطنوں کو محبت کا لذیذ شراب بلایا۔ اور غلبہ شوق کے باعث مشقت کا اُٹھانا اُن پر آسان ہوگیا۔ اور ان کے دلوں کو اپنی ولایت کا درخت لگانے کے لئے پسند فرمایا۔ اور اُن کو اپنی عنایت کی بارش سے سیراب اور پاک کیا۔ اور انکی حفاظت کی۔ حتےٰ کہ ان کا معاملہ صاف ہوگیا۔ اور قیامت کے دن تحیۃ اور رویت کی نعمت سے ان کو مشرف فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور وعدہ کو نہیں توڑتے۔ اور بعض لوگوں کو دُور کرنے سے اپنے عدل کو ظاہر کیا۔ پس اُن پر مخالفت اور عداوت کا حکم صادر فرمایا۔ اور خواری کے زنجیروں میں ان کے ہاتھوں اور گردنوں کو جکڑ دیا۔ ان کے لئے دُنیا میں بھی عذاب ہے۔ اور آخرت میں بہت ہی تکلیف دینے والا عذاب ہوگا جس سے سوائے خدا کے کوئی بچانے والا نہیں۔ ان کے دلوں کو کبھی بُعد سے اور کبھی حجاب سے اور کبھی فراق سے عذاب دیا جاویگا۔ اور اُن کے جسم کبھی بیقراری میں اور کبھی مار پیٹ میں اور کبھی آگ میں جلینگے۔ اور گرم پانی اور پیپ چکھینگے۔ یہی خدائی جبار کے دبدبے اور پکڑ کے آثار ہیں۔ جس کی برداشت کرنے کی کسی میں طاقت نہیں اسی واسطے خائفین کے دل ڈر اور خوف سے کانپتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے جان لیا ہے کہ سعادت اور شقاوت اور اجل اور رزق ازل ہی سے مقدر اور قسمت میں ہے۔ اور کوئی انسان نہیں جانتا کہ میرا نام کونسے دیوان میں لکھا ہوا ہے۔ اور کونسے فریق میں ہانکا جاؤنگا۔ پس عقلمند کے لئے چاہیئے کہ نیک اعمال میں جلدی اور دلیری کرے۔ اور فقر و احتیاج کا ہاتھ پھیلائے۔ اور تملق و چاپلوسی کا لباس پہن کر غنی کے دروازہ پر کھڑا ہو کر رازق کے نکلنے کا انتظار کرے۔ پس اگر اُس نے درگذر کیا تو یہ اس کا فضل ہے۔ اور اگر اس نے عذاب دیا تو یہ اس کا عدل ہے۔ اس ملک خلاق پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کے شکر سے عاجزی کا اقرار

کرکے اور خجالت اور سرنگونی سے ذلیل ہو کر اس کا حمد کرتا ہوں اور ایسی شہادت سے
کہ جس کا مورد صاف اور اس کا نور اسفار اور اشراق کی حد سے بڑھا ہوا ہے۔
شہادت دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے وہ واحد
ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے
اور رسول ہیں۔ وہ بشیر اور نذیر اور ایسے روشن چراغ ہیں جس کے نور سے تمام جہان
روشن ہے اور وہ ایسے نور ہیں۔ جس کی روشنی کو کسوف اور محاق عارض نہیں ہوتا۔
اور وہ ایسے حبیب مقرب ہیں کہ براق پر سوار ہو کر سات آسمان سے اوپر چڑھ گئے۔
ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر جو تمام مشکلات کو حل کرنے والے اور ایمان اور
ہجرت اور مال و جان قربان کرنے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف
سے صلوٰۃ و سلام ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا
وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ
مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یعنی اے ایماندارو اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری
بجالاؤ اور اس کی نافرمانی میں اپنے نفسوں کو مہمل نہ چھوڑو کیونکہ نفس بہت چھوٹا
اور سرکش ہے اللہ تعالےٰ کا ثواب اس کو آگے کی طرف سے چلانے والا ہے۔
اور پیچھے سے اسکو اللہ تعالےٰ کا عذاب ہانکنے والا ہے۔ اگر اس کو خوف و رجا
سے بیکار رکھا جاوے اور طبعی حالت پر چھوڑا جاوے۔ تو بالضرور ہلاک ہو جاویگا
پس جس نے اس کو خواہشات سے روکا گویا اس نے اس کو دوزخ سے بچا لیا اور
جس نے اس کو بے لگام چھوڑ دیا گویا اس نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا
ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یعنی وہ شخص نجات پا گیا جس نے نفس کو مخالفات سے
پاک و صاف کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طاعات بجالا کر اس کے قدر کو بلند کیا۔ وَقَدْ خَابَ
مَنْ دَسّٰىهَا اور محروم رہ گیا وہ شخص جس نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی مخالفت کر کے
اس کے قدر کو پست کیا اور اس کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کا قول (وَ
اَهْلِیْكُمْ نَارًا) یعنی اپنے اہل و عیال اور تابعداروں کو تعلیم دو۔ اور ان کو نصیحت
کرو۔ اور ان کی اچھی طرح تادیب کرو۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دوزخ کی تعریف دیہ

اس کی سختی اور اس پر متقرر کئے ہوئے فرشتوں کی درشتی بیان فرمائی - اور فرمایا لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ یعنی دوزخ کے سات طبقے ایک دوسرے کے اوپر ہیں - ہر ایک طبقہ کے درمیان ستر سال کی مسافت کا فاصلہ ہے - پہلے طبقے کا نام جہنم ہے - جو مسلمان گنہگاروں کے لئے ہے - اور دوسرے کا نام لظی ہے یعنی اپنے شعلوں سے بدن کے چمڑوں کو جھلس دیگی - اس سے نیچے حطمہ ہے - جو اس میں داخل ہوگا اس کو ریزہ ریزہ اور شکستہ کردیگی - اُس کے نیچے سعیر ہے - جو بہت بھڑکتی ہوگی - اور اُس کے شعلے ایک دوسرے میں لپٹتے ہوئے نکلینگے - اس کے نیچے کا نام سقر ہے - جس سے گوشت و پوست پگھل جاوینگے - پھر اس سے نیچے جحیم ہے جس کے معنی ہیں موٹا کوئلہ جلا ہوا - پھر اس سے نیچے ہاویہ ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ قرار نہیں پکڑ سکیگا بلکہ ہمیشہ گرتا پڑتا رہیگا - پس سب سے اول ہاویہ پر کیا جاویگا پھر اس سے اوپر کا حتےٰ کہ سب کے سب بھر دئے جاوینگے - اور قولہ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ کے یہ معنی ہیں کہ شیطان کے تابعداروں میں سے ہر ایک طبقہ کے لئے ایک ایک گروہ ہوگا - جس کو اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے بنایا ہے ؛

روایت ہے کہ ہر ایک طبقہ اپنے اوپر والے طبقہ کی نسبت ستر گنا عذاب میں زیادہ ہے - اور سب سے کم عذاب والے کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب میں ہو اور وہ طبقہ مشرق میں ظاہر ہو تو گرمی کے مارے اس شخص کا مغز پگھل جاوے - اور مسلم میں ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کی ستر ہزار باگیں ہونگی اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے لاوینگے - اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ یہ آگ جس کو ابن آدم جلاتے ہیں - جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے یاروں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر سب جمع کی جاوے تو پھر فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کے برابر نہ ہو - کیونکہ وہ آگ اس آگ سے انسٹھ حصے بڑھ کر ہے ہر ایک حصہ کی گرمی اس کی گرمی کے برابر ہے اور سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ م نے فرمایا کہ بعض کو آگ ٹخنوں تک اور بعض کو گھٹنوں تک - اور بعض کو کمر تک - اور بعض کو گلے

تک پہنچیگی۔ اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ والوں میں سے
بہت کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو آگ کی جوتی پہنائی جاویگی۔ جس کے تسمے بھی آگ
کے ہونگے۔ اور اس کا دماغ اس طرح جوش ماریگا جیسے بڑی دیگ جوش مارتی ہے۔
اور وہ شخص کہیگا کہ مجھ سے زیادہ عذاب کسی اور کو نہیں ہے حالانکہ اس کو سب سے کم
عذاب ہوگا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
کافر کی ڈاڑھ یا دانت احد پہاڑ جتنے بڑے ہونگے۔ اور اس کے بدن کے چمڑے
کی موٹائی تین (سال) کی مسافت ہوگی یعنی اللہ تعالے اس کے جسم کو بڑا کر دیگا تا کہ
اس کو عذاب زیادہ ہو اور دوگنا رنج ہو۔ اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دنیادار دولتمندوں کو جو دوزخ کے لائق ہونگے
لایا جاویگا اور ان کو آگ میں غوطہ دیا جاویگا۔ اور کہا جاوے گا۔ اے ابن آدم کیا
تو نے کبھی خیر اور راحت و آرام دیکھا ہے۔ وہ کہیگا اے رب مجھے اللہ کی قسم میں نے
کبھی آرام نہیں دیکھا ہے۔ پھر اہل جنت میں سے اس شخص کو جو دنیا میں نہایت
ہی مصیبت زدہ تھا لایا جاویگا۔ اور اس کو جنت میں غوطہ دیا جاویگا۔ اور کہا جاویگا
اے ابن آدم کیا تو نے کبھی تکلیف یا مصیبت دیکھی ہے۔ وہ کہیگا اے رب مجھے اللہ کی قسم
میں نے کبھی تکلیف و مصیبت نہیں دیکھی۔ اور ترمذی میں ابن عباس رضہ سے روایت
ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین میں ٹپک پڑے
تو تمام اہل دنیا کی زندگی خراب ہو جاوے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا۔ جس کا یہ کھانا
ہوگا۔ اور حضرت حسن بصری رہ نے فرمایا ہے کہ آگ دوزخ والوں کو ہر ایک دن
میں ستر ہزار مرتبہ جلاویگی۔ جس وقت ان کے چمڑے گل جایا کرینگے۔ پھر ویسے ہی
پہلے کی طرح درست کر دئے جایا کرینگے۔ اور ان کے روح ان کے گلوں میں متعلق
رہینگے۔ پس نہ ہی ان کو ایسی موت آئیگی کہ اس عذاب سے راحت پائیں۔ اور نہ ہی
اچھی زندگی ان کو نصیب ہوگی۔ اور ابو درداء اور محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ دوزخیوں
پر ان کے عذاب کے برابر بھوک ڈالی جاویگی جس کے سبب وہ استغاثہ کرینگے
اور کھانے کو مانگینگے۔ پس ان کو ضریع کھانے کے لئے دیا جاویگا۔ اور ضریع ایک
قسم کی سبزی ہے جو دنیا کی اس سبزی کے مشابہ ہے جس کی کڑواہٹ کے باعث

اس کو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا۔ جب وہ اس کو کھاوینگے۔ اُن کے گلے گھٹ جاوینگے۔ پھر وہ پانی مانگیں گے۔ جس کی مدد سے اُس کو گلے سے نیچے اُتاریں۔ تو اُن کو حمیم یعنی گرم اُبلتا ہوا پانی دیا جاویگا۔ جو مُنہ کے نزدیک لاتے ہی اُن کے چہرے کے چمڑے جلاد یگا۔ اور جب وہ اس کو پئینگے۔ تو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ دیگا۔ پھر وہ جہنم کے داروغہ کو کہینگے کہ اللہ تعالےٰ کے آگے عرض کرو کہ کسی دن ہمارے عذاب کو کم کرے۔ داروغہ جہنم فرماویگا کیا تمہارے پاس اللہ تعالےٰ کے رسول آیات بینات لیکر نہ آئے تھے۔ وہ کہینگے بیشک آئے تھے۔ پھر داروغہ جہنم کہینگے تو پھر تم خود خدا تعالےٰ کو پکارو۔ حالانکہ ان کا اُس وقت پکارنا بیہودہ ہوگا پس وہ پکارینگے لیکن کوئی جواب نہ پاوینگے۔ جب مایوس ہو جاوینگے۔ پھر مالک کو پکارینگے اور کہینگے کہ اپنے رب کو کہو کہ ہمیں موت دیدے تاکہ ہم اس عذاب سے چھوٹ جاویں۔ مالک ان کی بات سُن کر اسّی سال تک خاموش رہیگا۔ پھر جواب دیگا۔ کہ تم اس میں ہمیشہ کے لئے رہو گے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو کہینگے کہ آؤ صبر کریں۔ شاید صبر کرنے سے ہم کو کچھ فائدہ ہو۔ کیونکہ جنتی لوگ دُنیا میں صبر کرکے بچ گئے پس وہ بہت دیر تک صبر کرینگے۔ لیکن اس صبر سے اُن کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پھر کہینگے کہ ہمارے لئے جزع وصبر دونوں برابر ہیں یہاں سے کسی طرح بھی خلاصی ممکن نہیں پھر وہ ابلیس کے پاس آوینگے اور اس کو کہینگے۔ کہ تو نے ہی ہم کو گمراہ کیا۔ اب اس عذاب سے بچنے کی بھی کوئی تدبیر بتا۔ پس ابلیس اپنے زنجیروں کو کھینچتا ہوا آگ کے بلند ٹیلے پر چڑھ کر ایک خطبہ پڑھیگا۔ اور کہیگا کہ اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا وہ سچا اور پورا کر دیا۔ اور میں نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا جھوٹا کیا اور میرے لئے تم پر کوئی حجت اور غلبہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی میں نے تم کو جبراً نافرمانی پر آمادہ کیا تھا۔ لیکن میں نے تم کو بلایا۔ اور تم نے میری دعوت کو خوشی سے قبول کر لیا۔ اور اپنے نفسوں کی خواہشوں کے تابع ہوگئے۔ اب تم مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔ جنہوں نے اپنی خواہشات تم سے طلب کیں۔ اب نہ تو میں تم کو چھڑا سکتا ہوں اور نہ ہی تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔ تم نے مجھے جس کے ساتھ شریک بنایا میں نے اس سے انکار کیا۔ اور میں تم سے بیزار ہوں۔ اس وقت اپنے نفسوں پر نہایت ہی

افسوس کرینگے۔ پس فرشتے اُن کو پکارینگے اور کہینگے کہ تمہارے اس افسوس سے اللہ تعالےٰ کو زیادہ افسوس ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی طرف بُلایا اور تم نے انکار کیا۔ پھر وہ اللہ تعالےٰ سے سوال کرینگے کہ دُنیا کی طرف دوبارہ لوٹائے جائیں تاکہ نیک عمل بجا لائیں۔ اور کہینگے رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ اے ہمارے رب تو نے ہم کو دو دفعہ مارا یعنی تو قادر ہے اس بات پر کہ ہم کو دُنیا کی طرف لوٹائے ہم نے اپنے قصوروں کا اقرار کیا اور ہم ایمان لائے اُن کو جواب دیا جاویگا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ واحد پکارا جاتا تھا۔ تو تم کفر کرتے تھے۔ اور جینا دو مرتبہ ہے۔ اول بار دُنیا میں نطفہ بیجان سے زندہ جاندار کرنا دوسری مرتبہ آخرت کا جی اُٹھنا۔ اور موتیں بھی دو ہیں۔ اول نطفہ مُردہ کی حالت دوسری عمر کے پورا ہو جانے کے بعد کی موت۔ ابن عباسؓ اور ضحاکؒ کا یہی قول ہے۔ اور اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا یہ قول كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنی تم کس طرح اللہ تعالےٰ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے۔ پھر اللہ نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تمہیں ماریگا پھر زندہ کریگا۔ پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور سدیؒ فرماتے ہیں کہ پہلی حیات اور دوسری موت وہ ہے جو قبر میں فرشتوں کے سوال کے وقت ہوگی۔ پھر وہ مر جاوینگے اور ابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ حیات اول وہ ہے جبکہ ان کو چیونٹی کی طرح نکالا اور فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ غرض دوزخی لوگ اسی طرح ہر بار فریاد و زاری کرتے رہینگے۔ اور ہر بار اُن کو اسی طرح نامناسب جواب ملتا رہیگا۔ یہاں تک کہ وہ کہینگے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا اے ہمارے رب ہماری کم بختی ہم پر غالب آگئی۔ اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ جاؤ دوزخ میں دھکیلے جاؤ۔ اور میرے ساتھ کوئی کلام نہ کرو۔ اس وقت ان کی تمام اُمیدیں منقطع ہو جائینگی۔ اور پھر کبھی کلام نہ کرینگے الّا ایک دوسرے کو دیکھکر اس طرح بھونکینگے جیسے کتے ایک دوسرے کو بھونکتے ہیں جس وقت ہانپتے ہیں۔ کہ جب شعلہ ان کو جھلسیگا گوشت پوست گل کر ان کی ایڑیوں پر جا پڑیگا۔ اور دوزخ میں ایک وادی ہے جس میں صدید یعنی پیپ بہتی ہے اس کے کناروں پر اونٹوں کے قد کے برابر سانپ اور بچھو ہیں۔ جب دوزخیوں پر آگ کی گرمی کا غلبہ ہو گا تو وہ کناروں کی طرف بھاگینگے۔ تاکہ آگ کی گرمی سے آرام پائیں

ڈس آگے سے سانپ اور پیچھے بچھو ڈنگ کرینگے۔ اور ان کو اپنے ہونٹوں سے پکڑ کر کاٹینگے پھر وہ آگ کی طرف بھاگینگے۔ حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ کافر کے چمڑے کے اندر بچھوؤں کے دوڑنے کی آواز اس طرح سنائی دیگی جیسے کوئی وحشی جانور جنگل میں دوڑتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ گرم پانی ہر ایک کے سر پر گرایا جاویگا۔ جس سے دماغ پگھل جاویگا اور پیٹ میں پہنچتے ہی امعاء اور چمڑے کو کاٹ دیگا۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ ہر ایک کو لوہے کی گرزیں ماری جاوینگی۔ جس وقت ضرب لگائی جاویگی۔ تمام اعضا الگ الگ کر دینگے۔ اور فضیل بن عیاض اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ کُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِیْدُوْا فِیْهَا (یعنی جب اس سے نکلنے کا ارادہ کرینگے پھر اسی میں ڈال دیے جاوینگے) فرماتے ہیں کہ وہ اس سے نکلنے کا طمع نہ کرینگے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے ہونگے۔ لیکن آگ کے شعلے ان کو بلند کرینگے۔ اور گرزوں کی مار پھر ان کو اسی میں لوٹا دیگی۔ اور روایت ہے کہ دوزخی لوگ آگ میں سانس لینگے۔ اور آگ نے ان کو بہت بری طرح گھوٹا ہوا ہوگا۔ اور ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہونگے۔ اور ہر ایک کافر اپنے شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا ہوا ہوگا اور روایت ہے کہ پہلے پہل جس کسی کو آگ کا لباس پہنایا جاویگا۔ وہ ابلیس ہے۔ اس کو آگ کا حلہ پہنایا جاویگا۔ اور چلائیگا۔ وَاثُبُوْرَاه پھر تمام اہل دوزخ بھی چلائینگے واثبوراہ تب ان کو کہا جاویگا۔ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا۔ آج ایک ثبور کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ثبور کو پکارو اور ثبور کے معنی ہلاکت اور خسارہ کے ہیں۔ کعب الاحبار نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کی طرف نظر کریگا اور فرمائیگا کہ اس کو پکڑلو۔ پس یک لاکھ فرشتے اس کو آچک لینگے۔ حتےٰ کہ ان کے ہاتھوں سے نکلکر کہیگا کہ کیا تم رحم نہیں کرتے۔ فرشتے کہینگے۔ ہم کس طرح تم پر رحم کریں جبکہ ارحم الراحمین تجھ پر رحم نہیں کرتا۔ اور روایت ہے کہ دوزخ کے داروغے انیس ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ہزار ہزار داروغہ ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ دوزخ کے دروازوں میں سے ہر ایک دروازہ پر چار چار لاکھ فرشتہ ہے۔ ان میں سے کسی کے دل میں مثقال بھر رحمت نہیں ہے۔ اگر کوئی پرندہ ان کے ایک کندھے سے اڑے تو دو مہینے کے بعد

دوسرے کندھے تک پہنچے۔ وہ کفار کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لینگے کہ ان کی نیلی نیلی آنکھیں اور سیاہ چہرے ہونگے۔ اور کافروں کو پکڑ کر ان کے سروں کو پیٹھ کے پیچھے سے موڑ کر قدموں کے ساتھ ملا کر کمان کی طرح باندھ دینگے۔ اور دوزخ میں گراتے جاوینگے جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ (مجرم اپنی پیشانیوں سے پہچانے جاوینگے اور ماتھے اور قدموں سے پکڑے جاوینگے۔ اسی طرح انکے ساتھ معاملہ ہوتا رہیگا یہاں تک کہ مسلمان سب کے سب دوزخ سے نکالے جاوینگے۔ اور کفار کے سوا اس میں کوئی باقی نہ رہیگا۔ اور ہر ایک کافر کو لوہے کے ایک صندوق میں بند کر کے ہر روز ان کو دگنا عذاب دیا جاویگا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اس میں رہینگے جس کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس سے بچائے۔ پس ہر ایک عقلمند پر واجب ہے کہ وہ ڈرتا رہے۔ کیونکہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اگرچہ کفار کے ساتھ مخصوص ہے لیکن بندے کو کیا معلوم ہے کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ اور اگر ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔ تو پھر شاید کسی نافرمانی پر ہی مواخذہ کریں۔ اور جو شخص ایک گھڑی کے لئے بھی آگ میں داخل ہوگا۔ وہ ایسا سخت دکھ پاویگا جس کی مثال دنیا میں ملنی مشکل ہے بلکہ اگر بادشاہ کسی کو دھمکائے کہ اگر تو نے یہ کھانا کھایا تو میں تجھے حمام گرم میں یا موسم گرما میں کسی گرم مکان میں بند کر دونگا یا دھوپ میں چھوڑ دونگا۔ تو وہ اس ڈر کے مارے ایسا کھانا ترک کر دیگا۔ احمد بن حرب فرماتے ہیں کہ "اللہ ہم دھوپ پر سایہ کو اختیار کرتے ہیں۔ لیکن جنت کو آگ پر اختیار نہیں کرتے یا اللہ تو ہم سب کو اپنے فضل و کرم کے ساتھ ان تمام احوال سے سلامت رکھ اور ایمان کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ کیونکہ پوری نعمت کا بخشنا تجھے ہی زیبا ہے اور اپنے احسان کے ساتھ ہماری برائیوں سے درگذر کر۔ اور اپنی بخشش اور رحمت میں ہم کو ڈھانپ لے۔ تو ہی ارحم الراحمین ہے۔

فصل آٹھویں۔ جنت میں

اللہ تعالےٰ کی حمد ہے۔ جس کے وجود اور کمال پر اس کی تمام مصنوعات دلیل روشن ہیں۔ اور تمام مخلوقات اُس کے وصف سے عاجز اور محتاج اور ذلیل ہیں۔ اسکی

ذات وصفات کو اذکار احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور ان کو اسکی بارگاہ کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ حی علیم قدیر مرید سمیع وبصیر اور متکلم اور بلند کبیر ہے۔ اس کو وہم ادراک نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی فکر اس کی مثال بیان کر سکتا ہے۔ جس نے اُس کو خلق سے مشابہ کیا۔ وہ بت پرست ہے اور اس کا ایمان علیل وبیمار ہے۔ اور جس نے اُس کی صفات کمال کی نفی کی وہ سخت متکبر اور روگردان ہے۔ اُس عزت وجبروت والے کی شان اس سے پاک وبرتر ہے۔ وہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اُس نے اپنی عطاء کو اپنی خلق کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ان میں سے بعض کو کافر اور بعض کو مومن کسی کو مومن اور کسی کو مقبل بنایا۔ اور دیکھو کہ کس طرح ہم کو ایک دوسرے پر فضیلت بخشی۔ اور آخرت میں ایک سے دوسرے کے لئے بلند درجے اور فضیلت مقرر فرمائی۔ جس کو اُس نے اپنی خدمت کے لئے پسند فرمایا اُس کو اُس کی توفیق بخشی۔ اور اُس کے لئے بڑا اجر مقرر کیا۔ اور اُس کو اپنی جنت میں پناہ دی اور اس کو اپنی عزت میں جگہ دی۔ اور اس کو اپنی دار فضل میں مقبول فرمایا۔ اُنہی لوگوں کے لئے بہشت ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ کے لئے رہینگے۔ ان کے لئے پاک وصاف بیویاں ہونگی۔ اور بڑے گھنے سایہ میں داخل ہونگے۔ میں اس کو ان گنت اور بیشمار نعمتوں پر اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی ہر ایک شے کا وکیل ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد ص اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن پر یاایہا المزمل قم الیل الا قلیلا۔ نازل ہوا۔ ان پر اور ان کی آل واصحاب پر صبح وشام اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان تمام مالوں کی قسموں کو بیان فرمایا ہے جو دنیا میں انسان کو محبوب وعزیز ہیں بقولہ تعالےٰ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ یعنی عورتوں اور بیٹیوں اور چاندی

اور سونے اور گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی کی محبت وخواہش انسانوں کے دلوں میں ڈال دی ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے محمد ﷺ کہدو کہ میں تم کو ان تمام مالوں سے بہتر مال کی خبر دوں متقی لوگوں کے لئے اللہ تعالٰے نے جنتیں تیار کی ہیں۔ جن میں نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ کے لئے رہینگے۔ اور ان میں ان کے لئے پاک بیویاں ہونگی۔ اور اللہ تعالٰے کی رضامندی حاصل ہوگی۔ اور اللہ تعالٰے اپنے بندوں سے باخبر ہے۔ یعنی اے محمد ان لوگوں کو کہو کہ آؤ میں تمہیں ایسی ایسی نعمتیں تبلاؤں۔ جو ان تمام فانی نعمتوں اور شہوتوں سے بہتر اور اعلےٰ ہیں۔ اور وہ نعمتیں وہ ہیں جن کا اللہ تعالےٰ نے متقین کے لئے وعدہ فرمایا ہے منجملہ ان کے بہشت ہیں۔ جن میں نہریں چلتی ہیں اور بہشت آٹھ ہیں۔ دار الجلال اور دار السلام اور جنت الماوی اور دار الخلد اور جنت النعیم اور دار القرار اور جنت عدن اور جنت الفردوس۔

روایت ہے کہ جنت میں سو درجے ہیں ہر ایک درجے کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ الرحمٰن میں چار بہشت بیان فرمائے ہیں۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (اور اس شخص کے لئے جو اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرا دو جنت ہونگے) پھر فرمایا وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ (ان کے علاوہ دو اور جنت ہیں) اور حدیث صحیح میں بھی اسی طرح ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو جنت ایسے ہیں جن کے برتن اور مافیہا سب سونے کے ہیں۔ اور دو جنت ایسے ہیں۔ جن کے برتن اور مافیہا سب چاندی کے ہیں۔ اور اس تعداد میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک مومن کے لئے ایک جنت ہوگی۔ جس میں اور بہت سے جنت ہونگے۔ اور ان طبقوں میں سے ہر ایک طبقہ بمنزلہ ایک جنت کے ہوگا۔ چنانچہ کسی جگہ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وارد ہوا ہے اور کسی جگہ جنّات بصیغہ جمع واقع ہوا ہے۔ اور حدیث صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے لئے وہ کچھ مقرر کیا ہوا ہے جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے نہ کسی انسان کے دل پر گزرا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس آیت کو پڑھ لو۔ فَلَا

تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ اور بہشت کے درخت کا سایہ اس قدر ہو گا کہ اگر کوئی سوار سو سال تک اُس کے نیچے چلتا رہے تو بھی قطع نہ ہو۔ اس آیت کو پڑھ کر دیکھ لو وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اور بہشت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اس آیت کو پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گا اور جو ان کے بعد داخل ہونگے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستاروں کی مانند ہونگے اُن کے لئے پاکیزہ مکان ہونگے۔ ان میں وہ پاخانہ اور پیشاب نہ کرینگے۔ اور نہ ناک صاف کرینگے۔ اور نہ ہی تھوک ڈالینگے۔ اُن کی کنگھیاں سونے کی ہونگی اور انگیٹھیاں سوتیوں کی۔ اور خوشبوئی کستوری کی ہوگی۔ ان کے قد حضرت آدمؑ کے قد کے موافق ساٹھ گز۔ اور ایک دوسرے کے برابر برابر ہونگے۔ اور ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ اہل جنت کو فرماویگا۔ اے جنت کے لوگو! وہ جواب دینگے لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا تم مجھ سے راضی ہو یا نہیں۔ وہ عرض کرینگے۔ اے ہمارے رب ہم کیونکر راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا کیا ہے۔ جو اپنی خلق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا میں اس سے بھی بڑھ کر اعلےٰ نعمت تم کو نہ دوں وہ عرض کرینگے یا اللہ اس سے افضل اور کونسی نعمت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کہ میں نے اپنی رضامندی تم پر بخشی اس کے بعد میں کبھی تم پر غضب نہ کرونگا۔ اور اسی کی تائید میں ہے اللہ تعالےٰ کا یہ قول وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ جنت میں کھائیں پیئینگے لیکن بول و پاخانہ نہ کرینگے۔ نہ ناک صاف کرینگے۔ ان کا کھانا کستوری کے ڈکار نے کی طرح ہو گا۔ تسبیح اور حمد کا انہیں الہام ہو گا جیسے کہ نفس کا الہام ہوتا ہے۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت میں درمیان سے خالی موتی کا ایک خیمہ ہے۔ جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر ایک گوشے میں ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کو نہیں دیکھتے۔ ان پر مومن طواف کریگا۔ اور حضرت انس رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں تمام اہل جنت جمعہ کے دن جمع ہوا کرینگے۔ اور ان پر باد شمال چلیگی۔ اور ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بسا ویگی۔ اور ان کے حسن وجمال کو وہ بالا کر دیگی جب وہ اپنے اہل کی طرف واپس جاوینگے۔ تو اُن کے حسن وجمال کو دیکھ کر اُن کو کہینگے اللہ کی قسم تم حسن وجمال میں ہم سے بڑھ گئے۔ اور وہ ان کو کہینگے کہ تم بھی ہمارے پیچھے حسن وجمال میں بڑھ گئے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ جنت کی نہریں کستوری کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ جنت کا ادنےٰ موتی مشرق ومغرب کے مابین کو روشن کر دیتا ہے۔ اور زید بن ارقم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک جنتی شخص کو کھانے اور پینے اور جماع میں سو آدمیوں کی طاقت وقوت دی جائیگی۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالےٰ کے قول يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ میں فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک مومن کے گرد ستر ہزار سونے کے پیالوں کے ساتھ طواف کرینگے۔ ہر ایک پیالہ میں الگ الگ رنگ کا کھانا ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعود رضؓ اللہ تعالےٰ کے قول وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ میں فرماتے ہیں کہ وہ ایک چشمہ ہے جو بلندی کی طرف چڑھتا ہوا جاری ہوگا۔ اور اس میں اہل یمین کا شراب ملا ہوگا جس کو صرف مقرب ہی پینگے۔ اور صحیح حدیث میں ہے۔ کہ اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی زمین میں آ نکلے۔ تو تمام روے زمین اُس کے حسن وجمال سے روشن ہو جاوے۔ اور حضرت ابن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ ادنےٰ اہل جنت کا یہ درجہ ہوگا کہ ہزار خادم اُسکی خدمت کرینگے۔ جو الگ الگ خدمت پر مقرر ہوگا۔ اور روایت ہے کہ جنت کے بازار میں حوریں جمع رہینگی جس کو زیادہ کی ضرورت ہوگی وہ اس بازار سے جا کر لے آیا کریگا۔ اور روایت ہے کہ جنت میں جب کوئی شخص اپنے دوست کو ملنا چاہیگا جس سے کے

ساتھ دنیا میں اُس کے اللہ ہی کے لئے محبت تھی۔ تو اس کا تخت خود بخود چلکر اس دوست کے تخت کے پاس جا پہنچیگا۔ اور وہ دونوں آپس میں اس صحبت کی نسبت جو اُن کے درمیان اللہ ہی کے لئے تھی۔ بات چیت اور ذکر اذکار کرینگے۔ پھر بدستور اُس کا تخت اس کو اپنے مکان کی طرف لے جاویگا۔ اور حضرت علی بن ابیطالب نے اس آیت کو پڑھا۔ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (اور متقی لوگ جنت کی طرف گروہ در گروہ ہو کر لے جائے جائینگے) پھر فرمایا کہ جب متقی لوگ جنت کے دروازوں تک پہنچینگے۔ ہر ایک دروازہ کے پاس ایک درخت پائینگے جسکے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہونگے جب ایک چشمے سے پانی پئینگے ان کا تمام دکھ درد اور غل وغش دور ہو جاویگا اور جب دوسرے چشمے سے پانی پئینگے ظاہر و باطن پاک وصاف ہو جاوینگے اور جنت کی تروتازگی انکے وجود میں آجاویگی۔ پھر وہ دروازوں کی طرف بڑھینگے۔ فرشتے اُن کو کہینگے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ اور ولدان خوشی خوشی اُن کی ملاقات کرینگے۔ اور حور عین کو جاکر خوشخبری دینگے۔ اور ہر ایک حور اپنے خاوند کی آمد سُن کر خوش ہوگی۔ حتٰی کہ محلوں کے دروازوں پر کھڑی ہو کر مومنین کا انتظار کرینگی۔ پس جب آدمی گھر میں داخل ہوگا دیکھیگا کہ اس مکان کی بنیاد موتی کی ہے اور اس کے اوپر سونے اور چاندی کی دیواریں بنائی ہوئی ہیں۔ اور جب اس کے اندر پہنچیگا۔ اس میں پاک وصاف بیویاں پاویگا۔ اور دیکھیگا کہ پیالے رکھے ہوئے ہیں۔ اور تکئے لگائے ہوئے اور غالیچے اور فرش بچھے ہوئے ہیں۔ مومن اس پر تکیہ لگائینگے اور کہینگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔ پس جب خاوند اپنی بیوی کے ساتھ ملیگا۔ ایک ندا کرنے والا ندا کریگا۔ اے اہل جنت تم اس میں ہمیشہ کے لئے رہوگے اور کبھی نہ مروگے۔ اور اس میں قامت رکھوگے۔ اور کبھی یہاں سے سفر نہ کروگے اور تم صحیح وتندرست رہوگے اور کبھی بیمار نہ ہوگے۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ تمام اہل جنت کی عمر تینتیس سال کی ہوگی۔ اُن کے رنگ سفید آنکھیں سرمگین اور بے ریش و مونچھ ہونگے۔ اپنے اپنے گھروں میں بڑے اطمینان اور آرام سے رہینگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جنت کی نہریں یاقوت اور زبرجد کی پٹڑیوں پر چلتی ہونگی۔ اُن کی خشک مٹی زعفران کی اور ان

کا کیچڑ مشک اذخر کا ہوگا جس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پہنچتی ہوگی۔
اور یہ بھی فرمایا کہ جنتی لوگوں کے لئے جنت میں گھوڑے اور اونٹ ہونگے۔
جن کے کجاوے اور باگیں اور زینیں یاقوت کی ہونگی۔ جن پر سوار ہو کر وہ اور
ان کی مومنہ بیویاں اور حور عین سیر کیا کرینگی۔ اور ان سب کے اخلاق تمام
برائیوں سے پاک اور ان کے اجسام تمام میل و تغیر سے صاف ہونگے۔ اور
حدیث میں ہے کہ کوئی شخص جنت کا میوہ نہ توڑیگا۔ کہ اس کے منہ تک پہنچتے
ہی اس کی جگہ اللہ تعالےٰ ایک اور میوہ پیدا کر دیگا۔ اور جنت کے میوے
کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے شخصوں کو خود بخود پہنچ جایا
کرینگے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا یعنی جنت کے میوے
تابعدار کئے گئے ہیں۔ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ یعنی تر و تازہ باغیچوں میں بلند
مجلسوں پر تکیہ لگائے ہونگے۔ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ یعنی ریشم و دیبا کے فرش عمدہ عمدہ
ان کے لئے بچھے ہوئے ہونگے۔ اور روایت میں ہے کہ جب فرشتے مومن کی
طرف آوینگے۔ اور وہ اپنے محل میں ہوگا تو فرشتے غلمان کو کہینگے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ
کے قاصد ہیں۔ پھر وہ اس کے پاس جانے کے لئے اذن حاصل کرینگے پس داخل
ہو کر اس پر سلام دینگے۔ اور ایک خط اس کے ہاتھ میں دیدینگے۔ جس میں یہ لکھا ہوگا
یہ خط ہے اس زندہ کی طرف سے جو نہیں مریگا۔ میرے بندے میں تیرے دیکھنے کا
بہت مشتاق ہوں۔ آ میری زیارت کر میرے بندے تو کیا مجھ سے راضی ہے یہی
ملک کبیر ہے۔ نیز اہل جنت کو ان تمام نعمتوں اور دائمی ملک کے علاوہ اللہ تعالےٰ
کے دیدار کی کامل خوشی اور فرحت حاصل ہوگی۔ جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہوگا
اور اپنی آنکھوں سے بے پردہ اللہ تعالےٰ کو دیکھیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ تر و تازہ اور خوش خوش چہرے
اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ اول ناضرۃ ضاد کے ساتھ
ہے جو نضارت سے مشتق ہے۔ اور دوسرا ظاء کے ساتھ جو نظر سے مشتق ہے اور
اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ان کا تحفہ جس دن کہ وہ اللہ تعالےٰ
کو ملینگے سلام ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف دیکھیں گے۔ اور اپنی الیسی کلام کے

ساتھ ان پر سلام دیگا۔ جو کسی خلق کی کلام کے ساتھ مشابہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا رب تشبیہ اور تکییف سے برتر اور پاک ہے لیکن آنکھیں اس معہود اور مالوف دیکھنے سے پاک و صاف اس کو دیکھیں گی۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ اُس کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہی سمیع و بصیر ہے۔ اور جس نے دیدار کی نفی کی وہ معطل ہے۔ اور جس نے اُس کی مثال بیان کی وہ مجسم ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک آخرت میں دیدار بلا تشبیہ و کیفیت ثابت ہے۔ اور اس بارہ میں احادیث صحیحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بکثرت وارد ہیں جن کو بہت سے صحابہ رض نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رض اور ابوسعید خدری رض نے روایت کی ہے۔ کہ بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھینگے آپ نے فرمایا کیا تم دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں جبکہ اُس کے آگے بادل نہ آیا ہو شبہ کرتے ہو۔ یا چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں شک رکھتے ہو۔ اُنہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھ لوگے۔ اور کوئی شک و شبہ نہ رہیگا۔ اور حضرت صہیب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ اور فرمایا کہ جب جنّتی لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ ایک ندا کرنے والا ندا کریگا کہ تمہارے لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک عہد ہے چاہتا ہے کہ اُس کو پورا کر دکھائے۔ وہ کہینگے کہ وہ کیا ہے۔ کیا اُس نے ہماری میزانوں کو بھاری نہیں کیا۔ کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کیا۔ کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا۔ اور ہم کو آگ سے نجات نہیں بخشی۔ پس حجاب ان کے آگے سے دُور کر دیا جاویگا۔ اور اللہ تعالےٰ کو بے پردہ دیکھ لینگے اور اللہ تعالےٰ کے دیدار سے بڑھ کر محبوب چیز ان کے نزدیک کوئی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اس گھر یعنی جنت میں رہنے والوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اور اسطرح فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ یعنی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہوں کو بخش اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ وہ صبر کرنیوالے اور قول و فعل میں سچے اور

عبادت کرنے والے اور مال وجان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور صبح وشام استغفار کرنے والے ہیں۔ اول ان کی وصف ایمان کے ساتھ کی ہے پھر گناہوں سے استغفار کرنے کے ساتھ اور استغفار درست نہیں ہوتا۔ جب تک گناہوں سے توبہ نہ کی جاوے۔ پھر عذاب کے خوف کے ساتھ ان کی وصف بیان کی کہ عذاب سے بچنے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔ پھر ان کی وصف صبر کے ساتھ کی ہے اور صبر کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ثواب کی اُمید پر تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کریں یا اللہ تعالےٰ کے عذاب کے ڈر سے شہوات محرمہ سے بچنے پر صبر کریں۔ یا اللہ تعالیٰ کے فرائض بجالانے پر صبر کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت مکروہات سے گھیری ہوئی ہے اور آگ شہوات سے گھیری ہوئی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا ہر کمزور وضعیف کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ تعالےٰ اس کی قسم کو پورا کر دکھائے۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تمہیں اہل دوزخ کی خبر نہ دوں عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا ہر ایک سرکش تُند خُو اور متکبر۔ حضرت یحیٰی بن معاذ رضہ فرماتے ہیں کہ دُنیا کا ترک ہونا سخت ہے۔ اور آخرت کا فوت ہو جانا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور دُنیا کا ترک کرنا جنت کا مہر ہے۔ اور نیز فرمایا کہ دنیا کی طلب میں نفسوں کی ذلّت اور آخرت کی طلب میں ان کی عزت ہے۔ پھر اس شخص پر بڑا ہی تعجب ہے جو فانی چیزوں کی طلب میں ذلّت و خواری کو اختیار کرے۔ اور باقی چیزوں کی طلب میں عزت کو چھوڑ دے۔ پھر اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں صدق کے ساتھ ان کی وصف بیان کی۔ اور صدق کے معنے یہ ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالےٰ کے لئے یکساں ہو۔ اور عمل میں لوجہ اللہ اخلاص ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی طاعات میں اسی کا احسان سمجھیں۔ پھر مال و اسباب کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے ساتھ ان کی وصف کی پھر صبح کے وقت استغفار کرنے اور محتاج ہو کر اسکے دروازہ پر کھڑے رہنے کے ساتھ ان کی وصف بیان کی۔ پس جو شخص جنت کی خواہش رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے موافق اور اپنے احوال کو ان کے احوال کے مطابق بنائے۔ ورنہ وہ مغرور متمنی ہوگا۔ یعنی بے کئے ہوئے جنت کا

طمع کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دانا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دبایا اور مابعد موت کے لئے عمل کیا۔ اور فاجر وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کیا اور اللہ تعالےٰ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ اور ذوالنون مصری رح کہا کرتے تھے۔ اے گروہ علماء جنت کا رستہ باتوں سے طے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سعی اور اہتمام سے طے ہوتا ہے۔ پھر تم کس طرح باتوں ہی باتوں سے جنت میں پہنچنے کا طمع رکھتے ہو۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہم کوئی ایسی شے نہیں جانتے جو دنیا میں کلام کے عوض بیچی جائے۔ اور کلام کے ساتھ جنت کا خریدنا ممکن ہے یعنی کلام سے مراد اللہ تعالےٰ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت اور بہتر اور مفید کلام ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے جنت والوں کے اوصاف اس آیت میں بھی بیان فرمائے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی جانوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے پس اے مومن دیکھ کہ اللہ تعالےٰ نے تیرا قدر کس قدر بلند کیا ہے۔ یہانتک کہ تیرے مولا اور خالق نے تجھے خرید لیا ہے۔ اور جنت کو تیری قیمت بنایا ہے پس وہ جبار کیسا عمدہ خریدار ہے۔ اور حضرت مصطفےٰ مختار کیسے عمدہ دلال اور رہنما ہیں۔ اور جنت کیسی عمدہ قیمت ہے۔ اے انسان بیع کو اسکے حوالہ کر دے تاکہ تو قیمت کا مستحق ہو جائے۔ اور اس کی تسلیم میں تاخیر نہ کر کیونکہ وہ موجود ہے اور بسا اوقات تسلیم سے پہلے بھی تلف ہو جاتی ہے۔ وہ مالک تجھ سے غنی ہے۔ اس نے تیرے ہی نفع کے لئے تجھے خریدا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ سورج اور چاند کا نفع تیری طرف ہی عائد ہوتا ہے۔ تیرے مولیٰ نے تجھ کو پہلے ہی سے خرید لیا ہوا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شیطان تجھ پر غالب ہے۔ اور تو اس کا موافق بنا ہوا ہے۔ حالانکہ غاصب کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اور ظالم کے لئے تیرے خریدنے کا کوئی حق نہیں ہے حالانکہ وہ تیرے عیبوں کو جانتا ہے اور عیب کے باعث تجھے اپنی بارگاہ سے رد نہیں کرتا۔ اور وہ اپنی حسن نظر کے ساتھ تیری اصلاح پر قادر ہے۔ اور درزی رفوگر پھٹے پرانے کپڑوں کو خرید کر کہتا ہے کہ میں ان کو اپنی صنعت سے درست کر دونگا اور اپنی حسن خدمت

سے اُس کے عیبوں کو ڈھانپ لونگا۔ اور کوئی امیر جب زمین خرید تا ہے تو اُس کو اپنی جاہ و حشمت سے آباد کر لیتا ہے۔ اور تمام ظالم اس سے بے طمع ہو جاتے ہیں۔ اور تجھے تو تیرے مولا نے خریدا ہے۔ اب اُس کی بلند جائے پناہ کے سوا کوئی عیش و زندگی نہیں۔ اور اسکے حسن رفیع کے سوا کوئی عزت نہیں ہے۔ گویا کہ وہ اس طرح کہتا ہے۔ کہ جس نے مجھے پکارا میں اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جس نے مجھ سے سوال کیا میں اُس کو دیتا ہوں۔ اور جس نے میری اطاعت کی۔ میں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس کو ڈھانپتا ہوں۔ اور جس نے میری طرف التجا کی اس کو پناہ دیتا ہوں۔ اور جس نے مجھ سے مدد مانگی میں اُس کی مدد کرتا ہوں۔ غلام جب اپنے مولا کے دروازہ سے بھاگ جائے۔ تو اُس کا دل اُس کے سوا کسی اور کی خدمت سے قرار و آرام نہیں پکڑتا۔ پس جب مولے اپنے غلام کو اپنے دروازہ کی طرف پرتانے پر قادر ہو۔ اور اس کو منجملہ اپنے دوستوں کے سمجھتا ہو۔ تو اپنے غلام کو لطف و کرم کے ساتھ واپس لے آتا ہے۔ اور احسان و انعام کے ساتھ کھینچ لاتا ہے۔ اے میرے بندے تو مجھ سے بھاگتا ہے اور میری طاعت سے مُنہ پھیرتا ہے۔ حالانکہ میں تجھے اپنی خدمت کی طرف بلاتا ہوں۔ اور تو میرے شکر سے اعراض کرتا ہے حالانکہ میں اپنی پوری پوری نعمتیں تجھے بخش رہا ہوں۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ کسی سفر میں جابر بن عبداللہ کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو خرید لیا۔ اور مدینہ تک جابر ہی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اور جس وقت سے آپ نے اس کو خریدا تمام سواریوں سے آگے آگے چلنے لگا۔ جب مدینہ منورہ پہنچے قیمت بھی دیدی اور اونٹ بھی اُسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اُس کے خریدنے سے آپکا ارادہ یہی تھا کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ پس اے تجھے بھی تیرے مولا نے تیری ہی اصلاح کے لئے خریدا ہے۔ پس تو مبیع کو اس کے حوالہ کر دے۔ تمام کا تمام مال تیری ہی طرف واپس آجاویگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمام اہل جہان سے غنی ہے۔ حضرت جنید رح فرماتے ہیں کہ اُس نے مومنین کو اس امر کی خصوصیت سے کہ اُس نے ان کو اس لئے خریدا ہے کہ ان کو تدبیر سے نکالے اور اپنے تمام کام کو

مالک کبیر کے سپرد کریں۔ اور حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ ان سے اُن کی جانوں کو خرید لیا ہے تاکہ اپنے اعمال و اموال کی طرف اُن کی کوئی التفات نہ رہے۔ اور ابوعثمان رحمہ فرماتے ہیں کہ ان کی جانوں کو خرید لیا ہے۔ تاکہ اُن کے درمیان کسی قسم کا مخاصمہ اور جھگڑا نہ رہے۔ پس جب تیرے نفس اور مال کی قیمت جنّت ہے تو جب تک تو اپنے نفس کو اللہ تعالےٰ کی طاعات میں اور اپنے مال کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے تب تک قیمت کا طلب کرنا درست نہیں ہے بغیر عمل کے جنّت کا طلب کرنا صرف امید ہی امید اور سراسر دھوکا ہے۔ اور اس اللہ تعالےٰ کا قرب طلب کرنا جس کی تو طاقت نہیں بجالاتا بیفائدہ ہے۔ بہشت میں جو دو چشمے بہتے ہیں وہ اس شخص کے لئے ہیں۔ جس کی دونوں آنکھیں آج اللہ کے ڈر سے بہتی ہیں جنّتی خیموں میں چھوٹی چھوٹی آنکھوں والی اور باحیا عورتیں اس شخص کے لئے ہیں جس کی آنکھ آج گناہوں سے کوتاہ ہے۔ پردے اور حجاب اُس شخص کے آگے سے دُور کئے جاوینگے جس نے آج تکبر اور غرور کو ترک کیا ہے۔ جنّت کے تروتازہ باغ اُس شخص کے لئے ہیں جس کی آنکھ آج بیدار ہے۔ بلند محل اور خوشبودار میوے اور بڑے لمبے سائے اُس شخص کے لئے ہیں جو آج اللہ کی حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ اس کا دائمی عیش اُس شخص کے لئے ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور راست روی اختیار کرتا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو اس قول و فعل کی توفیق دیوے۔ جس کو وہ دوست رکھتا اور پسند کرتا ہے۔ اور اس غفلت و سستی اور تعریف سے ہم کو چھڑاوے۔ اور ہمارے دلوں کو قیامت کی جھڑک اور خیالات سے امن دے۔ اور قیامت کے دن ہم کو ناامید نہ چھوڑے۔ وہی ہمارا غفور و رحیم اور شکور و حلیم ہے ۔

فصل نویں۔ خوف میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جو اپنی عزت کبریاء میں بصیرت کے ادراک سے یگانہ ہے اور اپنے وصف بلند میں شبہ و نظیر سے پاک ہے اور اپنے کمال جبروت میں واحد ہے کہ عقل اُس کی تعظیم میں حیران ہے۔ اور اپنی بادشاہی میں یکتا ہے۔ وہی

دین باطل کو کیونکر نہ چھوڑ دوں۔ اور اسی وقت پڑھ دیا۔ اشہد ان لاالہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ ۔

ایک صالح شخص بیمار ہوگیا۔ لوگ اس کے علاج کے لئے نصرانی طبیب کو لے آئے۔ وہ اس کو دیکھ کر چلایا اور کہا کہ اس طبیب کو مجھ سے دور کردو۔ پھر کہا الٰہی مجھے اپنی عزت کی قسم ہے۔ کہ اگر تو دنیا کی تمام آفات و بلیّات کو مجھ پر نازل کردے تو میں کچھ پرواہ کروں۔ لیکن کفر کے ساتھ تو مجھے عذاب نہ دے۔ جس کا خاتمہ بخیر ہوا۔ حقیقت میں سلامتی اسی پر ختم ہوئی اور کرامت اسی کے حق میں تمام ہوئی۔ عمروں کے ختم ہونے سے آدمی کامل نہیں ہوتا۔ بلکہ آدمی وہی ہیں جن کے چہروں کا رنگ جدائی کے خوف سے زرد رہتا ہے اور انجام کے خوف سے ان کے آنسو بہتے ہیں۔ اے اپنے احوال پر مغرور ہونے والے اور اپنے اعمال پر فخر کرنے والے۔ تجھے نہیں معلوم۔ کہ کونسے نقیب کے سامنے تو پیش کیا جاویگا۔ اور کونسے دیوان میں تیرا نام لکھا ہوا ہے۔ اور کونسی ندا کے ساتھ تو پکارا جاویگا۔ جس شخص کا حال اس سے پوشیدہ ہو۔ اس کو لازم ہے۔ کہ ہر وقت ڈرتا اور خوف کرتا رہے۔ اور اپنے مالک کے سامنے شرم و حیاء اور شرمندگی کے ساتھ جھکا رہے ۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رہ روتے اور کہتے۔ الٰہی میں اپنے گناہوں پر نہیں روتا۔ خواہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں۔ بلکہ میں اس حالت سے روتا ہوں کہ میں نہیں جانتا۔ کہ تیرے نزدیک میری کیا حالت ہوگی۔ الٰہی میں تیرے ذکر کے ساتھ تیرے مکر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیرے قدر کے ساتھ تیرے قدر پہ مدد مانگتا ہوں۔ یا اللہ تو میرے دل کو فراق میں مبتلا نہ کر۔ کیونکہ وہ فراق کی تاب نہ لانے سے نہایت ہی عاجز اور ضعیف ہے۔ یا اللہ تو ایمان کو ہمارے لئے چراغ بنا۔ اور اس کو ہمارے لئے استدراج نہ بنا۔ اور اس کو ہمارے لئے اپنے جنت کی طرف جانے کے لئے سیڑھی بنا۔ اور اپنی مشیّت کی طرف اس کو ہمارے لئے نکرنہ بنا۔ تو ہی حلیم و غفور ہے۔ وصلّی اللہ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّعلیٰ اٰلہٖ و اَصحابہٖ وَسلّمْ ۔

فصل دسویں۔ رجاء میں

اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے جس کی حمد بعد صنعت اور عجیب و غریب مملکت اس بات کو ظاہر کر رہی ہے۔ کہ وہ ایجاد و انشاء میں یگانہ ہے۔ اور اس کی عظمت و ہیبت اور قہر و غلبہ کے آگے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں پست ہیں۔ اور اس کی معرفت کی حقیقت اور اس کی کمال بے نیازی سے بڑے بڑے عقلمندوں کے فہم گنگ ہیں۔ اور اس کی ربوبیت اور وحدانیت کے صفات اس قدر بلند ہیں کہ بڑے بڑے فصحاء کی بلاغت اُنکے احاطہ و شمار سے عاجز ہے۔ وہ تمام اشیاء کی ابتداء سے پہلے ہی اپنی قدامت میں اول ہیں اور اپنی عزت و ملک اور بقاء کے ساتھ آخر ہے۔ اور اختراع و ابداع اور قہر و کبریا میں ظاہر اور احاطہ سے باطن ہے۔ فہم اس کے جلال کے ادراک سے عاجز اور زبانیں اُس کی ثناء کی حقیقت سے قاصر ہیں۔ وہ قدوس اور تمام خلق سے غنی ہے۔ اور عرش و کرسی اور پانی اور ہوا اور آسمان کے وجود سے پہلے بھی غنی تھا۔ وہ واحد اور احد اور قیوم اور صمد اور حی اور زندوں کی مشابہت سے منزہ ہے۔ وہ علیم اور سمیع اور بصیر ہے کہ کوئی دل کی پوشیدہ بات اس سے مخفی نہیں ہے۔ وہ اپنے دربار سے بھاگنے والوں کو اپنی طرف واپس لانے اور منقطع نہ ہونے ہوؤں کو ملانے اور بعید کو قریب کرنے پر قادر ہے ضرر و نفع اور مصیبت و بلا کا آنا اور اس کا دور کرنا اور پست و بلند کرنا سب اُسی کے ارادہ سے ہے اور اسی کی قضاء و حکم کے موافق جاری ہوتا ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اور تشبیہ اور کیفیت اور انتہا سے برتر ہے۔ اہل تشبیہ کی بصیرت اور فکر اُس کے تنزیہ کی معرفت سے قاصر ہیں۔ اسی واسطے وہ بدعتوں اور ہوائے نفسانی میں غرق ہیں۔ اور معطلین کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا نور حاصل کرنے سے اندھی ہیں۔ اسی لئے وہ کفر کے اندھیروں میں ڈانواں ڈول اور اندھوں کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ پس بہت ہی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے وجود کی دلیلوں کو ظاہر کر دیا۔ اور محققین کو پردہ کے دور ہو جانے سے خاص کیا۔ اور ان پر اپنی عطا فرما کر اپنے احسان کو ان پر کامل کیا۔ اور اپنے طالبوں کے لئے

سخاوت کا دروازہ کھولا۔ اور امید کا بچھونا بچھایا۔ اور مومنین کے لئے اپنے احسان کے وسیلے دسترخوان بچھایا۔ اور سعادت مندوں کے دلوں کو امر کے قبول کرنے اور ذکر میں مشغول ہونے کے لئے کھول دیا۔ اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنی خدمت کی توفیق دی۔ اور بڑے بڑے جزاء کا ان کو وعدہ دیا۔ اور انہوں نے اسکی مناجات میں لذت حاصل کی۔ اور انہوں نے جان لیا کہ وہی قریب اور دعا کو سننے والا ہے میں اُس کے اس فضل و رحمت اور نعمتوں پر جو اس نے ہم پر بخشیں۔ اس کا حمد کرتا ہوں اور ایسی شہادت کے ساتھ کہ جس کو اُس نے قیامت کے دن کے لئے نجات کا سرمایہ بنایا ہے۔ شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اُسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور تمام رسولوں اور نبیوں کے خاتم اور تمام نجباء اور اولیاء و اصفیاء کے سردار ہیں۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جو صدق و صفا کے مالک ہیں اللہ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ فجر پھوٹ کر زمین و آسمان کے درمیان کو روشن کرتی رہے۔ اور ہر سحر کی آگ بھڑک کر دوستی کو صفائی بخشتی رہے ؛

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (یا رسول اللہ میرے ان بندوں کو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہدو کہ تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ تمام گناہوں کو بخشدیگا وہ غفور و رحیم ہے ؛

اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم اسلام لے آئیں۔ تو کیا خدا تعالےٰ ہمارے پہلے گناہوں کو جو ہم سے ہوتے رہے ہیں مثل کفر اور قتل کے بخشدیگا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ؛

ثوبان رض فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ آیت میرے لئے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر محبوب ہے اور اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جس نے توبہ کی۔ اللہ تعالےٰ اُس کے تمام گناہوں کو بخشدیگا ؛

حضرت علی بن ابی طالب رض فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں سب سے اُمید بھری آیت

یہی ہے۔ اور بعض نے زیادہ رجا والی آیت یہ بیان کی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (اللہ تعالےٰ شرک کو نہیں بخشیگا۔ اور اس کے سوا اور تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہے بخشدیگا ۔

بعض نے ارجیٰ آیت یہ بیان کی ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (جس نے کوئی برائی کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر اُس نے اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگی۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو غفور و رحیم پاویگا ۔

حضرت زین العابدین رح فرماتے ہیں۔ کہ ارجیٰ آیت یہ ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (اللہ تعالےٰ آپ کو وہ کچھ عطا کریگا کہ آپ راضی ہوجاوینگے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تک اُن کا ایک امتی بھی آگ میں ہوگا۔ کبھی راضی نہ ہونگے۔

قرآن مجید میں رجا کی آیتیں بہت کثرت سے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحمت سے ناامید ہونے والوں کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ کہ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا)۔ اور رجا گویا طاعت کی قبولیت میں جسکی اُس نے توفیق بخشی ہے۔ اور گناہوں کی مغفرت میں جن سے توبہ کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ حسن ظن ہے۔ لیکن طاعات کے ترک کرنے اور مخالفات پر اڑے رہنے کے باوجود اطمینان و تسلی رکھنا بیفائدہ امن و غرور ہے جس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ (یعنی شیطان تم کو اللہ تعالےٰ پر مغرور نہ کردے کیونکہ وہ برائیوں کو بھلائی کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ اور اکثر اوقات اسی سبب سے اللہ تعالےٰ کے عفو و کرم کی اُمید دلاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحمت پر اُمید رکھنے والوں کی تعریف بیان کی ہے اور فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ (وہ لوگ جو کتاب اللہ کو پڑھتے اور نمازوں کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشا ہے۔ ظاہر و پوشیدہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کی اُمید رکھتے ہیں۔ جس میں کوئی خسارہ نہیں ہے) ۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے

اسی ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو گے اور بخشش نہ مانگو گے۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں دُنیا سے اُٹھا لیگا اور اور لوگوں کو پیدا کریگا جو گناہ کریں۔ اور اس سے بخشش مانگیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخشے ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ جن و انسان اور چار پاؤں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ جس کے سبب سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور محبت کرتے ہیں۔ اور وحوش اپنے بچوں پر نرمی کرتے ہیں اور باقی ننانوے حصے رحمت کے ساتھ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرما ویگا ۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کے پاس کچھ قیدی پکڑے آئے۔ جن میں ایک عورت بھی تھی۔ جو اپنے بچے کو قیدیوں میں تلاش کرتی تھی۔ اُس نے بچے کو اپنے کلیجے سے لگایا۔ اور اُس کو دودھ پلایا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہرگز نہیں۔ یہ عورت ہرگز اپنے بچے کو آگ میں ڈالنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جس قدر کہ یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک شخص نے کوئی نیک عمل نہ کیا ہوا تھا۔ اپنے اہل کو کہا کہ جب میں مر جاؤں۔ مجھے جلا کر آدھا حصہ جنگل میں اُڑا دو اور آدھا سمندر میں پھینک دو۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پا لیا تو مجھے نہایت ہی سخت عذاب دیگا۔ جو تمام اہل جہان میں سے کسی کو نہ ہوگا۔ پس جب وہ مر گیا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے جنگل کو حکم دیا۔ اُس نے بھی اُس کی مٹی کو جمع کر دیا۔ اور سمندر کو بھی حکم دیا۔ اُس نے بھی اُس کی راکھ کو اکٹھا کر دیا۔ اور اس کو زندہ کر کے اپنے سامنے حاضر کیا۔ اور اسکو فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرے ڈر کے مارے میں نے ایسا کیا تھا تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے پس اللہ تعالےٰ نے اُس کو بخشدیا ۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایک گناہ صادر ہوا ہے۔ آپ مجھ پر حد لگائیں آپ یہ سنکر خاموش ہو رہے۔ اس شخص نے تین دفعہ بار بار اپنے کلام کو دہرایا۔ اتنے میں نماز کی اقامت کا وقت آگیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور فارغ ہو کر گھر کو چلے تو وہ شخص بھی آپ کے پیچھے ہو چلا۔ اور پھر وہی کلام کی۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا گھر سے نکلکر تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ہاں میں نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہوا۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حد اور گناہ کو معاف فرمایا۔ اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلم کو ایک ایک یہودی یا نصرانی دیدیگا اور فرماویگا کہ یہ تیرا آگ سے فدیہ ہے

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہوتا ہوں جیسے کہ اس کا مجھ پر گمان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ کہ مجھے دوست رکھ۔ اور اس شخص کو بھی دوست رکھ جو مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور میری خلق کی طرف میری محبت کو ظاہر کر۔ عرض کیا۔ یا اللہ میں کس طرح تیری محبت کو خلق کی طرف ظاہر کروں۔ فرمایا کہ حسن جمیل کے ساتھ میرا ذکر کر اور میری نعمتوں اور احسان کو بیان کر۔ کیونکہ وہ مجھ سے سوائے جمیل کے اور کچھ نہیں پہچانتے اور حضرت ابو عثمان رہ رجا کے بارہ میں بہت کلام کیا کرتے تھے۔ مرنے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ تو اللہ تعالےٰ کے سامنے کس طرح حاضر ہوا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور فرمایا کہ ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس سے میرا ارادہ یہ تھا کہ تیری محبت تیری خلق کی طرف ظاہر کروں۔ پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ جا میں نے تجھے بخشدیا +

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا۔ اور ان پر سختی کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن اسکو فرماویگا۔ کہ آج میں تجھ کو اپنی رحمت سے اسی طرح ناامید کرتا ہوں۔ جس طرح تو میرے بندوں کو میری

رحمت سے ناامید کرتا تھا۔ اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ دو شخصوں کو دوزخ سے نکالکر فرمائیگا کہ بتلاؤ تم نے اس اپنی خوابگاہ اور برے مقام کو کس طرح پایا۔ وہ دونو عرض کرینگے یا اللہ بہت ہی بری خوابگاہ اور نہایت ہی برا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو فرماویگا۔ یہ سب کچھ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور میں ہرگز اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو فرماویگا۔ کہ جاؤ دوزخ میں چلے جاؤ۔ ان میں سے ایک جلدی اس کی طرف چلا جاویگا۔ اور دوسرا اسکی طرف جانے میں توقف کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس شخص کو جو اس کی طرف جلدی جلدی جاویگا فرماویگا۔ جو کچھ تو نے کیا اُس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا۔ وہ عرض کریگا اس لئے کہ میں دُنیا میں تو نافرمانبردار رہا۔ قیامت میں بھی تیری نافرمانی کروں۔ اور پھر دوسرے کو جو دوزخ کی طرف لیجانے میں توقف کریگا فرماویگا کہ تجھے توقف پر کس چیز نے برانگیختہ کیا۔ وہ عرض کریگا یا اللہ اس حسن ظن نے جو میں تجھ پر رکھتا تھا۔ کہ جب تو نے مجھے دوزخ سے نکال دیا ہے۔ پھر اُس میں داخل نہ کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کریگا۔ اور جنت کا امر فرماویگا۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ نے اپنی اُمت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور رو پڑے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیل ؑ کو فرمایا کہ محمدؐ کی طرف جاؤ اور کہو کہ ہم تم کو اُمت کے بارے میں راضی کرکے چھوڑینگے۔ اور ہرگز خوار نہ کرینگے۔ اور حضرت ابراہیم رحؒ بن ادہم فرماتے ہیں کہ ایک رات طواف کی جگہ میں میرے سوا اور کوئی نہ رہا میں اکیلا ہی طواف کرتا تھا اور کہتا تھا۔ کہ یا اللہ مجھے بچا۔ یا اللہ مجھے بچا۔ پس غیب سے مجھے آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم تم سب ہی مجھ سے عصمت کا سوال کرتے ہو۔ اگر میں تم سب کو بچا رکھوں تو پھر میں اپنی کرامت کس پر ظاہر کروں گا۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسی مغفرت سے بخشش فرماویگا۔ جو کسی انسان کے دل پر نہ گذری ہوگی۔ اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی مغفرت سے بخشش فرماویگا۔ کہ ابلیس بھی یہ اُمید کریگا۔ کہ اس بخشش سے مجھے بھی حصہ ملیگا۔ اور ابو یعقوب فارسی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اویس قرنی رحؒ کو خواب میں دیکھا۔ اور عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت

کے وقت اس سے رحمت طلب کر اور اس کی معصیت کے وقت اس کے بدلہ لینے سے ڈر۔ اور اس حالت سے نا اُمید نہ ہو۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مسلم بن یسار کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ مرنے کے بعد آپ پر کیا گذری فرمایا اللہ کی قسم۔ بڑے سخت ہول اور زلزلے پیش آئے۔ میں نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہوا۔ جواب دیا۔ تو جانتا ہے۔ کہ کریم کا کام یہی ہے کہ وہ کرم کرتا ہے۔ ہماری نیکیوں کو اس نے قبول فرمایا۔ اور برائیوں اور لغزشوں کو معاف کیا۔ بیان کرنیوالے بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر مالک سخت چلا اُٹھا اور غش کھا کر گر پڑا۔ اور چند دن کے بعد مر گیا۔ اور لوگ دیکھتے تھے کہ اس کا دل پھٹ گیا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو کس حال میں حاضر ہوا۔ بیان کیا کہ بہت سے گناہوں کے ساتھ۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر میرے حسن ظن نے وہ سب کے سب گناہ مٹا دئیے۔ اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے عرفہ کے دن لوگوں کی طرف نظر کی جبکہ وہ کھڑے ہو کر رو رہے تھے اور سخت عاجزی کر رہے تھے۔ اور ایک شخص کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر یہ سب لوگ کسی دولت مند کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک دانگ طلب کریں۔ تو بتلاؤ۔ وہ ان کو خالی پھیر دیگا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہرگز نہیں۔ پھر حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخشش تمہاری ایک دانگ سے بھی زیادہ آسان اور سہل ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی۔ کہ تحمل کرنیوالے جو میرے واسطے تحمل کرتے ہیں۔ اور تکلیف اُٹھانے والے جو میری رضامندی کی طلب میں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ سب میری آنکھ کے سامنے ہے۔ کیا تو دیکھتا ہے۔ کہ میں ان کے عملوں کو بھول گیا ہوں۔ حالانکہ میں اپنی خلق پر مہربان ہوں۔ اور اگر میں عذاب کے ساتھ کسی کا علاج کرنے والا ہوتا۔ تو اپنی رحمت سے نا امید ہونے والوں کا معالجہ کرتا۔ اور اگر میرے مومن بندے دیکھتے کہ میں کس طرح ان کو اس شخص سے جس پر انہوں نے سختی کی ہے معافی دلاتا ہوں۔ پھر اس شخص کے لئے جس نے ان کو معافی دی ہے اپنے پڑوس میں ہمیشہ کے رہنے کا حکم دیتا ہوں۔ تو وہ میرے کرم و فضل کو تہمت نہ لگاتے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے تو

میری رحمت سے کیوں نا امید ہوتا ہے۔ کیا میں وہ نہیں ہوں جس نے تجھ کو ظاہر کیا۔ اور اپنی عبادت کے لئے تجھے طاقت دی۔ تجھے کیا ہوا۔ کہ تو مجھ سے ایسا غافل ہے۔ گویا کہ تو مجھے پہچانتا ہی نہیں اور تو مجھ سے اس طرح کنارہ کرتا ہے۔ گویا کہ تو مجھ سے بیگانہ ہے۔ میرے بندے اگر تو ہمارے سامنے توبہ کریگا تو ہم تیری توبہ کو قبول کرینگے۔ اور اگر تو ہماری طرف ارادہ کریگا۔ تو ہم تجھے اپنے قریب کرلینگے۔ اور اگر تو راہ بھول جاویگا تو ہم تجھے راستہ دکھائینگے۔ اور اگر تو ہماری محبت میں اپنے نفس سے دشمنی کریگا۔ تو ہم تجھ کو اپنا دوست بنالینگے۔ اور اگر تو بیماری سے بچنے کے لئے ہمارے سامنے رو ویگا تو ہم تیرا علاج کرینگے۔ اور اگر تو کسی مرض کے لئے ہمارے سامنے رو ویگا۔ تو اس مرض سے ہم تجھ کو شفا دینگے۔ اور اگر تو ہمارے خوف سے رو ویگا تو ہم تجھ کو امن دینگے اور اگر تو ڈر کے مارے رو ویگا۔ تو ہم تیرے پاس حاضر ہونگے۔ اور اگر تو ہمارے حقوق کے ضائع کرنے پر افسوس کر کے رو ویگا۔ تو ہم تجھ کو اس کا عوض دینگے۔ تم میری رحمت سے نا امید نہ ہو۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ جو سب طرف سے مُنہ موڑ کر ہماری طرف آیا ہو۔ وہ ذلیل ہوا ہو۔ یا جس نے میرے لئے پرہیز کی ہو وہ بیمار ہؤا ہو۔ یا جس نے میرے قرب کے باغ سے خوشبو سونگھی ہو۔ اس کو خلل پہنچا ہو۔ یا جس نے میری فتح و نصرت کے جھنڈوں کو دیکھا ہو۔ اُس کو شکست آئی ہو۔ یا جس نے میرے ذکر کی حلاوت پائی ہو۔ اُس کو غفلت آئی ہو۔ گویا کہ حق سبحانہ تعالٰے فرماتا ہے۔ میرے بندے تو میری رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ کیا ہؤا۔ اگر تو بیوفائی کے ساتھ موصوف ہے۔ میں تو جود کے ساتھ معروف ہوں۔ اور اگرچہ تو خطاکار ہے میں تو عطا کرنیوالا ہوں۔ اور اگرچہ تو جفا کار ہے۔ میں تو وفادار ہوں۔ اور اگرچہ تو بُرائی کرنیوالا ہے۔ میں تو تیری توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ اور اگرچہ تو غفلت و سہو کرنیوالا ہے۔ میں تو معاف کرنے والا ہوں۔ اور اگرچہ تو ڈرنے والا ہے۔ میں تو قبولیت و اجابت والا ہوں۔ اس ذات پاک کی رحمت سے نا امید نہ ہو جس نے کئی ہزار جادوگروں پر اپنی بخشش و مغفرت فرمائی۔ اور ان سب کو نیکوکاروں میں سے بنا دیا۔ بعض صالحین کا ذکر ہے کہ وہ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اس طرح کہا کرتا۔ الٰہی تو نے اسی جگہ کا مجھے وعدہ دیا ہے۔ اور اسی جگہ تو نے مجھے بلایا ہے

کیا تو مجھے آگ میں ڈالیگا۔ حالانکہ تیری توحید میرے دل میں ہے۔ میں نہیں گمان کرتا کہ تو ایسا کرے۔ اور اگر تو ایسا کرے بھی۔ تو مجھے ان لوگوں کے ساتھ جمع نہ کرنا جن کے ساتھ میں نے تیرے لئے دشمنی و عداوت کی۔ اور ایک اعرابی نے موقف میں لوگوں کی طرف نظر کی۔ اور یہ شعر پڑھے۔ شعر

تَرِدُ الْوُجُوهُ یَا کَرِیْمُ بِدَعْوَةٍ ۔ اَلْفَاظُهَا شَتّٰی بِمَعْنًی مُفْرَدِ

یَصِفُوْنَ بَحْرَكَ یَا عَزِیْزُ وَمَا عَسٰی ۔ اَنْ یَّبْلُغُوْا مِنْهُ بِوَصْفِ مُجْهِدِ

فَاسْمَحْ بِمَغْفِرَةٍ تَکُوْنُ لِسَفَرِنَا ۔ زَادًا اِلَیْكَ غَدَاةَ یَوْمِ الْمَشْهَدِ

(ترجمہ) اے کریم یہ تمام لوگ تیرے ہی لئے اس دعوت کے ساتھ آتے ہیں۔ جس کے الفاظ مختلف ہیں۔ اور معنی ایک ہی ہیں۔ اے عزیز یہ سب تیرے بحر مغفرت کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب ملکر اس کی تھوڑی سی تعریف بھی بیان نہیں کرسکتے۔ یا اللہ تو ایسی مغفرت کے ساتھ ان کے قصوروں سے درگذر کر جو قیامت کے دن کے لئے ہمارا سفر خرچ ہو ٭

ایک اور اعرابی کا ذکر ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہم نے سن لیا (آپ کے فوت ہونے کے تین دن بعد) اور جو احکام آپ نے ہم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچائے۔ اُن کو ہم نے قبول کرلیا۔ اور منجملہ ان احکام کے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ اور تیرے پاس آکر مغفرت مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنیوالا اور بخشنے والا پاوینگے۔ اور اب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اور بخشش مانگنے کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ پس ہمارے لئے بخشش مانگو (تو آپ کی قبر سے ندا آئی کہ جاؤ ہم نے تمہارے لئے بخشش مانگی اور تم بخشے گئے) یہ اس کتاب میں نہیں ہے۔ پورا حال اسی طرح ایک اور کتاب میں دیکھا ہے۔ اسکے مطابق لکھا گیا ہے (مترجم) فتح موصلی رح اس طرح کہا کرتے۔ میری خطائیں اس قدر زیادہ اور بڑی ہیں۔ کہ انہوں نے مجھے اللہ تعالےٰ کی عظیم عفو سے مایوس کردیا ہے۔ پھر فرماتے۔ کیا میں تجھ

زنا کرے۔ جس کی تصدیق میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں بناتے اور نہ کسی نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے سوائے حق کے قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ معاصی دو قسم پر ہیں۔ اول فریضہ کا ترک کرنا۔ دوسرے فعل محرم اور نہی کا مرتکب ہونا۔ پہلی قسم ابلیس کی معصیت ہے۔ کہ اُس نے فریضہ کو ترک کیا۔ یعنی اُس کو سجدہ کا حکم کیا گیا۔ اور اُس نے نہ کیا۔ دوسری قسم حضرت آدم ؑ کی معصیت ہے۔ کہ ان کو اس درخت کے کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ اور اُنہوں نے کھا لیا۔ پھر معاصی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ حقوق جو بندے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ہیں۔ دوسرے وہ حقوق جو بندوں کے اپنے درمیان ہیں۔ اور پھر معاصی اپنی اپنی اصل کے لحاظ سے چار قسموں میں ہیں۔ ایک بلحاظ ربوبیت کے دوسری بلحاظ شیطانیت کے تیسری بلحاظ بہیمیّت کے۔ چوتھی بلحاظ سبعیّت کے پس بلحاظ ربوبیت کے معاصی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے اوصاف کے ساتھ اپنے آپ کو مشابہ کرنا۔ یعنی عظمت و کبریا اور رفعت و عزت و غنیٰ و قہر اور غلبہ یہ سب اللہ تعالےٰ کی صفات ہیں۔ جس کسی نے اپنے آپ کو ان صفات کے ساتھ مشابہ کر کے تکبّر اور جبر کیا اور رفعت و بلندی کو طلب کیا۔ اور خلق خدا پر غلبہ و قہر کیا۔ تو گویا اُس نے اللہ تعالےٰ سے ربوبیّت کا حق چھیننا چاہا۔ اور بلحاظ شیطنت کے یہ ہیں کہ اپنے آپ کو شیطان کے مشابہ بنالیں اور اس کی صفات کے ساتھ متّصف ہو جائیں۔ اور اُسکی صفات یہ ہیں۔ حسد۔ سرکشی۔ حیلہ۔ مکر و فریب و دغا اور نفاق اور معاص اور بدعت و گمراہی کی طرف بلانا وغیرہ وغیرہ۔ اور بہیمیّہ یہ ہیں کہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت پورا کرنے پر حریص ہو یعنی زنا و چوری اور یتیم کا مال کھانے اور حرام کا مال جمع کرنے کی حرص و ہوا غالب ہو۔ اور سبعیہ یہ ہیں غضب اور حقد اور کینہ اور قتل کرنا اور مارنا اور خلق کو ایذا دینا وغیرہ وغیرہ۔ سب سے اوّل جو معاصی انسان پر غالب آتے ہیں۔ وہ بہیمیّہ ہیں۔ جب یہ مضبوط ہو جائیں اور جڑ پکڑ جائیں۔ تو پھر ان پر سبعیہ داخل ہو جاتے ہیں۔ جب یہ قوی ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے رکنے اور

ہٹنے کی کوئی توفیق نہیں ہوتی۔ تو پھر اس پر صفاتِ شیطانی یعنی مکر و فریب وغیرہ غلبہ پانے لگتے ہیں۔ اس کے بعد ربوبیت کے منازعات اس کو آگھیرتے ہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ عظمت میرا ازار اور کبریا میری چادر ہے۔ جس نے ان دونوں میں سے ایک کو مجھ سے چھینا اس کو میں آگ میں داخل کرونگا پھر بلحاظ ضرر و نقصان کے گناہ دو قسم کے ہیں۔ اول کبیرہ جو توبہ سے بخشے جاتے ہیں۔ دوسرے صغیرہ جو نماز وغیرہ سے بخشے جاتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کی حد و تعریف میں لوگوں کا بہت اختلاف ہے بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو محرم ہے وہ کبیرہ ہے لیکن کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے۔ اور چھوٹا یا بڑا ہونا نسبی امر ہے۔ اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ قرآن مجید کی کوئی ظاہر آیت معاصی کے تقسیم ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اللہ تعالٰے نے فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ اور فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ وہ لوگ جو گناہ کبیرہ اور فواحش سے بچتے ہیں مگر تھوڑی سی آلودگی۔ اکثر مفسرین اس بات پر ہیں لمم سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لمم کے معنی ہیں گناہوں کے نزدیک جانا اور پھر گناہ نہ کرنے سے پہلے جلدی ہی اس سے توبہ کرنا اور مڑ جانا اس کا اصل المام ہے اور اس کے معنے اس طرح کرتے ہیں کہ اَلَمَّ فُلَانٌ بِفُلَانٍ اِذَا رَآهُ دِيَارَهُ مُرْتَحِلٌ یعنی چلتے چلتے اس کو دیکھ کر گذر گیا۔ اس لحاظ سے تقسیم صحیح ہے۔ پھر صحابہ اور تابعین نے کبیرہ گناہوں کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ چار ہیں۔ اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سات ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ نو ہیں۔ اور بعض گیارہ بیان کرتے ہیں۔ اور ابو طالب مکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے تمام اقوال سے ان سب کو جمع کیا۔ تو ان میں سے چار کو دل میں معلوم کیا اور وہ یہ ہیں۔ اول اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کرنا۔ دوسرے معصیت پر اصرار کرنا۔ تیسرے اللہ تعالٰے کی رحمت سے ناامید ہونا۔ چوتھے اللہ تعالٰے کے مکر سے امن میں ہونا اور چار زبان میں ہیں یعنی جھوٹی گواہی دینا۔ اور نیکوکار غافلہ مومنہ عورت کو ناحق تہمت لگانا۔ اور یمین غموس یعنی جھوٹی قسم کھانا۔ اور وہ یہ ہے کہ قسم کھانے والا جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے۔ اور اس کا نام غموس اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ ایسی قسم اپنی قسم کھانے والے کو آگ میں جھونک دیگی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ قسم ہے جس سے مومن کا مال تلف ہو خواہ

ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو۔ اور جادو کرنا۔ اور ایک کلام ہے جس میں اللہ تعالے نے تاثیر رکھی ہے۔ کہ جب اس کو استعمال کیا جاوے۔ اس کی وہ بری تاثیر ظاہر ہو جاتی ہے اور تین گناہ پیٹ میں ہیں۔ ایک شراب کا پینا۔ دوسرے یتیم کا مال کھانا۔ تیسرے جان بوجھ کر سود کھانا۔ اور دو گناہ شرمگاہ میں ہیں۔ ایک زنا۔ دوسرے لواطت اور دو گناہ ہاتھوں میں ہیں۔ ایک قتل دوسرے چوری۔ اور ایک گناہ پاؤں میں ہے یعنی میدان جنگ سے بھاگنا۔ اور ایک گناہ تمام بدن میں ہے۔ اور وہ والدین کی نافرمانی ہے۔ اور ان کی نافرمانی یہ ہے کہ اگر والدین کے حق میں بیٹے کو قسم دیں تو وہ اس قسم کو پورا نہ کرے یا اگر اس سے کوئی اپنی حاجت طلب کریں۔ تو وہ اس کو پورا نہ کرے یا اگر والدین بیٹے کو گالی نکالیں تو وہ ان کو مارے۔ یا اگر وہ بھوکے ہوں تو ان کو کھانا نہ دے۔ اور گناہ کبیرہ کی حد میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جس سے اللہ تعالے نے قرآن مجید میں منع فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے۔ اور جس سے رسول اللہ نے منع کیا ہے وہ صغیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس پر اللہ تعالے نے دوزخ کا وعدہ فرمایا ہے وہ کبیرہ ہے۔ اور جس پر باوجود منہی عنہ ہونے کے کوئی وعید یا غضب نہیں آیا وہ صغیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ جس پر شرع میں حد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس پر حد یا کفارہ مقرر ہے وہ کبیرہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی تحریم پر شرائع متفق ہیں وہ کبیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا شمار کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کی تعداد میں کوئی نص وارد ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ تمام معاصی کو برا سمجھیں تاکہ کبیرہ کے ارتکاب کا خوف لگا رہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تمام گناہوں سے بڑا گناہ معلوم ہے۔ اور ان سب سے صغیرہ نامعلوم ہے۔ اور اس مسئلہ کی توضیح اس طرح پر ہے کہ تو شریعت کے اسرار کی طرف نظر کرے اور تو جان لیوے کہ اللہ تعالے نے کتابوں کو نازل فرمایا اور پیغمبروں کو خلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ اس پر ایمان لاویں۔ اور اس کی عبادت کریں جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۔ میں نے جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور بعض نے لیعبدون کے معنی لیعرفون کئے ہیں یعنی تاکہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ اور یہی اصل مقصود ہے۔ پس سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک و کفر کریں۔ اور اس کی کتابوں کو باطل سمجھیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کو ان احکام میں جو وہ اللہ تعالے کی طرف سے لائے ہیں

اور جن کا جاننا اور اُن پر عمل کرنا اعلےٰ درجہ کی عبادت اور معرفت ہے۔ جھٹلائیں۔ اس کے بعد وہ رذائل صفات پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس مقصود کا نقیض ہیں مثلاً اللہ تعالےٰ کے مکر سے بے غم ہونا جو اللہ تعالےٰ کے قہر و غلبہ سے غافل ہونا ہے۔ اور گمراہ کرنے والی بدعتوں کا صادر ہونا جو حقیقت میں اللہ تعالےٰ کی صفات سے جاہل ہونا اور اللہ تعالےٰ کے جلال و تنزیہ کو قرآن مجید میں وارد ہے جھٹلانا ہے۔ پھر اس کے بعد تکبر و عجب پیدا ہوتے ہیں جو گویا اللہ تعالےٰ کے احسان کو فراموش کر دینا ہے۔ اور نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کا ترک کرنا اسی قسم سے ہے۔ کیونکہ اس سے اصل مقصود کے ایک رکن کا ابطال لازم آتا ہے۔ یہی وہ سر ہے جس سے کبیرہ و کبیرہ گناہ معلوم ہو سکتا ہے۔ پھر تو جان کہ کبیرہ گناہوں میں تفاوت ہے۔ اور پھر تجھے یہ بات بھی معلوم ہو جائے۔ کہ فقط ایمان اور عبادت ہی سے اصل مقصود پورا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ نفس اور عقل اور مال کہ جن پر ایمان و عبادت کا مدار ہے سلامت نہ ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ نے مومن اور معاہد کا ناحق قتل کرنا حرام کیا ہے۔ کیونکہ قتل میں وجود کے قطع ہونے کے باعث مقصود کا بطلان ہے۔ اور ضرب یعنی مارنا اور زخم لگانا اور پہلو کا کاٹنا وغیرہ جو قتل تک نوبت پہنچا دیتے ہیں سب اس میں شامل ہیں۔ ہاں لڑائی کرنیوالے کافر کا قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس کے قتل میں مسلمانوں سے ضرر کا دفع کرنا مقصود ہے۔ اور محصن زانی کا قتل بھی جائز ہے تاکہ آئندہ کے لئے فساد بند ہو جائے۔ ایسے ہی جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا قصاص میں قتل کرنا جائز ہے تاکہ آئندہ قتل واقع نہ ہو۔ گو باقصاص کے طور پر قتل کرنے میں قتل کی کمی ہے۔ اور یہی معنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول کے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اے دانا لوگو قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے تاکہ تم بچ جاؤ اور اللہ تعالےٰ نے لواطت کو حرام کیا ہے اس لئے کہ اس سے قطع نسل اور وجود انسانی کا رفع ہونا لازم آتا ہے جو وجود کے قطع ہونے کے قریب قریب ہے۔ اور زنا کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام کیا ہے تاکہ نسبیں خلط ملط نہ ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ میل جول اور رشتہ داری اور میراث منقطع نہ ہو جائے۔ اور لوگوں کے درمیان غیرت کی آگ بھڑک کر قتل اور ہرج تک نوبت نہ پہنچ جائے۔ اور مال کا ناحق لینا اللہ تعالےٰ نے اس لئے حرام کیا ہے کہ اس میں لوگوں کی بہتری اور مصلحت ہے۔ لیکن کسی مال میں

ضرر زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں کم۔ اور جو مال ظاہرا لیا جاوے۔ اس کا تدارک اور فیصلہ بادشاہ یا حاکم کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اور اکثر اس سے اس طرح بھی بچ سکتے ہیں۔ کہ انسان اپنے مال کو محفوظ رکھے لیکن جو مال پوشیدہ یا غلبہ کے ساتھ لیا جاوے۔ اس کا ضرر سب سے بڑھ کر ہے۔ جیسے کہ چوری۔ کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور نہ ہی پتہ مل سکتا ہے۔ تاکہ پورا حق واپس لیا جاوے۔ اور یتیم کا مال کھانا خاصکر اس کے ولی کے لئے ایسا ہی ہے۔ اور جھوٹی گواہی سے کسی کا مال تلف کرنا یا حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال کھا جانا اور سود لینا اور جوا کھیلنا سب اسی قسم سے ہے۔ کیونکہ جوے میں باطل حجت کے ساتھ مسلمان کے مال کو کھاتے ہیں۔ جس کا عوض پورا نہیں دیا جاتا۔ اور غصب یعنی زبردستی کسی کا مال چھین لینا اور امانت میں خیانت کرنا اسی کے متعلق ہے۔ اور کسی کی بےعزتی اور بدنامی کرنا اس واسطے حرام کیا ہے کہ قطع تعلق اور مخالفت تک نوبت نہ پہنچ جائے اور اکثر اوقات اس میں قتل تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ اور تمام مُسکر یعنی نشہ والی چیزوں کا پینا اور کھانا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال سے عقل میں فساد برپا ہوتا ہے۔ جس کے سبب سے انسان شرعی امور کا مکلّف ہے۔ گویا مستی کے وقت یہ بھی قطع وجود کی طرح ہے۔ یہ سب کبیرہ گناہوں کے مراتب ہیں۔ اور جس قدر بڑا گناہ ہوگا۔ اسی قدر ایمان و عبادت کے کم کرنے میں اس کا ضرر ہوگا۔ اور گناہ صغیرہ کا یہ حال ہے کہ مواظبت اور اصرار کے ساتھ وہ بھی کبیرہ ہو جاتے ہیں صغیرہ گناہوں میں سے بعض یہ ہیں۔ بیگانی عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنا اور اس کو شہوت سے ہاتھ لگانا اور اس کا بوسہ لینا اور معاصی کی طلب میں قدم اٹھانا اور شراب اور لہو و لعب کی مجلس میں حاضر ہونا اور مردوں کو ریشمی لباس اور سونے کا پہننا اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پینا اور ناپاک طعام کا کھانا اور بدکاروں کے ساتھ میل جول رکھنا اور اپنی شرمگاہ کو ننگا کرنا۔ یہ سب ایسے گناہ اور معاصی ہیں کہ ان پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ کے قریب ہے جس طرح کہ کسی مباح کھیل پر مداومت کرنا جس میں کچھ فائدہ نہ ہو صغیرہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پس جو شخص تقوےٰ حاصل کرنا چاہے۔ اس کو چاہئے کہ فضول مباحات سے بھی پرہیز کرے۔ تاکہ اس کا نفس مباحات کا عادی ہو کر شہوات کی طرف مائل نہ ہو جائے۔ اور شہوات سے نکلکر شبہات میں اور شبہات میں پڑ کر محرّمات

میں نہ جا پڑے۔ اور گناہ کا پہلا عذاب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے سے دل میں ایسی سیاہی اور غفلت چھا جاتی ہے جو اللہ تعالے کے امر و نہی کی عظمت و حرمت کو دل سے دور کر دیتی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس سے بڑے گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کیچڑ میں پھنس جاوے اور اس پر قیمتی کپڑے ہوں۔ اور ان کو کیچڑ سے بچانے کے لئے اکٹھا کر لے اور ان کو محفوظ رکھے۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ کیچڑ میں گر جائے اور اس کے کپڑوں کو کیچڑ لگ جائے۔ تو پھر وہ ان کو مہمل چھوڑ دیگا اور سب کے سب لتھڑ جاوینگے۔ اور وہ ان کو ہر گز محفوظ نہ رکھ سکیگا۔ اسی واسطے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ طاعت وہی ہے جو طاعت کا اول ثواب ہے اور گناہ وہی ہے جو گناہ کا اول عذاب ہے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ چھ چیزیں جب صغیرہ گناہوں کے ساتھ مل جائیں۔ ان کو کبیرہ کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور جب کبیرہ کے ساتھ مل جائیں۔ ان کو زیادہ بڑا بنا دیتی ہیں۔ اول اصرار یعنی بار بار اسی قسم کے گناہ کرنے کا ارادہ کرنا۔ اسی واسطے فرماتے ہیں کہ گناہ صغیرہ اصرار کے ساتھ صغیرہ نہیں رہتا۔ اور گناہ کبیرہ استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا۔ اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جھوٹوں کی طرح زبان سے استغفار کیا جاوے بلکہ استغفار سے مراد یہ ہے کہ دل کے ساتھ توبہ کی جاوے۔ اور اس پر ندامت حاصل ہو۔ اور دل سے گناہ کی محبت دور ہو جانے کا ارادہ ہو۔ اور اس کے لئے اللہ تعالے کے سامنے زاری اور التجا ہو۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا ہی کبائر کا مرتکب ہونا ہے اور انسان سے کوئی کبیرہ گناہ صادر نہیں ہوتا۔ جبتک کہ پہلے وہ گناہ صغیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ مثلاً زنا متصور نہیں ہوتا جب تک پہلے نظر و لمس وغیرہ کا مرتکب نہ ہوئے دوسرے یہ کہ گناہ کو حقیر اور چھوٹا سمجھے۔ اور جس قدر اس گناہ کو حقیر و صغیر جانیگا اسی قدر اس کی برائی بڑی ہوگی۔ کیونکہ گناہ کو حقیر جاننا اللہ تعالے کے امر کو حقیر جاننا ہے۔ اور گناہ کو بڑا جاننے میں اللہ تعالے کے امر کی بڑائی اور عظمت ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ مومن اپنے گناہ کو اس طرح دیکھتا ہے۔ گویا ایک پہاڑ اس کے سر پر گرا چاہتا ہے اور منافق اپنے گناہ کو اس مکھی کی طرح جانتا ہے جو اس کے چہرہ پر بیٹھی ہو۔ جس کو وہ جھٹ اڑا دیتا ہے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کا یہ کہنا کہ جو گناہ میں نے

کیا ہے وہ اسی جیسا ہے۔ گناہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی۔ کہ ہدیہ کی کمی کی طرف نہ دیکھ بلکہ اس بڑائی کی طرف دیکھ جس کی طرف تو ہدیہ لے جا رہا ہے۔ اور خطا کو چھوٹا نہ دیکھ بلکہ اس ذات کی بلندی اور کبریا کی طرف دیکھ۔ جس کے تو روبرو ہونے والا ہے۔ اور حضرت ابوسعید خدری رح فرماتے ہیں کہ تم ایسے ایسے عمل کرتے ہو۔ جو تمہارے نزدیک بال سے زیادہ باریک ہیں۔ لیکن ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ان کو مہلکات سے شمار کرتے تھے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال و رعب و داب ہر وقت چھایا رہتا تھا۔ تیسرے گناہ پر خوش ہونا۔ کیونکہ جس قدر گناہ پر خوش ہوں اسی قدر دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے گناہ سے توبہ کی اور چند سال خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہا۔ پھر ایک پیغمبر کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ میرے لئے دعا کرو تاکہ خدا تعالیٰ میری توبہ کو قبول فرمائے اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ اگر تو تمام زمین و آسمان والوں کو ساتھ لیکر بھی اس کی سفارش کریگا۔ تو بھی قبول نہ ہو گی۔ جب تک کہ گناہ کی لذت و حلاوت اس کے دل میں ہے۔ اور عاصی و بدکار کی مثال اس شخص کی سی ہے جس پر دشمنوں نے غلبہ پاکر اس کو آگ میں ڈال دیا ہو۔ اور اس کو اس میں اپنے ہلاک ہونے کا خوف نہ ہو۔ اس کو تو لازم ہے کہ اس پر غم و افسوس غالب ہو۔ اس کا یہ خوش ہونا پہلے درجہ کی جہالت ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گناہ پر خوش ہو۔ وہ اس مریض کی طرح ہے جو اپنے دوائی کے برتن کو اس کراہت کے باعث کہ اگر میں اس کو استعمال کرونگا۔ تو مجھے شفا کی امید نہیں توڑ کر خوش ہوتا ہے، چوتھی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے جاننے میں جو اس پر پردہ ڈالتا اور اس کو مہلت دیتا ہے جتنے کہ دنیا میں اس پر عذاب نازل نہیں کرتا سستی اور غفلت کرتا ہے۔ اور نہیں ڈرتا کہ اس کی یہ پردہ پوشی ایک قسم کی سزا ہے۔ اور یہ مہلت دینا اس لئے ہے۔ کہ گناہ زیادہ بڑھ جائیں اور اسی دھوکے پر اس کو دنیا سے اٹھائیگا۔ پانچویں یہ کہ گناہ کر کے اس کو کھلم کھلا ظاہر کرنا اور فخر کے ساتھ لوگوں میں اس کا بیان کرنا۔ اس میں بارگاہ الٰہی کے سامنے بڑی گستاخی اور بے ادبی اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی بے حرمتی ہے۔ کیونکہ نیکی کو

ظاہر کرنا اور برائی کو چھپانا اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت ہے۔ اور گناہ کے ظاہر کرنے میں
اس امر کی تحریک ہے کہ سننے والے بھی اسی گناہ پر آمادہ ہوں۔ اور خبر میں ہے۔ کہ
اور سب لوگ معاف کیئے جاوینگے۔ مگر اپنے گناہ کو کھلم کھلا اور ظاہر کرنے والے معاف
نہ کیئے جاوینگے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ گناہ نہ کر۔ اور اگر تو کرے تو کسی اور کو
اُس پر ترغیب نہ دے۔ کیونکہ دو گناہ تیرے ذمے ہونگے۔ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے
اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
یعنی منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو بُرائی کا حکم کرتے اور بھلائی سے منع کرتے
ہیں اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ ایک مومن کا دوسرے مومن کی بے حرمتی کرنا اُس کو
اللہ تعالےٰ کی معصیت پر مدد دینے سے زیادہ گناہ ہے۔ چھٹے یہ کہ گناہ کرنے والا
ایسا عالم ہو جس کی لوگ اقتدا کرتے ہوں۔ جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ جس
نے کوئی بُری سنت جاری کی اُس پر اس کا اور اُس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا۔
اور ان کے گناہوں میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا
وَآثَارَهُمْ۔ اور آثار سے وہ عمل مراد ہیں جو عمل کے بعد باقی رہتے ہیں۔ اور حضرت
ابن عباس رضہ فرماتے ہیں۔ کہ اس عالم کے لئے اُس کے تابعداروں سے ہلاکت ہے
جو لغزش کر کے خود تو اس سے توبہ کرلے۔ لیکن اس کے تابعدار لوگ اُس پر عمل کر کے
اطراف میں چلے جاویں۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ عالم کا حال کشتی کی طرح ہے
کہ جب وہ غرق ہو جاتے تو کشتی والے بھی غرق ہو جاتے ہیں۔ اور روایت ہے کہ
بنی اسرائیل کا ایک عالم کسی بدعت کا بانی رہا۔ پھر اس نے اس سے توبہ کی۔ اور
بہت مدت تک اسکی اصلاح میں کوشش کرتا رہا۔ تو اللہ تعالےٰ نے انبیاء بنی
اسرائیل میں سے ایک نبی کی طرف حکم بھیجا۔ کہ اس عالم کو کہدو کہ اگر تیرا یہ گناہ صرف
میرے اور تیرے درمیان ہوتا تو میں معاف کرتا اور بخش دیتا۔ لیکن ان لوگوں کا
کیا حال ہوگا۔ جن کو تو نے گمراہ کر دیا۔ اور تیرے گمراہ کرنے کے باعث میں نے ان
کو دوزخ میں داخل کر دیا۔ اور جس طرح برائیوں میں عالم کا گناہ زیادہ ہے اسی طرح
طاعات میں بھی اس کا اجر بڑھ کر ہے۔ اور ایک با اسناد حدیث میں رسول اللہ م
سے ہم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فقہاء پیغمبروں

کے امین ہیں۔ جب تک کہ دنیا کو طلب نہ کریں اور بادشاہوں کی تابعداری نہ کریں۔ لیکن جب وہ ایسا کریں تو تم ان سے بچو۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے کسی گناہ سے توبہ کی۔ اور سات دفعہ اس کے ترک کرنے پر اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ اس گناہ سے اس کو ہٹا دیتا ہے۔ اور جس نے گناہ سے توبہ کی۔ اور سات سال تک اس کو ترک رکھا۔ اللہ تعالےٰ اُس کی شہوت کو اس کے دل سے دور کر دیتا ہے۔ اور خواجہ حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر مومن گناہ نہ کرتا۔ تو ہوا میں اُڑتا پھرتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اُس کو گناہ میں غرقاب کر دیا ہے۔ اور نیز حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ کہ بندے اور اللہ کے درمیان معاصی کی حد ہے۔ جب بندہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے جس سے پھر اس کو نیکی کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ اور حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے خضرع سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان غیب کی باتوں پر جو آپ نے بتلائی ہیں۔ کس عمل کے باعث اطلاع بخشی انہوں نے جواب دیا۔ اس سبب سے کہ میں نے اللہ تعالےٰ کی خاطر معاصی کو ترک کر دیا۔ اور روایت ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام ایک دن سیر کر رہے تھے۔ اور ہوا ان کے تخت کو اٹھائے ہوئے تھی۔ اسی اثنا میں سلیمان ع نے اپنے کپڑے پر نظر کی اور اس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ اس بات سے ہوا نے ان کو نیچے رکھ دیا اور کہا کہ جب تک تو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرتا رہا میں بھی تیری اطاعت کرتی رہی۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یعقوب ع کی طرف وحی کی کہ اے یعقوبؑ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے اور تیرے بیٹے کے درمیان کیوں جدائی ڈالی۔ عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا کہ تمہاری اس بات کے کہنے سے جبکہ تم نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے۔ اور تم اس سے غافل پڑے رہو۔ تم کو بھیڑئے کا خوف یاد آ گیا اور میری امید و رجا بھول گئے۔ اور تم نے ان کے بھائیوں کی غفلت پر نظر کی اور میری حفاظت کی طرف نہ دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم نے قربانی کی تھی اور تمہارے پڑوس میں یتیم تھے۔ ان کو تم نے نہ کھلایا۔ اس کے بعد حضرت یعقوب ع صبح و شام کے وقت پکارا کرتے کہ جو شخص کھانا کھانا چاہتا ہے۔ وہ آل یعقوبؑ کی طرف آ جائے۔ اسی واسطے بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو۔ اس کو اُس کے مقابلہ میں اسی قسم کی بھلائی اور نیکی کرنی چاہئے۔ اور حدیث میں ہے

کہ بندے پر اس کے گناہوں کے سبب اسباب تنگ ہو جاتے ہیں۔ اور روایت ہے۔ کہ جس وقت کوئی شخص گناہ کرتا ہے۔ اس وقت اُس کی عقل اس سے نکلجاتی ہے۔ اور پھر اس کی طرف کبھی نہیں آتی۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ کسی شخص کو قرآن مجید نہیں بھولتا جب تک اس سے کوئی گناہ صادر نہ ہو۔ اور بعض سلف فرماتے ہیں کہ لعنت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ منہ کالا اور مال کا نقصان ہو۔ بلکہ یہ ہے کہ تو ایک گناہ سے نکلنے نہ پائے۔ کہ اس جیسا یا اس سے بڑا گناہ اور کر دیوے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ بدکار کا عذاب یہی ہے کہ صالحین کے دل اُس کو دشمن جانتے ہیں۔ اور حضرت جنید رح کے یاروں میں سے ابی عمرؒ بن علوان کی نسبت حکایت کرتے ہیں۔ اُس نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ رقہ میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے جماع کی خواہش غالب ہوئی۔ حتے کہ اسی فکر و سوچ میں مجھے غسل کی حاجت ہو گئی۔ اس واقعہ کے بعد میرا تمام جسم سیاہ ہو گیا۔ اور تین دن تک گھر میں چھپا رہا اور پوشیدہ ہی پوشیدہ حمام میں جاکر صابون کے ساتھ اپنے بدن کو دھوتا مگر جوں جوں دھوتا تھا اُس کی سیاہی بڑھتی جاتی تھی۔ پھر وہ سیاہی تین دن کے بعد خود بخود دور ہو گئی۔ اُس کے بعد حضرت جنید رح نے میری طرف پیغام بھیجا۔ اور وہ اس وقت بغداد میں تھے۔ جب میں حاضر ہوا۔ تو فرمانے لگے۔ تجھ کو اللہ تعالےٰ سے حیا نہ آیا۔ کہ ایک شہوت نے تجھ پر ایسا غلبہ پایا کہ اس نے تجھ کو اللہ تعالےٰ کے دربار سے نکال دیا اگر میں تیرے لئے دعا نہ کرتا اور تیری طرف سے توبہ نہ کرتا تو اسی رنگ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے سامنے جاتا ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں کہ گناہ کے سوا کسی سے کوئی نماز باجماعت فوت نہیں ہوتی۔ اور تہمیں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ادنےٰ معاملہ جو میں اپنے بندے کے ساتھ کرتا ہوں جبکہ وہ میری طاعت پر شہوت کو اختیار کر لیتا ہے یہ ہے کہ میں اُس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ اور حضرت فضیل رح فرماتے ہیں۔ کہ زمانہ کے تغیر اور دوستوں کی جفا سے جو کچھ بُرائی تجھے پہنچی ہے۔ وہ سب تیرے گناہوں کی وجہ تجھے پہنچی ہے اور اللہ تعالےٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں میں سے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور تمام بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ جو شخص میری اطاعت بجا لاتے ہیں ان کو اس پر مہربان کر دیتا ہوں۔ اور جو کوئی میری نافرمانی کرے ان کو اس کا دشمن بنا دیتا ہوں۔ پس تم اپنے دلوں کو بادشاہوں کے برا بھلا کہنے کی طرف نہ لگاؤ۔ بلکہ تم میری

طرف توبہ کرو تاکہ میں اُن کو تم پر مہربان کردں۔ اور حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے طاعت کا امر کیا ہے اور اس پر اعانت فرمائی ہے اور اس کے ترک کرنے میں کوئی عذر نہیں چھوڑا۔ اور معصیت سے منع کیا ہے۔ اور اس سے بے پروائی ظاہر فرمائی ہے اور اُس کے اختیار کرنے میں کوئی حجت نہیں چھوڑی۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ کو پہچان کر پھر میری نافرمانی کرتا ہے۔ میں اُس پر ایسا شخص حاکم بناتا ہوں۔ جو مجھ کو نہیں جانتا۔ اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں۔ کہ خلقت کے اعمال ایسے نہیں ہیں کہ اس کو راضی کریں یا غضب میں لائیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جن لوگوں پر وہ راضی ہے ان کو رضا کے اعمال کی توفیق دی ہے۔ اور جن لوگوں پر وہ غضبناک ہے۔ اُن کو غضب کے اعمال میں لگا دیا ہے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بغیر مال کے دولتمندی اور بغیر سلطنت کے ہیبت اور بغیر قبیلہ کے عزت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرے کیونکہ اللہ تعالےٰ سوائے اپنے نافرمان کے کسی کو ذلیل و خوار نہیں کرتا۔ اور ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے مغفرت ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے حیاء بھی مجھے اپنے کئے پر غمناک کردیگا۔ اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں اللہ تعالےٰ کی طاعت کرتے کرتے دوزخ میں چلا جاؤں۔ تو میرے نزدیک اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ اس کی نافرمانی کرکر جنّت میں داخل ہوں۔ اور حضرت صالح بن عبدالجلیل رح فرماتے ہیں کہ اطاعت کرنیوالے لوگ دُنیا اور آخرت کی پاکیزہ اور لذیذ زندگی حاصل کرکے چلے گئے۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کہ تم دنیا میں میری خلقت سے مُنہ موڑ کر میرے ساتھ راضی رہے اور اپنی خواہشوں پر میری تابعداری کو پسند رکھا۔ آج کے دن تم میری کرامت سے خوش ہوجاؤ۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ میں نے جنت کو تمہارے ہی لئے بنایا ہے۔ اور رسول اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچو۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے۔ جو کسی وادی میں اُترے ہوئے ہوں۔ اور اُن میں سے ہر ایک شخص ایک ایک لکڑی جمع کرکے اپنی روٹیاں پکالیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ جو شخص چاہتا ہے۔ کہ عابد مجتہد سے سبقت

لے جائے اس کو چاہئے کہ اپنے نفس کو گناہوں سے روکے۔ کیونکہ ترک گناہ سے زیادہ بہتر کسی چیز کے ساتھ تم خدا تعالےٰ سے نہ مل سکو گے۔ اور ابو عاصم انطاکی فرماتے ہیں۔ کہ ایک برائی کا ترک کرنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہزار نفلی حجوں سے افضل ہے۔ اور حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم شیطان سے ڈر۔ کیونکہ وہ پرانا ہے اور تو نیا ہے اور وہ فارغ ہے اور تو مشغول۔ اور اس کی ہمت ایک ہی تھی۔ جو اس کی ہلاکت کا موجب ہو گئی۔ در تیری ہمتیں بہت ہیں۔ اور شیطان تجھے دیکھتا ہے اور تو اس کو نہیں دیکھ سکتا اور تو اس کو بھول گیا ہے لیکن وہ تجھے نہیں بھولا۔ اور تیرا نفس اس کا معاون ہے۔ اور اس کا نفس تیرا معاون نہیں ہے۔ اور جو حرص و ہوا کا مغلوب ہوا۔ وہ رسوا و خوار ہوا۔ اور عامر بن عبداللہ بن قیس فرمایا کرتے تھے۔ الہیٰ تو نے میرے دشمن کو میرے ساتھ اس طرح پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میرے خون کے ساتھ ساتھ میری رگ و ریشہ میں چلتا ہے۔ اور وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور پھر تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ گناہ سے ہٹا رہ۔ بھلا میں کس طرح ہٹ سکوں جب تک تو مجھے نہ ہٹائے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سخت بیماری لگ گئی جس نے مجھے نہایت ہی دردناک کر دیا۔ اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ پس میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ اے محمد بن ادریس اس طرح کہہ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّنَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَةٍ۔ یا اللہ میں اپنی جان کے لئے ضرر و نفع و موت و حیات و نشور کا کچھ بھی مالک نہیں ہوں اور نہ کسی چیز کے لینے کی طاقت رکھتا ہوں سوائے اس چیز کے جو تو نے مجھے عطا کی ہے۔ اور نہ میں بچ سکتا ہوں جب تک تو نہ مجھے بچا دے۔ یا اللہ تو عافیت کی حالت میں مجھے اس قول و عمل کی توفیق دے جس کو تو چاہتا اور پسند کرتا ہے۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اسی طرح کہا اور اسی دن اللہ تعالےٰ نے مجھے شفا بخشی۔

زمین کی کوئی قربانی جب تک کہ اس پر میرا نام نہ لیا جاوے۔ مجھ تک نہیں پہنچتی۔ اور اپنے ہمسایہ کی عورت سے بیوفائی مت کر یعنی زنا نہ کر کیونکہ اس امر کو میں بہت برا گناہ جانتا ہوں۔ اور لوگوں کے لئے بھی اسی بات کو پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور ان کے لئے بھی اس بات کو برا سمجھ جس کو تو اپنی جان کے لئے برا سمجھتا ہے۔ یہ سب امور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کی اس آیت میں جمع ہیں۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ الخ اور ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جب موسےٰ ع میقات کی طرف چلے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ ہدایت۔ فرمایا۔ اے موسیٰ تم نے اس کو پالیا ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ کونسا بندہ تجھے زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا وہ شخص جو مجھے یاد کرتا ہے اور کبھی نہیں بھلاتا۔ پھر عرض کیا کہ زیادہ منصف بندہ تیرا کون ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ شخص جو میرے حق کو ادا کرتا ہے اور حرص و ہوا کے تابع نہیں ہوتا۔ پھر عرض کیا تیرا کونسا بندہ زیادہ علم والا ہے۔ فرمایا کہ وہ شخص جو لوگوں سے علم کو اپنے عمل کے لئے حاصل کرتا ہے۔ تاکہ کوئی ایسی بات سنے جس سے اس کو ہدایت حاصل ہو۔ یا اس کو بری بات سے رد کرے۔ اور ابن مسعود رض فرماتے ہیں۔ کہ موسےٰ نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور پوچھا کہ یا اللہ یہ کون شخص ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہ میرا بندہ ہے جو لوگوں کے فضل و مال پر جو میں نے ان کو دیا ہے حسد نہیں کرتا۔ اور اپنے والدین سے احسان کرتا ہے۔ اور لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی چغلی نہیں کرتا۔ موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ کونسا عمل تجھے زیادہ پسند ہے تاکہ میں اس پر پابند ہوں۔ فرمایا مجھے یاد کر اور مجھے نہ بھلا۔ پھر عرض کیا کہ تمام بندوں میں سے نیک عمل والا شخص کون ہے۔ فرمایا کہ وہ شخص جو زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ اور اس کا دل بدکاری نہ کرے۔ اور اس کی شرمگاہ زنا نہ کرے وہی اچھے خلق والا مومن ہے۔ پھر عرض کیا۔ کہ یا اللہ سب سے زیادہ بدکار شخص کون ہے فرمایا کہ وہ بدخلق فاجر جو رات بھر مردار کی طرح پڑا رہتا ہے۔ اور دن بھر مکر و فریب میں گزار دے۔

کسی مرید نے اپنے شیخ کی خدمت میں اس امر کی شکایت کی۔ کہ مجھے نیند بہت

آتی ہے۔ تو شیخ نے جواب دیا۔ کہ رات اور دن میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بیدار دلوں پیاس کی معرفت کی ہوا کے جھونکے پہنچتے رہتے ہیں۔ اور خفتہ دل ان سے محروم رہتے ہیں۔ پس ان نفحات کے لئے اپنے دلوں کو بیدار رکھو۔ اس مرید نے عرض کیا کہ لے استاد آپ نے مجھے وہ نصیحت کی ہے کہ میں دن رات میں نہ سویا کرونگا۔

اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہیں کہ حامل قرآن کے لئے لازم ہے کہ وہ پہچانا جاوے اپنی رات کے ساتھ جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اور اپنے دن کے ساتھ جبکہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں زیادتی کرتے ہوں اور اپنے غم کے ساتھ جبکہ لوگ خوش ہوتے ہوں اور اپنے رونے کے ساتھ جبکہ لوگ ہنستے ہوں اور اپنی خاموشی کے ساتھ جبکہ لوگ بیہودہ گفتگو میں مشغول ہوں۔ اور اپنے خشوع کے ساتھ جبکہ لوگ اکڑتے ہوں اور حامل قرآن کے لئے لازم ہے کہ حوصلہ والا اور نرم اور بردبار ہو۔ اور جفاکار اور ریاکار اور چلانے والا اور تند خو اور درشت نہ ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصایا میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے اول غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ اور فراغت کو شغل سے پہلے اور دولتمندی کو محتاجی سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔ اور حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے لڑکے یا اے میرے بیٹے کیا میں تجھے ایسی باتیں نہ بتاؤں جن کا تجھے اللہ تعالےٰ نفع دیوے میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا تو اللہ تعالےٰ کی حفاظت کر اللہ تعالےٰ تیری حفاظت کریگا۔ تو اللہ کی حفاظت کر تو ہر حال میں اللہ تعالےٰ کو اپنے سامنے پاویگا۔ تو اللہ تعالےٰ کو خوشحالی میں پہچان وہ تجھے تنگ حالی میں پہچانیگا۔ اور جب تو پکارے تو اللہ تعالےٰ کو پکار۔ اور جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالےٰ سے مانگ۔ کیونکہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ وہ پہلے ہی سے قلم نے لکھدیا ہے۔ اگر تمام مخلوقات جمع ہو کر تجھے کسی طرح کا نفع پہنچانا چاہیں جو خدا کی طرف سے تیرے مقدر میں نہیں ہے۔ تو ہرگز کسی طرح کا نفع تجھے نہ پہنچا سکینگے۔ اور اگر تجھے ضرر دینا چاہیں۔ جو خدا نے تیری قسمت میں نہیں کیا۔ تو ہرگز تجھے کسی قسم کا ضرر نہ دے سکیں گے۔ اور یقینی طور پر شکر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے لئے نیک عمل کر اور جان لے کہ صبر میں

جس کو تو بُرا جانتا ہے بہت بھلائی ہے۔ اور صبر کے ساتھ فتح اور مصیبت کے ساتھ کشایش اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی منزلہ کتابوں میں سے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم میں نے تجھے اس لئے پیدا نہیں کیا کہ میں تجھ سے فائدہ اُٹھاؤں بلکہ اس لئے کہ تو مجھ سے فائدہ حاصل کرے۔ تجھے لازم ہے کہ تمام چیزوں کے بارے مجھے اپنا دوست بنائے۔ کیونکہ میں تیرے لئے سب چیزوں سے بہتر ہوں۔ اور حضرت عیسےٰ ؑ نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ اگر تم میرے یار اور بھائی ہو۔ تو تم اپنے نفسوں کو لوگوں کی دشمنی اور بغض پر برانگیختہ نہ کرو۔ میں تم کو اس واسطے علم سکھاتا ہوں کہ تم عمل کرو اور اس واسطے نہیں سکھاتا تاکہ تم فخر و غرور کرو۔ جب تک کہ تم ان باتوں پر جن کو تم بُرا جانتے ہو صبر نہ کرو گے۔ تب تک اپنی امیدوں کو نہ پاؤ گے۔ اور جب تک اپنی خواہشات کو ترک نہ کرو گے۔ تب تک اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو گے۔ جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو بیہودہ نظر سے بچاؤ۔ کیونکہ اس سے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی نظر والے کے لئے فتنہ ہی کافی ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کی آنکھ اُس کے دل میں لگی ہو۔ اور اس کا دل اُس کی آنکھ کی طرف نہ لگا ہو۔ اور ابن شبرمہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو بیماری کے ڈر کے مارے کھانے اور پینے میں تو پرہیز کرتا ہے لیکن دوزخ کے ڈر کے مارے گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ اور سلیمان بن عبد الملک جب خلیفہ ہوا۔ تو ایک دفعہ ابو حازم رح اُس کے پاس آئے۔ سلیمان بن عبد الملک نے شیخ ابو حازم کو کہا کہ ہم موت کو کیوں بُرا جانتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا۔ اس لئے کہ تم نے دنیا کو آباد کیا۔ اور آخرت کو اُجاڑ دیا۔ اس لئے تم آبادی کو چھوڑ کر اُجاڑ کی طرف جانا نہیں چاہتے۔ پھر خلیفہ نے پوچھا کہ آپ بتلائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے کس طرح حاضر ہونا ہوگا۔ فرمایا اے امیر المومنین نیکوکار آدمی اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح آویگا۔ جیسے کہ کوئی غائب اپنے اہل و عیال کی طرف خوشی خوشی آتا ہے۔ اور بدکار آدمی اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح آئیگا جس طرح کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا اور غم کرتا ہوا آتا ہے پھر عرض کی کہ کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا کہ فرائض کا ادا کرنا اور محرمات سے پرہیز کرنا پھر عرض کیا کہ کونسی دعا افضل ہے۔ فرمایا کہ مصیبت زدہ شخص کی دعا اس شخص کے حق میں جو اس سے ساتھ احسان کرے۔ پھر عرض کی کہ کونسا صدقہ زیادہ پاک کرنیوالا ہے۔ فرمایا کہ مفلس کنگال

کا جو بلا منت و تکلیف ہو۔ پھر عرض کیا۔ کہ کونسا شخص زیادہ عادل ہے فرمایا کہ وہ شخص جو ایسے آدمی کے سامنے حق بات کہے۔ جس سے لوگ ڈرتے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ سب سے زیادہ دانا شخص کون ہے فرمایا۔ کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طاعت بجا لائے۔ اور لوگوں کو بھی اس طرف رہنمائی کرے۔ پھر عرض کی کہ سب سے زیادہ جاہل شخص کون ہے۔ فرمایا۔ کہ وہ شخص جو آخرت کو دُنیا کے عوض بیچ ڈالے۔ پھر عرض کیا کہ مجھے کچھ اور نصیحت کرو مگر مختصر فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کو پاک و بزرگ جان اور سمجھ لے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جہاں سے اُس نے تجھے منع کیا ہے اور تجھے پاتا ہے۔ جہاں کہ تجھے حکم دیا ہے۔ یہ سُن کر امیر المومنین رو پڑا۔ اور اُس کے ہمنشینوں میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ تو نے امیر المومنین کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ ابو حازم رحمہ نے فرمایا۔ چپ رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء سے وعدہ لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق حق بیان کریں۔ اور اس کو نہ چھپائیں۔ یہ کہہ کر ابو حازم رحمہ وہاں سے چلے گئے امیر المومنین نے اُن کی خدمت میں کچھ مال بھیجا۔ لیکن اُنہوں نے واپس پھیر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ جب میں اس مال کا تمہارے پاس ہونا پسند نہیں کرتا۔ تو پھر میں کس طرح تم سے لیلوں اور عامر بن عبداللہ بن قیس فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا چار چیزیں ہیں۔ مال اور عورتیں اور کھانا اور سونا ان میں سے مال اور عورتوں کی تو مجھے حاجت نہیں ہے۔ اور کھانے اور سونے کو بھی حتی المقدور اپنے آپ سے روکونگا۔ اور تمام غموں کا ایک ہی غم بناؤنگا۔ اور ابو درداؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر دنیا میں تین چیزیں نہ ہوتیں تو میں ایک دم بھی اس میں رہنا پسند نہ کرتا گرم دوپہر کی سخت پیاس اور اندھیری رات کا سجدہ اور ان لوگوں کی مجلس جو پاکیزہ کلام کو اس طرح چن لیتے ہیں جیسے کہ کھجوروں میں سے عمدہ عمدہ کھجوریں چُن لیتے ہیں"۔ اور کسی مجتہد کو لوگوں نے کہا کہ تو اپنے بدن کو اس قدر کیوں تکلیف دیتا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اس سے میں اس کی عزت و کرامت زیادہ کرتا ہوں۔ پس اے نافرمانی پر مداومت کرنیوالے وہ وقت کب آویگا۔ جبکہ لوگ کہینگے۔ کہ فلاں شخص نے توبہ کی تیرے گناہوں کی کثرت تجھ کو توبہ سے نہیں روکتی۔ اخلاص دل سے توبہ کر اور اپنے اللہ سے مغفرت مانگنے میں جلدی کر کسی صالح شخص نے اپنے غلام کو مرتے کے وقت کہا۔ کہ مجھے مزبلہ پر پھینک دو تاکہ میں وہاں مروں شاید میرا مولےٰ میری اس ذلت و خواری کو دیکھ کر مجھ پر رحم فرماوے پس اے وہ شخص کہ جس کا دل طاعت کی طرف مائل ہے۔ ذرا اپنے گذشتہ ضائع

ہوئے ہوئے وقت کی طرف بھی نظر کر۔ ہمارے لئے تیری جدائی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اب ہمارے جنگل میں آجا اور ان لوگوں کے ساتھ جو ہمیں پکارتے ہیں۔ ہم کو پکار اور ہماری محبت کے سوا کوئی مذہب اختیار نہ کر۔ صبح کا قیام تجھے وحشت میں ڈالتا ہے۔ اور ان کے روزوں کی نسبت تجھ سے سوال کیا جاویگا۔ اور وصال کی راتیں تجھے عتاب کرتی ہیں۔ کیا تجھے ہجر تکلیف نہیں دیتا یا تو وصل کا مشتاق نہیں ہے۔ دوستوں کی جدائی مہلک مرض ہے۔ لوگوں سے زیادہ راستہ کا واقف وہ شخص ہے۔ جو اس پر چلا ہو۔ جب تو مکہ کی منزلوں کا ذکر کرتا ہے تو حاجی لوگ خوش ہوتے ہیں۔ جب آدمؑ نے جنت کا آرام اور مناجات کی لذت حاصل کر کے پھر ہاتھ سے کھودی۔ تو ان کے آنسو نہر کی طرح بہنے لگے۔ شعر

عُوْدُوْا لِي الْوِصَالَ وَالْوَصْلُ عَذْبٌ ‏ وَرَمَوْنِيْ بِالْهَجْرِ وَالْهَجْرُ صَعْبٌ

لَا وَحَقِّ الْخُضُوْعِ عِنْدَ اللِّقَاءِ ‏ لَيْسَ لِلْقَوِيِّ عَلَى التَّبَاعُدِ قَلْبٌ

(ترجمہ) مجھ کو انہوں نے وصل کا وعدہ دیا اور وصل نہایت ہی شیریں ہے۔ اور مجھے انہوں نے جدائی میں پھینک دیا۔ اور ہجر نہایت دشوار ہے + نزدیکی کے وقت مجھے خضوع کی قسم ہے کہ جدائی پر دل ہرگز قوت نہیں پاتا +

حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ اے رب اگر میں توبہ کروں اور نیک بن جاؤں تو کیا پھر مجھے تو جنت میں لیجاویگا۔ فرمایا کہ ہاں۔ اس سے ان کے دل کو تسکین ہوگئی۔ شعر

فَيَا لَيْتَنَا نَرْجِعُ لِوِصَالِكُمْ ‏ فَرُدُّوْا لَنَا ذَاكَ الْوِصَالَ كَمَا كَانَا

وَكُنَّا نُخْفِيْ لِذَا الذُّلِّ مِنْكُمْ ‏ وَنَكْتُمُ مَا نَلْقٰى فَبَانَ مَا بَانَا

(ترجمہ) ہم کو تمہارے وصال کا رجوع پسند ہے۔ اس اس وصال کو جیسے کہ پہلے تھا ہمارے لئے واپس لاؤ۔ اور ہم تمہارے نزدیک اپنے عشق اور ہجر کی تکلیف کو چھپاتے تھے بلکہ اب جو کچھ ظاہر ہونا تھا ہوگیا + اور کچھ آدمی کرز بن وبرہ کے پاس آئے۔ اور ان کو روتے دیکھ کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ جواب دیا کہ آج رات کی نماز میں نے نہیں پڑھی۔ اور یہ کسی گناہ کی شامت سے ہے جو مجھ سے صادر ہوا ہے۔ ہائے اس شخص کا حال کیسا ہی افسوسناک ہے جو ہجر اور جدائی میں مبتلا ہو۔ اور وہ شخص کیسا ہی بدنصیب ہے جو قرب اور وداد سے محروم ہو۔ خدا تعالے نے حرمان وتنا ابدی کو ہمارے نصیب نہ کرے۔ اور گزشتہ گناہوں کے بدلے ہم کو اپنے دربار سے نہ ہٹائے۔ وہی

غفور ورحیم اور رؤف اور حلیم اور منّان ہے ؛

ماہ رجب کا بیان اور اُسکی فضیلت

ماہ رجب اللہ تعالےٰ کا مہینہ ہے اس مہینے میں توبہ کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور عمل کرنیوالوں پر قبولیت کے انوار کا فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ مہینہ ان بزرگ مہینوں میں سے ہے جن کا اللہ تعالےٰ نے بڑا قدر و مرتبہ بیان فرمایا ہے۔ ایک الگ مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ یعنی بارہ مہینوں میں سے چار مہینے نہایت بزرگ ہیں۔ اور اُن کی حرمت کی تاکید سے مراد یہ ہے۔ کہ اگر ان میں کوئی نیک کام کیا جاوے تو اس کا ثواب دُگنا تگنا ہوتا ہے اور اگر کوئی بُرا کام کیا جاوے۔ تو اس کا گناہ بھی بڑھ کر ہوتا ہے ۔ اور وہ بزرگ مہینے یہ ہیں۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب۔ ان میں سے پہلے تین ایک دوسرے کے بعد متصل ہیں ۔ اور رجب ان سے الگ ہے۔ اور اس کو اصم کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اس لئے کہ اس میں لڑائی کا آواز سُنائی نہ دیا کرتا تھا۔ اور جاہلیت میں اس کی بڑی عزت و حُرمت کرتے تھے۔ اور اس میں لڑائی سے باز رہتے تھے۔ اور ان کی دعائیں اس مہینے میں قبول ہو جایا کرتی تھیں۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا۔ اور آپ نے واقعہ بدر سے دو مہینے پہلے اپنا ایک سریہ بطن نخل کی طرف بھیجا۔ اور ان کو کہا کہ تم کو ایک قریش کا قبیلہ ملیگا۔ اُس کو ضرور پکڑ لینا۔ اُس وقت جُمادی الاُخریٰ کا آخیر تھا۔ اسی اثنا میں رجب کا ہلال بھی چڑھ گیا لیکن ان کو معلوم نہ ہوا۔ اور رجب کی پہلی تاریخ میں مشرکوں کے ساتھ لڑائی کی اور ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ اور غنیمت کا بہت سا مال لیکر مدینہ کی طرف واپس آگئے۔ اس کے بعد مشرکوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ اور اس پر مسلمانوں کو عار دلائی اور کہلا بھیجا کہ تم نے شہر حرام میں لڑائی کو جائز و حلال کر دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (یعنی ماہِ رجب میں لڑائی کرنے کی نسبت آپ سے پوچھتے ہیں) قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ (کہ یا رسول اللہ اس میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے) وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ (یعنی مشرکوں کو کہدو کہ اللہ

کے رستہ سے بند کرنا اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور مسجد حرام کے ساتھ کفر کرنا اور وہاں کے رہنے والوں کو اس سے تکلیف دیکر نکالنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک ماہ رجب میں لڑائی کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے) پھر اس کے بعد ماہ رجب میں لڑائی کا حرام ہونا اس آیت سے منسوخ ہوگیا۔ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (مشرکوں کو جہاں دیکھو وہیں قتل کر دو) اور صرف طاعت کے اجر اور بُرائی کی سزا کے زیادہ ہونے میں اُس کی حرمت و فضیلت باقی رہ گئی۔ اور لفظ رجب ترجیب سے مشتق ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اور روایت ہے کہ ان چاروں بزرگ مہینوں کے ایک دن کا روزہ دوسرے مہینوں کے تیس دن کے روزہ کے برابر ہے۔ اور ماہ رمضان کے ایک دن کا روزہ ان چار مہینوں کے تیس روزوں کے برابر ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ جب جاہلیت میں لوگ اس مہینے میں اپنی زبانوں کو بند کرتے اور لڑائی کرنے سے باز رہتے تھے۔ تو پھر مسلمان کیونکر اپنی زبانوں کو دوسروں کی عزت سے نہ روکیں۔ کیونکہ بسا اوقات زبان کا زخم تیز تلوار کے زخم سے بڑھ کر تکلیف دیتا ہے۔ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تو کسی انسان کو تیر مارے تو یہ اُس کے حق میں زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تو اُس کو زبان کا تیر مارے کیونکہ تیر تو کبھی خطا بھی ہو جاتا ہے لیکن زبان کا تیر کبھی خطا نہیں جاتا۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ رجب ترک جفا کے لئے ہے اور شعبان عمل وفا کے لئے۔ اور رمضان صدق صفا کے لئے ہے رجب کھیتی بونے کا مہینہ ہے اور شعبان کھیتی کو پانی دینے کا۔ اور رمضان کھیتی کاٹنے کا مہینہ ہے[1]۔ پس اے لوگو خدا تم پر رحم کرے رجب میں تجارت کرو۔ کیونکہ وہ تجارت کا موسم ہے۔ اور اپنی اوقات کو آباد کرو۔ کیونکہ اب آباد کرنے کا وقت ہے۔ اور جو شخص گناہوں کا مریض ہے اُس کے لئے دوا کا موسم نزدیک ہے۔ اور روایت ہے کہ جو شخص رجب کے سات روزے رکھے۔ اس پر دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور جو اس کے دس روزے رکھے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالےٰ سے مانگے وہ اُس کو دیگا۔ اور جنت میں ایک محل ہے جس کے مقابلہ میں تمام دُنیا ایک چھوٹے سے جانور کے گھونسلے کے برابر نظر آتی ہے۔ اس میں رجب کے روزہ داروں کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ اور وہب بن

مینہ رہ فرماتے ہیں کہ ماہ رجب میں اُس کی عظمت کے سبب دُنیا کی تمام نہریں زمزم کی زیارت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ مَیں نے اللہ تعالےٰ کی کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں صبح و شام کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگے۔ اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَتُبْ عَلَیَّ ستر دفعہ کہے اُس کے بدن کو دوزخ کی آگ ہرگز نہ لگیگی۔ اور تمام سال کی راتوں میں سے اُنتیس۲۹ راتیں افضل ہیں۔ جن میں سلف صالحین تمام رات عبادت کیا کرتے اور اللہ تعالےٰ سے فضل و کرم کی اُمید رکھتے تھے۔ اخیر رمضان کی دس راتیں۔ اور رمضان کی ستارھویں رات جس کی صبح کو جنگ بدر واقع ہوا۔ اور ذی الحجہ کی اول دس راتیں۔ اور عید فطر اور عید قربانی کی دو نو راتیں۔ اور محرم کی پہلی اور دسویں رات اور رجب کی پہلی اور پندرھویں اور ستائیسویں رات جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ اور شعبان کی پندرھویں رات۔ اور تمام سال کے دنوں میں سے یہ دن افضل ہیں۔ رمضان کا چھٹا دن اور جمعہ کا دن اور عید فطر اور عید قربان کا دن۔ اور ایام تشریق یعنی عید قربان سے بعد کے تین دن +

وہ عمل جن پر سلف صالحین محافظت کیا کرتے تھے

نماز تسبیح۔ یہ نماز نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو بتلائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ جس شخص نے اس نماز کو پڑھا اُس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور آپ نے وصیت کی تھی۔ کہ اس کو ہر روز پڑھا کرو۔ اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیا کرو۔ اس حدیث کو ابو داؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت ادا کرے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں الحمد شریف اور بیس آیتوں سے زیادہ دراز سورۃ پڑھے پھر اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پندرہ بار پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور اس میں اس کو دس بار پھر رکوع سے جب سر اُٹھائے تو دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر سجدہ کر کے جب بیٹھے دس بار پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پھر جلسہ استراحت میں دس بار پڑھے۔ اور چاروں رکعتوں کو اسی طرح ادا کرے

ابوداؤد فرماتے ہیں کہ نماز تسبیح کے بارہ میں اس حدیث سے زیادہ کوئی صحیح نہیں ہے۔ اور ابن مبارک کی روایت میں اس طرح ہے کہ قرأت سے پہلے پندرہ بار اور قرأت کے بعد دس بار پڑھے۔ اور جلسہ استراحت اور تشہد کے وقت نہ پڑھے۔ اُن کو مقررہ نمازوں کی طرح ادا کرے۔

حضرت انس رضہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص مغرب کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے پھر اُس کے بعد دو رکعتیں ادا کرے اور اس کے بعد دنیا کی کوئی کلام نہ کرے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی اوّل بیس آیتیں اور دو آیتیں اُس کے درمیان کی یعنی وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے لیکر یَعْقِلُوْنَ تک ایک بار اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورہ بقر کا آخیر یعنی للہ ما فی السموات سے آخیر تک۔ اور قل ھو اللہ احد پندرہ بار پڑھے۔ اللہ تعالٰے اس شخص کے لئے جنت عدن میں ہزار شہر موتی اور یاقوت سے بناتا ہے۔ اور کرز بن وبرہ سے جو منجملہ ابدال کے تھے روایت ہے اُنہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے ایک دفعہ خضرع سے ملاقات کی میں نے ان کو کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ۔ جس کو میں آج کی رات کروں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جب تو مغرب کی نماز پڑھ چکے تو عشا تک دو رکعت کر کے نماز پڑھتا رہ۔ اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھ۔ اور کسی سے کلام نہ کر۔ پھر عشا کی نماز ادا کر کے بغیر کسی کے ساتھ کلام کرنے کے گھر آ جا۔ اور گھر میں دو رکعت نماز پڑھ۔ اس طرح کہ ہر ایک رکعت میں فاتحہ اور سورہ اخلاص سات مرتبہ پڑھے۔ اور جب تو سلام پھیر چکے تو سجدہ میں چلا جا۔ اور سجدہ میں سات بار استغفار اور سات بار درود شریف اور سات بار باقیات الصالحات کے ساتھ تسبیح پڑھ۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اپنے دونو ہاتھ دعا کے لئے اٹھا۔ اور یہ دعا پڑھ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَاالْجَلَالِ یَا اِلٰهَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ۔ پھر اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑا ہو جا۔ اور اس دعا کو پڑھ کر پاک جگہ میں طہارت کے ساتھ رو بقبلہ ہو کر درود شریف پڑھتا ہوا سو جا۔ اور اُنہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ خضرع فرماتے تھے کہ جس وقت حضرت جبرئیل نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ عمل بتایا تھا۔ میں اس وقت موجود تھا۔ اور اُس کی

بڑی فضیلت بیان کی تھی۔ پس اے گناہوں کی میل کچیل سے آلودہ ہوئے ہوئے اب غسل کا وقت ہے۔ جلدی کر۔ اور اپنے آپ کو پاک وصاف کرلے۔ دُنیا کی زندگی تجھے بیشک بہت شیریں معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس پر محاسبہ زقوم سے بھی زیادہ کڑوا ہے ۔

حکایت کرتے ہیں کہ ایک دودھ بیچنے والا دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا سیلاب آیا کہ اس کے تمام مال مویشی کو بہا لیگیا۔ وہ روتا تھا اور اس طرح کہتا تھا۔ مَیں نے اس کو قطرہ قطرہ کرکے جمع کیا تھا۔ اور آج سیلاب ہوکر بہ گیا۔ پس اے انسان غافل دُنیا تیرے پیچھے ہے اور آخرت تیرے سامنے۔ اور جو چیز پیچھے رہ جائے اُس کا طلب کرنا ہزیمت ہے۔ اور قدم آگے بڑھانا عزیمت ہے۔ اور فرصت کو غنیمت جاننا حزم وہوشیاری ہے اور وقت کا گذر جانا غم وغصہ ہے۔ اسے اپنی مرادوں کو امید کے دھاگے سے باندھنے والے یہ دھاگا بہت ہی کمزور اور ضعیف ہے۔ اگر تو بیداری کی آنکھ کھول کر دیکھے تو تجھے معلوم ہوجاویگا۔ کہ تیری عمر کی دیواریں۔ پے در پے گر رہی ہیں تجھے چاہئے کہ اپنی عمر کی بربادی پر روئے جسکو صالحین علم وعمل کے ساتھ مضبوط کر کے چلے گئے۔ اور وہ باتیں جو عمر کو تباہ کرتی ہیں چھوڑ دے۔ اور رات دن اُس کے حال سے آگاہ رہ۔ یا اللہ تو اپنی معرفت اور ہدایت کے نُور کے ساتھ ہمارے دلوں سے غفلت کی سیاہی کو دُور کردے۔ اور ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جن کو تو اپنے غیر کی طرف سے موڑ کر اپنی درگاہ کی طرف لے آیا۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ آمین ۔

فصل تیرھویں تشمیر اور سفیانؒ کے ذکر میں

سب قسم کی تعریف اُس اللہ کے لائق ہے جو ایسا غفور ہے کہ ستر جمیل کے ساتھ اپنے بندوں کے گناہوں کو ڈھانپتا ہے اور جو ایسا مشکور ہے جس کی عام بخشش ہر ایک کے شامل حال ہے اور جو ایسا رحیم ہے جس کا احسان مومنوں پر کامل اور پورے طور پر ہے۔ اور جس نے اس کے کرم پر بھروسہ کیا وہ اپنے حسن تائید کے ساتھ اُس کے لئے کافی ہے۔ وہ واحد اور قدوس وصمد اور اول اور اپنی عزت وکمال میں یگانہ ہے۔ اور اُس کی عزت میں کسی قسم کا نقص وعیب نہیں ہے۔ وہ حی اور علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر اور

سوا کسی اور کی رغبت نہیں ہے جس کی طرف ہم جائیں۔ ہماری رغبت تیرے ہی طرف ہے۔ اور تیرے سوا ہمارا کوئی رکن نہیں جس پر ہم اعتماد کریں۔ ہمارا اعتماد تجھی پر ہے۔ الٰہی ہمارے نفسوں نے اپنی برائیوں اور تمام حیلوں کے منقطع ہونے کا اقرار کیا۔ اور ہمارے دلوں نے حسن امل اور جمیل رجا کا توقع کیا۔ الٰہی قبولیت اور اجابت کے ساتھ ہم پر فضل کر اور ہم کو بھی توبہ عطا فرما اور ہم کو اُن لوگوں میں سے بنا جنہوں نے تیری طرف رجوع کیا اور تو نے اُنکی عزت کو بڑھایا۔ تو ہی اپنی عنایت سے اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے۔

فصل پندرھویں استعانت اور رمضان شریف کے ذکر میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جو قدم اور بقاء اور عظمت و کبریا میں یگانہ ہے وہ ایسا برتر ہے کہ کوئی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ایسا صمد و بے نیاز ہے کہ عقل اس کی مثال بیان نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی فکر اس کا پتہ لگا سکتا ہے۔ اور نہ فہم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ وہ ایسا قدوس ہے کہ تمام صفات حدوث سے پاک و منزہ ہے۔ اور عوارض جسمانی سے موصوف نہیں ہو سکتا۔ وہ تمام مخلوقات سے غنی ہے۔ اور تمام علوی اور سفلی اور انس و جن اور عرش و کرسی سب اُسی کے محتاج ہیں اور وہ ہمیشہ کے لیے رعی ہے۔ وہ زبان سے پہلے ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ کب سے ہے مکان کو اسی نے پیدا کیا ہے اور نہیں کہا جاتا کہ وہ کہاں تھا تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال واکرام والا ہے۔ وہ حی اور علیم اور قدیر اور سمیع و بصیر اور مدبر اور خبیر اور اپنی ازلی اور قدیم کلام کے ساتھ جس کی مانند اور کوئی کلام نہیں ہے متکلم ہے۔ اس کی صفات بھی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ پھر بحث و جھگڑے کی کیا وجہ ہے معطل نے اس کی صفات کمال کو جو بطریق نقل ثابت ہیں ترک کر دیا اس لئے وہ سرگردان اور حیران ہلاک ہوا۔ اور شبہ اُس کی صفات جلال سے جن پر عقل شاہد ہے جاہل رہا اس لئے وہ گمراہی کے اندھیرے میں پھنسا رہا۔ اور اہل تحقیق عقل و نقل کو جمع کر کے اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا۔ اور اس پر استقامت اختیار کی۔ اور اس کی عظمت و جلال نے اس کی ذات میں فکر کرنے سے اس کو روک دیا۔ اور اس نے اپنے مولےٰ کی مناجات کی لذت پائی۔ اور اُس کے لئے اپنی لذیذ نیند کو چھوڑ دیا۔ اور وہ ان رفیقوں کے ساتھ ہوا جن کے پہلو قیام کی رغبت کے لئے اپنی خوابگاہوں

سے الگ رہتے ہیں۔ پس اگر تو ان کو دیکھنا چاہے۔ تو ان کے قافلے رات کے اندھیروں میں چلتے ہیں۔ ایک اپنی لغزش کی معافی کا سوال کرتا ہے۔ ایک طاعت کی توفیق طلب کرتا ہے ایک اس کے عذاب سے پناہ مانگتا ہے۔ کوئی اس سے بہتر ثواب کی امید رکھتا ہے۔ کوئی اپنی سوزش عشق کی شکایت کرتا ہے۔ اور کوئی سوال سے ہٹ کر اس کے ذکر میں مشغول ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو بیدار کیا اور باقی تمام لوگ سوئے پڑے ہیں۔ شعر

لِلّٰهِ مَا اَطْيَبَ ذَاكَ السُّهَادْ — وَمَا اَلَذَّ الْقُرْبَ بَعْدَ الْبِعَادِ
وَمَا اَشَدَّ الْهَجْرَ مِنْ بَعْدِ مَا — قَدْ كُنْتَ مِنْ جُمْلَةِ اَهْلِ الْوِدَادِ
يَا نَاسِيًا لِلْعَهْدِ عَامَلْتَنَا — ثُمَّ تَعَطَّلْتَ بِطِيبِ الرُّقَادِ
لَقَدْ تَشَاغَلْتَ وَاَنَّ الَّذِي — حَصَّلْتَ كَلَّا بَلْ حُرِمْتَ الْمُرَادِ
فَازَ الَّذِي عَامَلَنَا بِالرِّضَا — وَحَصَّلَ الزَّادَ لِيَوْمِ الْمَعَادِ
سَهِّرْ مِنَ النَّوْمِ وَدَعْ مَا مَضَى — وَكُنْ فَقِيرًا مَا مَضَى لَا يُعَادِ

(ترجمہ، اللہ کی قسم۔ بیداری کیسی عمدہ ہے اور جدائی کے بعد قرب کیسا لذیذ ہوتا ہے۔ اور اگر تو پہلے دوست بن کر پھر جدا ہو جائے۔ تو یہ جدائی اور ہجر کیسا کٹھن اور سخت معلوم ہوتا ہے۔ اے عہد کو بھلا بیٹھنے والے تو نے ہمارے ساتھ دوستی کا معاملہ کیا۔ پھر تو نے لذیذ نیند کے سبب وعدہ کو خلاف کیا۔ پھر تو اور کاروبار میں مشغول ہوا۔ اب وہ بات کہاں گئی جو تجھے حاصل تھی ہائے افسوس تو اپنی سب مرادوں سے محروم رہا۔ وہی شخص کامیاب ہوا جس نے ہمارے ساتھ ہماری رضا سے معاملہ کیا۔ اور قیامت کے دن کے لئے خرچ حاصل کیا۔ اب بھی وقت ہے نیند سے بیدار ہو۔ اور گذشتہ کا خیال چھوڑ دے اور ہمارے سامنے محتاج ہو کر آ۔ گذرا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا)۔

پس کیسا بابرکت ہے وہ مولیٰ جو بخشتا اور معاف کرتا اور عیبوں کو ڈھانپتا اور تمام ظاہر و پنہاں کو جانتا اور تمام مخلوقات پر اپنے انعام کا مینہ برساتا ہے۔ میں اس کے تمام اعلیٰ اور ادنیٰ نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں۔ اور نعمت اسلام کی حفاظت کا اس سے سوال کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ ایسا مالک ہے کہ جس نے اس کے نزدیک عزت پائی۔ وہ ہر جگہ عزیز ہوا اور جس نے اس کے حکم سے تکبر کیا اور نافرمانی کی وہ ذلیل و خوار ہوا۔ اور گواہی

ہے وہ جلیل ہے جو اپنے بندوں کو اپنی بخشش اور عطا کے ساتھ ڈھانپتا ہے۔ وہ غفور ہے جو اپنے بندوں کی لغزشوں کو دعا کے وقت معاف کرتا ہے۔ وہ قریب ہے جس نے اپنے دوستوں کو اپنے قریب کیا پس انہوں نے معاملہ کی لذت پالی اور ان کے دل ذکر کے لئے حاضر اور اُن کی آنکھیں اُس کی خدمت کے لئے بیدار اور اُن کے جسم اُس کے ڈر کے مارے لاغر ہو گئے۔ وہ عزیز ہے جس نے اپنے دروازہ سے ہٹ رہنے والوں کو دھتکار دیا اور حجاب کے دردناک عذاب سے ان کو ذلیل و خوار کیا۔ پس اُن کی ہمتیں خیرات کے لئے اُٹھنے سے بھاری ہو گئیں۔ اور حرص نے ان کو ایسا بدمست کیا کہ اس کے خطاب کی لذت ان سے جاتی رہی۔ اور اسرار کے سُننے کے لئے اُن کے کان بہرے ہو گئے۔ اسی لئے وہ اُس کے عذاب و عتاب سے نہیں ڈرتے۔ اور ان کے دل ہمہ تن حظوظ نفسانی میں مشغول ہیں۔ سعید وہی ہے جس کو مولائے کریم اپنے قریب کرے۔ اور مردود وہی ہے۔ جس کو ملک حکیم اپنے پاس سے دور کر دے۔ دل اسکی حکمت و تدبیر سے جاہل ہیں۔ اُس کے افعال پر لما و لا وارد نہیں ہو سکتا۔ اور کیونکر ہو سکے۔ جبکہ اس کے احکام میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے۔ پس تو اعتراض کی زبان کو بند کر اور جھگڑے کے ہاتھ کو روک لے۔ کیونکہ جو کچھ تیرا وہم تصور کرتا ہے وہ سب کچھ حادث مخلوق ہے۔ بھلا مفعول اپنے فاعل کے ساتھ کس طرح مشابہ ہو سکتا ہے۔ میں اُس کی تمام کامل نعمتوں پر جو اس نے ہم پر بخشی ہیں اُس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے اس شہادت پر عمل کرنے والے کے لئے بڑے نفع کا وعدہ دیا ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اُس نے غافل اُمت کی طرف بھیجا۔ اور ان لوگوں کو کہ جن کا سینہ اسلام کے لئے کھلا صحیح وسلامت اللہ تعالٰے کے عذاب سے چھڑایا۔ اور شیطان کے لشکر کو بڑے عذاب و تکلیف کے ساتھ ہلاک کیا۔ اور تمام مشکلات کو واضح اور تمام احکام نازلہ کو ظاہر کیا۔ اور آپ کی برکت سے ایمان کا آفتاب چمکا۔ اور بہتان کے ستارے غروب ہو گئے۔ اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر اللہ تعالٰے کی طرف سے ہمیشہ متواتر صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ جس دن ہر ایک نفس اپنی بھلائی اور بُرائی کو سامنے پالیوےگا۔ قیامت کے دن عمل کرنیوالوں کا نفع اور قرب و بعد کے آثار ظاہر ہو

جاوینگے جس نے نیکی کی ہوگی وہ اپنی جزا پورے طور پر پالیوئیگا۔ اور جس نے بُرائی کی ہوگی وہ بھی اپنے عملنامہ میں لکھی ہوئی دیکھ لیگا۔ یہی وہ دن ہے جس سے خائفین کے دل کانپتے ہیں۔ اور ان عابدین کی آنکھیں بیدار رہتی ہیں۔ جو نیک کام کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں یہ جان کر کہ ہم اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔ یعنی طاعت کا حق جیسے کہ چاہیے بجالاتے ہیں۔ اور باوجود اس کے ڈرتے ہیں۔ اور نذر کو پورا کرتے اور اس دن سے کہ جس کی بُرائی ظاہر ہے ڈرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو اس قدر نماز پڑھا کرتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک کو ورم ہو جایا کرتی تھی۔ اور ورد پڑھنے کے وقت آپ کے آنسو اس طرح گرتے تھے جیسے کہ بارش کے قطرے گرتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم ؑ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے۔ تو آپ کے دل کے دھڑکنے اور جوش کی آواز سُنائی دیتی تھی باوجود مراتب بلند کے جب حبیب اور خلیل کے خوف کا یہ حال ہے تو پھر تعجب ہے کہ اس شخص کا دل کس طرح مطمئن ہو سکتا ہے جسکی پیٹھ پر گناہوں کا بھاری بوجھ ہو۔ کعب الاحبار فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص نے ستر نبیوں کے عمل بھی کئے ہونگے۔ تو وہ بھی قیامت کے دن اس کے خوف و ہول کو دیکھ کر قائم دیر قرار نہ رہ سکیگا۔ بعض صالحین کو کثرت گریہ پر عتاب ہوا۔ اُس نے جواب میں کہا کہ یہ میرا گریہ ان اہوال وخوف کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جن کو غافل لوگ پاوینگے جو نفسانی لذتوں میں مشغول ہو کر اللہ تعالےٰ کے حظ اکبر کو بھول گئے ہیں۔ اور بعض صالحین اس قدر نماز پڑھتے کہ تھک کر بیٹھ جاتے پھر بیٹھ کر نماز پڑھتے اور کہتے مجھے اس مخلوق سے تعجب آتا ہے۔ جو تیرے سوائے کسی اور کا طالب ہے۔ اور تعجب ہے اس پر جو تیرے سوائے کسی اور کے ساتھ اُنس پکڑتا ہے اور حضرت داؤد طائی رح کو لوگوں نے کہا کہ آپ ڈاڑھی کو درست کیوں نہیں کرتے اُنہوں نے جواب دیا کہ مجھے اتنی فرصت نہیں ہے۔ اور آپ افطار کے وقت فتیت یعنی روٹی کو پانی میں بھگو کر اور ملکر پی لیا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا جواب دیا۔ کہ فتیت کے پینے اور چبانے تک پچاس آیتوں کا فرق ہے۔ اور مسروق رح نے حج کیا۔ تو پھر سوائے سجدے کے کبھی نہ سویا۔ اور سلف صالحین کا دستور تھا کہ ان میں سے جب کوئی چالیس سال تک پہنچ جاتا۔ تو اپنا بستر لپیٹ کر رکھ چھوڑتا۔ اور جب ربیع بن خثیم رض کی والدہ نے ان کا بکثرت رونا اور مجاہدہ دیکھا تو کہنے لگی اے بیٹا شاید تو نے کسی کو قتل کیا ہے کہ اس قدر تو اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے عرض کیا ہاں اُس کی ماں نے کہا بتلاؤ وہ کون ہے جس کو تو نے قتل کیا

ہے۔ تاکہ ہم اس کے اہل سے عرض کریں کہ وہ تجھ سے درگزر کریں۔ مجھے اللہ کی قسم اگر وہ دیکھیں
جو تو اپنے نفس کے ساتھ کر رہا ہے۔ تو وہ ضرور تجھ پر رحم کھا دیں۔ عرض کیا۔ اے اماں وہ میرا اپنا
ہی نفس ہے جس کو میں نے اللہ تعالےٰ کے حقوق کی تقصیر میں قتل کیا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ
نے ایک دن صبح کی نماز پڑھی۔ جب سلام دے چکے۔ تو دائیں طرف ہو بیٹھے۔ اور آپ کی طبیعت
سے رنج کے آثار ٹپکتے تھے۔ آپ سورج کے طلوع ہونے تک اسی طرح بیٹھے رہے۔ پھر آپ
نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پلٹایا اور فرمایا۔ بخدا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کو دیکھا ہے آج ان جیسا مجھے کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ صبح کے وقت پراگندہ حال گرد آلود اور
زرد رنگ نظر آتے تھے۔ اور رات کو سجدہ اور قیام میں گزارتے۔ اور اللہ تعالےٰ کی کتاب کی
تلاوت کرتے اور اللہ تعالےٰ کے ذکر کے وقت اس طرح جھک جاتے جس طرح کہ
ہوا کے سامنے درخت جھک جاتا ہے۔ اُن کی آنکھیں اس قدر روتی تھیں کہ ان کے کپڑے
تر ہو جاتے تھے۔ پھر جو لوگ آپ کے پاس تھے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ ان سب نے اپنی
رات کو غفلت میں گنوایا ہے۔ اور ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ رات کو جب نماز کے لئے کھڑے
ہوتے تو ایک کوڑا لٹکا لیتے۔ اور جب کبھی سستی غالب ہوتی۔ تو اس سے اپنے آپ کو مارتے
اور فرماتے کہ تو میری سواری کے جانور کی نسبت مار کا زیادہ مستحق ہے۔ اور ابو حازم رہ فرماتے
ہیں۔ کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ نہ رمضان کا آنا ان کے مجاہدہ کو کچھ زیادہ کرتا تھا۔
اور نہ ہی رمضان کا گزر جانا اس کو کم کرتا تھا۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کے کسی
پہاڑ میں سیر کرتے کرتے ایک وادی میں جا نکلا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دو درختوں
کے درمیان کھڑا ہے۔ اور اس آیت کو بار بار پڑھ رہا ہے یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا۔ اسی آیت کو بار بار دہراتا تھا۔ حتےٰ کہ اس نے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑا۔
پھر جب اُس کو ایک گھڑی کے بعد ہوش آیا۔ تو اس طرح کہنے لگا میں تیرے ساتھ جھوٹوں کے
مقام سے اور بدکاروں کے اعمال سے اور غافلوں کی روگردانی سے پناہ مانگتا ہوں۔ خائفین
کے دل تیرے لئے جھکتے ہیں۔ اور خطاکاروں کے اعمال تیری ہی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اور
عارفوں کی گردنیں تیری عظمت کے آگے پست ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو جھاڑا اور
کہا اے دُنیا میرے ساتھ تیرا کچھ تعلق نہیں۔ تیرا تعلق تیرے اپنی جنس اور ان لوگوں کے
ساتھ ہے جو تیری لذت و نعمت میں مشغول ہیں۔ تو اپنے دوستوں کے پاس ہی جا۔ اور انہی کو

قریب ہوئے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پکارا۔ کہ اے عبداللہ میں آج تمام دن تیرا منتظر رہا کہ تو فارغ ہو کر میرے ساتھ کلام کرے۔ اُس نے جواب دیا کہ وہ شخص کس طرح فارغ ہو سکتا ہے جس کا وقت جلدی جلدی گذر رہا ہو اور وہ اپنے نفس پر موت کے ناگاہ آجانے سے ڈرتا ہو۔ اور وہ شخص کیسے فارغ ہو سکتا ہے جس کے ایام گذر چکے ہوں۔ اور گناہ باقی رہ گئے ہوں۔ اس کے بعد اس آیت کو پڑھا وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ پھر اوّل کی نسبت زیادہ زور سے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس کی روح نکل چکی ہے۔ جب قریب جا کر دیکھا تو وہ تڑپ رہا تھا۔ پھر جب اس کو ہوش آئی تو کہنے لگا۔ کہ میں کون ہوں اور کیا میرا خطرہ۔ تو اپنے فضل سے میری برائی کو بخش اور ستر جمیل سے ڈھانپ اور اپنی عزت کی طفیل میرے گناہوں کو معاف کر۔ میں نے اس کو کہا تجھے اس ذات کی قسم ہے جس سے تو امید رکھتا ہے کہ تو میرے ساتھ کلام کر۔ اس نے کہا تجھے اُس شخص کی باتیں سننی چاہئیں۔ جس کی باتیں تجھے نفع دیں۔ اور اس شخص کے کلام کو چھوڑ دے جس کے گناہوں کا تو یقین کر چکا ہے میں اس جگہ ابلیس کے ساتھ جہاد کرتا تھا۔ اور وہ میرے ساتھ جہاد کرتا تھا۔ آج تک اس کو تیرے سوا کسی نے مدد نہ دی کہ مجھے اپنے ذکر سے غافل کرے۔ مجھ سے دور ہو جا کہ تو نے مجھے ذکر سے ہٹا دیا ہے اور میرے دل کا ایک حصہ تیری باتوں کی طرف مائل ہو گیا ہے۔

بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک سفر میں چلتے چلتے ایک درخت کے سایہ میں آرام لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ ناگاہ ایک شیخ میرے پاس آنکلا۔ اور کہنے لگا کہ اُٹھ موت کو ابھی موت نہیں آئی۔ پھر اُس نے اپنی راہ لی۔ میں نے سنا تو وہ یہ کہہ رہا تھا۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پھر کہنے لگا اے وہ ذات کہ جس کے چہرے کے آگے تمام چہرے جھکے ہوئے ہیں اپنے دیدار کے ساتھ میرے چہرے کو سفید روشن کر اور میرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے اب وہ وقت آگیا ہے کہ مجھے تجھ سے حیا آئے۔ اور روگردانی کے بعد تیری طرف رجوع کروں۔ اگر تیرا علم نہ ہوتا تو مجھ پر زندگی دشوار ہوتی۔ اور اگر تیرا عفو نہ ہوتا۔ تو میں اپنی اُمید پر خوش نہ ہوتا۔ وہ لوگ کمربستہ ہو کر عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور اپنے مطلب و مقصود تک پہنچ گئے۔ اور اپنے مولیٰ کے دروازے پر اس قدر کھڑے ہوئے کہ وہ مقبول ہوئے پس خوشخبری ہے اُن کے لئے کہ اُنہوں نے اپنے کئے کا نیک بدلہ پا لیا۔ اور اپنے مطلب و مقصد کے پانے میں تمام رنج و تکلیف کو آسان سمجھا۔ اور حضرت عمرؓ و حضرت عائشہؓ ہمیشہ

روزہ رکھا کرتے۔ اور حضرت ابو طلحہؓ نے چالیس سال تک روزے رکھے۔ حضرت عمر بن خطاب حضر میں کبھی افطار نہ کرتے تھے۔ اور منصور بن معتمرؒ چالیس سال تک دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے رہے۔ ان لوگوں نے سعادت کے نشان دیکھ کر اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور سفر کی درازی کو معلوم کرکے اُس کے خرچ کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ ان کو ان کی کوشش پر وہی شخص ملامت کرتا ہے جو بے علم ہے۔ اور ان کے مجاہدے پر وہی شخص ان کو عتاب کرتا ہے جو بے سمجھ ہے۔ میسرہ عیسیٰؒ کو لوگوں نے کہا کہ اپنے نفس پر نرمی کر۔ فرمایا کہ نرمی ہی تو کرتا ہوں۔ اسی طرح اسود بن یزیدؒ کو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے نفس پر نرمی کریں۔ فرمایا کہ میں اس کے لئے نرمی ہی تو چاہتا ہوں۔ شعر

حَثَّ الزَّمَانُ وَاَنْتَ تَلْعَبُ　　وَالْعُمْرُ فِی الْاَشْیَاءِ یَذْھَبُ

کَمْ کَمْ تَقُوْلُ غَدًا اَتُوْبُ　　وَاللّٰہِ اِنَّ الْمَوْتَ اَقْرَبُ

(ترجمہ) زمانہ بڑی تیزی سے جا رہا ہے اور تو کھیل رہا ہے۔ اور عمر باتوں باتوں میں گذری چلی جا رہی ہے۔ کب تک تو کہیگا کہ کل توبہ کرونگا۔ بخدا موت نزدیک آتی جاتی ہے۔ اور حبیبہ عدویہؒ جب عشاء کی نماز پڑھ چکتیں تو اس طرح کہتیں۔ الٰہی سب بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کرلئے۔ اور ان کے آگے حجاب ڈال دئیے۔ اور ہر ایک دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت میں ہو گیا۔ اور دیکھ میں بھی تیرے حضور میں کھڑی ہوں۔ اور صبح کے طلوع ہونے تک نماز پڑھتی رہتی۔ ایک عابدہ عورت بیان کرتی ہے کہ میں خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ میں جنت میں داخل ہو گئی ہوں۔ اور تمام اہل جنت کسی کے انتظار میں اپنے دروازوں پر کھڑے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ شعوانہ کے استقبال کے لئے جنت کو آراستہ کیا گیا ہے۔ میں نے ان کو کہا وہ تو میری بہن ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں شعوانہ بہت اصیل گھوڑے پر جو اس کو ہوا میں اڑائے لاتا تھا سوار ہوئی ہوئی آگئی۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو کہا کہ اے میری بہن! میرے مکان کا بھی تجھے کچھ پتہ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ سے دعا مانگ کہ مجھے بھی تیرے ساتھ ملا دے۔ اُس نے اس بات سے تبسم کیا اور کہا کہ ابھی تیرے آنے کا وقت نہیں ہوا لیکن تجھے دو باتیں کہتی ہوں۔ ان کو یاد رکھنا۔ اول یہ کہ تو اپنے دل کو غم سے آباد رکھے۔ دوسرے یہ کہ اپنی خواہش پر اللہ تعالےٰ کی محبت کو مقدم رکھے۔ پھر تجھے کچھ ڈر نہیں خواہ تو کب مرے۔ اور ابن سیرینؒ کی ایک عابدہ بیٹی تھی۔ جو چندرہ

سال تک اپنی جائے نماز سے سوائے وضو کے باہر نہ نکلی + ایک بڑھیا جو اپنی نظر کو ڈھانپے رکھتی تمام رات بیدار رہتی۔ جب صبح ہوتی تو ایک دردناک آواز سے اس طرح پکارتی۔ عابد لوگ تیری طرف اندھیری راتوں کو قطع کر کے آتے ہیں۔ اور تیرے فضل مغفرت اور رحمت کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ الٰہی میں سب کو چھوڑ کر تیرے آگے سوال کرتی ہوں۔ کہ تو مجھے سابقین کے گروہ میں سے بنا۔ اور میرے درجہ کو مقربین کے درجہ میں بلند کر اور اپنے صالحین بندوں کے ساتھ مجھے ملا۔ تو تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان اور سب بڑوں سے بڑا اور سب کریموں سے زیادہ کریم ہے یہ کہہ کر سجدے میں گر پڑتی اور فجر کے طلوع ہونے تک دردناک آواز کے ساتھ روتی رہتی۔ اور دعا کرتی رہتی۔ حضرت یحییٰ بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم شعوانہ کے پاس گئے۔ تاکہ ہم اس کو کہیں کہ اپنے نفس کے ساتھ نرمی کرے اور کثرت گریہ میں اس کو ملامت کریں۔ وہ ہماری باتوں سے زیادہ روتی اور کہنے لگی۔ بخدا میں تو یہ چاہتی ہوں کہ میں اس قدر روؤں کہ میرے آنسو خشک ہو جائیں اور بجائے آنسوؤں کے خون آنے لگے۔ اور پھر اس قدر خون روؤں کہ میرے اعضاء میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ رہے۔ پھر کہتے کہ میں کیوں نہ روؤں کیوں نہ روؤں اس پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت عبدالرحمن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری ایک رومیہ لونڈی تھی مجھے اس کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ ایک رات وہ میرے پہلو میں سوئی ہوئی تھی۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو اُس کو نہ دیکھا جب اُس کو ڈھونڈا۔ تو دیکھا کہ سجدہ میں گری ہوئی یہ کہہ رہی ہے۔ الٰہی اس محبت کے صدقے جو تجھے میرے ساتھ ہے۔ میرے گناہوں کو بخش۔ میں نے اُس کو کہا۔ کہ تو یہ بات کس طرح کہتی ہے کہ اس محبت کے صدقے جو تجھے میرے ساتھ ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اے میرے مولا اسی نے اس محبت کے سبب جو اس کو میرے ساتھ ہے مجھے شرک سے نکال کر اسلام میں داخل کیا۔ اور اسی محبت کے باعث مجھے بیدار کیا۔ اور تمام خلقت سوئی پڑی ہے۔ احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عفیرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اس سے اذن طلب کیا۔ لیکن اُس نے دروازہ بند کر دیا۔ ہم دروازہ پر بیٹھے رہے۔ وہ اس بات کو معلوم کر کے اٹھی۔ اور اس طرح کہنے لگی یا اللہ میں تیرے ساتھ ایسے شخص سے پناہ مانگتی ہوں۔ جو آ کر تیرے ذکر سے مجھے بند رکھتا ہے۔ پھر اُس نے دروازہ کھولا۔ ہم اس کے پاس گئے اور دعا کے لئے التجا کی۔ اُس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری مغفرت فرمائی۔ پھر کہنے لگی۔ کہ عطا سلمی رحمۃ اللہ علیہ

نے چالیس سال تک اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف اُٹھا کر نہ دیکھا۔ اتفاقیہ ایک دن ان کی نظر اوپر جا پڑی تو غش کھا کر گر پڑے۔ کاش کہ جب عفیرہ کی آنکھ آسمان کی طرف بلند ہوتی تو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کرتی۔ کاش کہ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی تو پھر واپس نہ آتی۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میری ایک حبشیہ لونڈی تھی وہ بازار میں میرے ساتھ کسی کام کے لئے گئی۔ میں نے اُس کو ایک جگہ بٹھا کر کہا کہ میرے آنے تک اسی جگہ بیٹھے رہنا۔ جب میں اپنا کام کرکے واپس آیا تو اُس کو وہاں نہ پایا۔ میں غصہ کی حالت میں گھر آیا۔ مجھے اُس نے دیکھ کر کہا اے میرے آقا مجھ پر ناراض نہ ہو۔ تو مجھے ایسے مکان میں بٹھا گیا تھا جہاں کوئی اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والا نہ تھا میں ڈر گئی کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ ان کو زمین میں دھسا دیوے۔ اور ان کے ساتھ مجھے بھی زمین میں دھسا دے۔ میں نے کہا یہ اُمّت تو خسف سے محفوظ ہے۔ کہا اے میرے سردار میں ڈر گئی تھی کہ کہیں دلوں کو خسف نہ کر دے تاکہ وہ استقامت سے پھسل جاویں۔ پھر میں نے اس کو کہا کہ جا میں نے تجھ کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔ کہا اے میرے مولےٰ تو نے مجھے بہت سی بھلائی سے محروم رکھا۔ کیونکہ میں اللہ تعالےٰ کی عبادت بھی کرتی تھی اور تیری خدمت بھی بجالاتی تھی۔ اس لئے مجھے دو اجر حاصل تھے۔ حضرت علاء سعدی رح فرماتے ہیں کہ میرے چچا کی بیٹی بریرہ نام بڑی خدا پرست تھی۔ اور قرآن مجید کو بہت پڑھتی اور اس قدر روتی رہی کہ اُس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اُس کے چچازاد بھائی اُس کے پاس آئے۔ اور کہا اے بریرہ کیا حال ہے۔ کہا کہ ہم پردیس میں مسافر مہمانوں کی طرح مقیم ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ کب ہماری دعوت کریں۔ اور ہم قبول کریں۔ ہم نے اس کو کہا تو کب تک روتی رہیگی تیری تو آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری آنکھوں کے لئے خیر گذری تو دُنیا میں اُن کا چلا جانا کچھ ضرر نہیں دیگا۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کے لئے خیر نہ گذری تو پھر ان کو اس سے بھی زیادہ رونا چاہئے۔ پس ہم نے کہا کہ آؤ چلیں یہ ہماری نسبت زیادہ سمجھ کی باتیں کرتی ہے۔ حضرت معاذہ رح کا یہ حال تھا۔ کہ جب دن چڑھتا تو کہتے۔ کہ شاید اسی دن میں میں مر جاؤں پھر اُس دن روزہ رکھ لیتے۔ اور جب رات ہوتی تو کہتے کہ شاید آج کی رات میں مر جاؤں پس صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔ مرتے دم تک اس کا یہی حال رہا۔ اور حضرت رابعہ رح تمام رات قیام میں گزار دیتی اور کہتی کہ اس رات کے قیام کے شکرانہ میں اگر جیتی رہی تو کل

کو روزہ رکھونگی۔ اور رحلہ نے اس قدر روزے رکھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا۔ اور اس قدر نماز
پڑھتی کہ تھک کر بیٹھ جاتی۔ اور اس قدر روتی رہی کہ اُس کی آنکھیں نابینا ہوگئیں۔ اور روتے
روتے اس طرح کہتی۔ کاش کہ میرا دُنیا میں نام ونشان بھی نہ ہوتا۔ اور شعوانہ رح اس طرح
کہا کرتی۔ الٰہی میں تیرے دیدار کی بہت مشتاق ہوں۔ اور تیری جزا کی بہت امید رکھتی ہوں
تو ہی ایسا کریم ہے۔ کہ تیری بارگاہ سے اُمیدوار اپنی امید سے محروم نہیں رہتا۔ اور
مشتاقوں کا شوق باطل نہیں ہوتا۔ الٰہی اگر میری اجل نزدیک آگئی ہے۔ اور کوئی مقرب
عمل مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ تو میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتی ہوں۔ اگر تو نے بخشدیا تو
تو اس کے لائق ہے۔ اور اگر تو عذاب دیوے تو یہ تیرا عدل ہے۔ الٰہی میں نے
اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور اب تیرا حسن نظر اس کے واسطے باقی ہے۔ پس اگر تیرے حسن نظر
نے اس کو سعید نہ کیا۔ تو پھر اس کے واسطے ہلاکت ہے۔ الٰہی جب تو میری زندگی میں
مجھ پر احسان کرتا رہا ہے تو مرنے کے بعد بھی مجھ سے اپنا احسان دور نہ کر۔ اور میں
امید کرتی ہوں کہ جس نے مجھے زندگی میں اپنے احسان کے ساتھ دوست رکھا ہے
وہ مرنے کے بعد بھی بخشش کے ساتھ مجھ پر احسان کریگا۔ الٰہی اگرچہ میرے گناہ مجھے
ڈراتے ہیں۔ مگر تیری محبت مجھے پناہ دیتی ہے۔ پس میرے کام کا تو ہی ذمہ دار ہو
جیسے کہ تو لائق ہے۔ اور اس شخص پر جو اپنی جہالت پر مغرور ہو رہا ہے اپنا فضل کر۔
الٰہی اگر تو میری اہانت کا ارادہ کرتا ہے۔ تو پھر مجھے کیوں ہدایت دیتا ہے۔ اور
اگر تو میری رسوائی چاہتا ہے۔ تو پھر کیوں گناہ پر پردہ ڈالتا ہے۔ پس جس کام کی
تو نے مجھے ہدایت دی ہے۔ اس سے مجھے فائدہ مند کر۔ اور جس چیز سے تو نے مجھ پر
پردہ ڈالا ہے وہ مجھے ہمیشہ کے لئے عطا کر۔ الٰہی میں نہیں گمان کرتی۔ کہ تو میری کسی حاجت
کو رد کریگا۔ جس میں میں نے اپنی عمر بسر کی ہے۔ الٰہی اگر میرے گناہ نہ ہوتے تو
میں تیرے عذاب سے نہ ڈرتی۔ اور اگر میں تیرے کرم کو نہ جانتی تو تیرے ثواب کی
اُمید نہ رکھتی۔ اسی طرح فجر کے طلوع ہونے تک کہتی رہتی اور روتی رہتی۔ ہائے افسوس
وہ عورتیں ہو کر بہادروں کی ہمتیں اور کام کر گئیں۔ اور ہم مرد ہو کر مردوں کے سے حوصلے
ہار بیٹھے ہیں۔ گویا مردی کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں۔ وہ معانی حقیقی اور ہم نرے صورت کے
پتلے۔ اور اللہ تعالٰے صورتوں اور باتوں کی طرف نہیں دیکھتا۔ بلکہ دلوں اور عملوں کی

طرف دیکھتا ہے۔ کاش کہ اگر ہم نیکوں کے سے اعمال بجالانے سے قاصر رہے تھے۔ تو ہم گناہ کرنے سے ہی پیچھے رہتے + کسی شخص نے بعض صالحین کو کہا کہ میں رات کے قیام سے عاجز ہوں۔ اُس نے کہا اے بھائی پھر دن کو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کر۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب تو صیام اور قیام پر طاقت نہ پا سکے تو جان لے کہ تو اپنے گناہوں کے باعث محروم ہے۔ جاہل لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے جسموں کے تندرست اور اعضاء کے قوی ہونے سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کی ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ان کے دل تندرست اور ایمان قوی تھے۔ جن کے باعث اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ وہ اس طرح کھاتے تھے جیسے مریض کھاتا ہے۔ وہ اس طرح سوتے تھے جیسے کوئی غریق سوتا ہے۔ اور کلام اس طرح کرتے تھے جیسے کوئی زبردست بادشاہ کے سامنے ڈر ڈر کر کلام کرتا ہے۔ ان کا ارادہ ایسا ہوتا تھا جیسے کوئی غرق کرنے والے سیلاب یا جلانے والی آگ سے بھاگنے والے کا ہوتا ہے + عمران بن علیبد رحمۃ اللہ علیہ قبرستان میں آتے اور اس طرح کہتے اے اہلِ قبور تمہارے عملنامے لپیٹے گئے۔ اور تمہارے اعمال اوپر کو چڑھ گئے۔ پھر صبح کے طلوع ہونے تک نماز پڑھتے رہتے۔ اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ اُٹھ ادا کرتے + اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سونے کا کوئی فرش نہ تھا۔ اور علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہر رات کو ایک ختم کرتے۔ ایک رات سو گئے۔ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص نے اُن کے سر کو آگے کی طرف سے پکڑا اور کہا اے ابن زیاد اُٹھ اور اللہ کو یاد کر وہ تجھے یاد کرتا ہے پھر وہ مرتے دم تک کبھی غافل نہ ہوئے + بعض صالحین ایک رات نرم بستر پر سو گئے اور اپنے ورد سے غافل ہو گئے۔ اُس کے بعد قسم کھائی۔ کہ فرش پر میں کبھی نہ سوؤنگا۔ سعادتمند متقیوں کے اوصاف اور کامیاب ہونیوالے نیکوں کے احوال اسی طرح ہوتے ہیں۔ پھر تجھے کیا ہے کہ ان کے احوال کی طرف تو رغبت نہیں کرتا۔ اور ان کے اقوال کی ہوا تیری ہمت کی ٹہنی کو نہیں ہلاتی۔ تیرے دل کا قفل زنگی ہے جو کھلتا نہیں ہے ہائے افسوس تیرا دل نیکی میں مچھر سے کمزور اور وعظ کے وقت پتھر سے زیادہ سخت ہے اور تیری حرص انگارے سے زیادہ گرم اور تیری ہمت برف سے زیادہ سرد ہے۔ پھر تو عقل سے کیسے کام لیگا۔ شعر

وَانْتَ کُدُ رُدَ انْقِرِ یَتَنجح دَ ائِماً ۔ وَیَھوَاکَ عَمّاً وَسْطَ مَا حرکاتِ یخم

(ترجمہ) اور تو ریشم کے کیڑے کی طرح ہے جو ہمیشہ ریشم کا تار بنتا ہے اور غم کے مارے اسی میں ہلاک ہو جاتا ہے ہائے اللہ کے بندو ماہ رمضان سابقین کا میدان اور بہادروں کی غنیمت ہے۔ اس مہینے میں اعمال کا ثواب دُگنا اور گناہوں کا بوجھ کم ہوتا ہے۔ اس میں دُعا قبول اور استغفار کرنے والے کی بخشش ہوتی ہے۔ اس مہینے کے فضائل بیشمار ہیں۔ یہ مہینا تمام زمانوں کی روشنی اور مہینوں کا چراغ ہے۔ اسی مہینے میں لیلۃ القدر ہے۔ جس کی عبادت اللہ تعالےٰ نے ہزار مہینے کی عبادت سے افضل مقرر کی ہے۔ اور صحیح روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائیں۔ آپ کو غم ہوا کہ میری اُمت کی عمریں ان اعمال سے بہت قاصر ہیں۔ جو اور لوگ اپنی لمبی عمروں میں بجالائے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطاء کی۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اور ہزار مہینے کے تراسی سال چار مہینے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یعنی قرآن مجید لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دُنیا کی طرف نازل ہوا۔ پھر وہاں سے آہستہ آہستہ بیس سال تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ حضرت ابن عباسؓ اسی طرح فرماتے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ کا اور صحیح یہی ہے کہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ اور شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کا بھی مطلب ہے۔ اور یہ سب آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ لیلۃ القدر رمضان شریف ہی میں ہے برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ وہ تمام سال میں پوشیدہ ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے رمضان کی پہلی رات میں نازل ہوئے اور توریت رمضان کی چھٹی تاریخ کو اور انجیل رمضان شریف کی تیرھویں تاریخ کے بعد اور زبور اٹھارھویں کے بعد۔ اور قرآن مجید رمضان شریف کی چوبیسویں تاریخ کے بعد نازل ہوا۔ اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ میں رُوح سے مراد اس جگہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب لیلۃ القدر آتی ہے اللہ تعالےٰ جبرئیل کو زمین کی طرف اُترنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ جن کے پاس ایک ایک جھنڈا ہوتا ہے۔ زمین پر اُترتا ہے۔ وہ سب فرشتے اپنے جھنڈوں کو مسجد حرام اور مسجد نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بیت المقدس اور طور سینا میں گاڑ دیتے ہیں۔ اور جبرئیلؑ سبز رنگ کا جھنڈا کعبہ کی پشت پر گاڑ دیتا ہے پھر

تمام فرشتے روئے زمین پر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اور ان مومنوں کو جو اس رات نماز پڑھتے یا ذکر کرتے ہیں سلام دیتے اور اُن کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ اور ان کی دُعا کے وقت آمین کہتے ہیں۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت کے لئے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور فجر کے طلوع ہونے تک ان کے واسطے دعا مانگتے ہیں۔ اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ کا یہی مطلب ہے یعنی ہر ایک امر کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے اس سال میں اس رات تک مقدر کیا ہے۔ اور اسی واسطے اس کا نام لیلۃ القدر رکھا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اُس کی قدر عظیم کے باعث اس کا نام لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔ اور اس میں فجر کے طلوع ہونے تک مومنوں پر فرشتوں کی طرف سے سلام نازل ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سلام سے مُراد سلامت اور برکت ہے جو مومنوں پر برستی ہے۔ حضرت مجاہد رح فرماتے ہیں۔ کہ اس رات کی عبادت ان قیام وصیام والے ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر کو قیام نہ کیا جاوے۔ اور اللہ تعالےٰ نے لیلۃ القدر کو تمام رمضان شریف میں مخفی رکھا ہے تاکہ مومن سارے مہینے میں اُس کے لئے کوشش کریں۔ جیسے کہ مومنوں کے درمیان ولی پوشیدہ رہتا ہے۔ تاکہ سب کی عزت کریں۔ اور جمعہ کے تمام دن میں ایک ساعت پوشیدہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ رات رمضان شریف کے نصف آخر میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عشرہ آخر میں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تمام مہینے میں دورہ کرتی ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رات مجھے دکھائی گئی۔ پھر مجھے بھلائی گئی۔ میں نے اُس کی صبح کو دیکھا کہ گویا میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتا ہوں۔ پس تم اُس کو آواخر میں اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابو سعید رض فرماتے ہیں کہ آسمان سے مینہ برسا اور میری آنکھیں مینا ہوگئیں جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مڑے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر اکیسویں رات کی صبح کو پانی اور کیچڑ کے نشان تھے۔ حضرت ابن عمر رض نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ لیلۃ القدر کو سات آخری راتوں میں تلاش کرو۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ اور اس کے تلاش کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اس میں قیام اور دُعا کی اجابت کے ساتھ اُس کی برکت طلب کرو۔ تاکہ ثواب و اجر دُگنا حاصل ہو۔ پس جو شخص تمام رمضان میں قیام کریگا۔ اس کو اس کا ثواب مل جاویگا۔ اور اس رات میں کسی خرق عادت کا

دیکھنا فضول بات ہے۔ لوگوں نے ابی بن کعبؓ کو کہا کہ تیرا بھائی ابن مسعودؓ کہتا ہے۔ کہ جس نے تمام سال قیام کیا اس کو اس رات کا ثواب مل گیا۔ تو ابی بن کعبؓ نے فرمایا۔ خدا اس پر رحم کرے وہ چاہتا ہے۔ کہ لوگ آرام نہ پائیں۔ اس کو ابیں معلوم کہ وہ رات رمضان میں ہے۔ اور اخیرہ عشرہ میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر قسم کھائی کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ جب عشرہ آخیر آجاتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی ان راتوں میں جاگتے۔ اور اپنے اہل کو بھی جگایا دیتے۔ اور کمر بستہ ہو کر بڑی کوشش سے عبادت میں مشغول رہتے۔ یا اللہ تو ہم کو اپنی طاعت کا عامل اور ان اعمال کا قبل بنا جو تجھے پسند ہوں۔ اور ہم کو صادقین کا لباس پہنا۔ اور ہمارے گناہوں کے باعث ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ۔ تو ارحم الراحمین ہے +

فصل تیرھویں۔ خوشی اور رمضان کی وداع اور عید میں

اللہ تعالٰے کا حمد ہے جو علیم اور حلیم اور غفار اور عظیم اور قہار ہے۔ کہ جس نے اس کی عجیب و غریب مملکت میں اعتبار کی آنکھ سے دیکھا اس پر اس کی معرفت پوشیدہ نہ رہی۔ وہ قدوس اور صمد اور اغیار کی مشابہت سے برتر ہے۔ وہ تمام موجودات سے غنی ہے۔ اس کو جہات احاطہ نہیں کر سکتیں۔ وہ کبیر ہے جس کے وصف کبریا میں عقلیں حیران ہیں۔ اور نہ ہی فکر اس کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ وہ واحد و احد اور خلق و اختیار میں یگانہ ہے۔ وہ حی اور علیم ہے۔ اور ظاہر و باطن اس کے علم میں مساوی ہے۔ وہ قادر ہے اور اس نے اپنی قدرت سے تمام اعیان و موجودات کو ایجاد کیا۔ جو مقدم و مؤخر ہے۔ اور قضاء و قدر اسی کے ارادہ سے ہے۔ وہ سمیع و بصیر ہے آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں لیکن وہ آنکھوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ خواہ کوئی تم میں سے اپنی بات کو پوشیدہ کرے یا ظاہر۔ یا رات کو چھپ کر چلے یا دن کو ظاہر ہو کر اس کے نزدیک سب برابر ہے۔ اور وہ اپنی قدیم ازلی کلام کے ساتھ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ خواہ درختوں کی قلمیں اور سمندروں کی سیاہی بنائی جاوے۔ متکلم ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ کسی کو حکومت دیتا اور کسی کو معزول کرتا ہے۔ کسی کو مواخذہ کرتا اور کسی کو مہلت دیتا ہے تیرا رب جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سب اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے عارفوں کے دلوں کو اپنے اسرار سے آراستہ کیا۔ اور ان کے لئے انوار ظاہر کر کے راہ راست کو روشن کر دیا۔ اور ان کے ارادوں کو سرعت و تیزی پر آمادہ کیا۔ پس وہ بھی اپنی طاقت کے موجب کوشش کے پاؤں پر اس کے سامنے

کھڑے ہوئے۔ اور اپنے مولیٰ کے سامنے عذر خواہی کی زبانوں کے ساتھ ذلیل و خوار ہوئے اور اپنے مالک کے سامنے صبر کرنیوالے اور سچ بولنے والے اور مال و جان اُس کی راہ میں خرچ کرنیوالے اور صبح کے وقت استغفار کرنے والے بن گئے۔ کیا غافل بدکار یہ طمع کرسکتا ہے کہ ہم اسکو متقین ابرار کے ساتھ ملائیں۔ یا ایمانداروں اور نیک عمل کرنیوالوں کو زمین میں فساد کرنیوالوں کیطرح بنائیں یا متقین کو فاجروں کی طرح کریں۔ بھلا جس کو اس کا مالک اپنی درگاہ سے دُور کردے وہ اس کے خوف سے کس طرح امن میں ہوسکتا ہے۔ یا جس کو اس کا مولیٰ ہانک دے۔ اس کو کہیں قرار مل سکتا ہے۔ اور جس کے لئے وہ اپنے دروازہ کو بند کردے وہ کیسے صبر کرسکتا ہے مغموم اور ملہوف کیونکر افسوس نہ کرے اور کیونکر آنسو نہ بہائے۔ اور کیونکر اپنے رخساروں کو خاک میں نہ رگڑے اور اپنے گذشتہ زمانہ پر کیونکر واویلا نہ کرے۔ اور اپنے سابقین رفقاء سے پیچھے رہجانے پر کس طرح غم نہ کھائے اُمید ہے کہ اس کا مولیٰ اپنے لطف سے اُس کو پناہ دیگا۔ اور اس کی لغزشوں کو معاف کریگا۔ وہی اللہ ہے اور اُس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ملک اور قدوس اور سلام اور مومن اور مہیمن اور عزیز اور جبار ہے۔ میں اپنی کوتاہی کا اقرار کرکے بڑی ذلت و انکسار کے ساتھ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور ایسی شہادت کے ساتھ جس کا کہنے والا دارالقرار میں کامیاب ہوگا شہادت دیتا ہوں کہ اُس کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔ وہ واحد ہے۔ اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کو اس نے قبیلہ مضر بن نزار سے چن لیا اور برگزیدہ کرلیا۔ اور ان کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا جبکہ کفر کی گمراہی کا غبار چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ اور شرک کی آگ کے چنگارے ہر طرف بھڑک رہے تھے۔ اُنہوں نے آتے ہی بہتان کے شعلوں کو رحمت کے مینہ سے بجھا دیا۔ اور آیات بینات کے ساتھ ایمان کے نشانات کو واضح اور روشن کردیا۔ ان پر اور اُن کی نیک و پاک آل و صحابہ پر جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اور اول اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اور ان کے لئے جنت تیار کئے

جن میں نہریں جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ
قارون کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جو دنیا کے ساتھ عبرت حاصل کرنا چاہے
بڑی عمدہ عبرت بیان فرمائی ہے۔ اور اس شخص کے لئے بڑی اچھی نصیحت ہے۔ جو کہ دنیا میں
پوری طرح غور و فکر کرے تاکہ اس کی ناز و نعمت میں مشغول ہو کر اپنے مولیٰ کی طرف سے نہ ہٹ
جائے۔ قارون حضرت موسیٰ پر ایمان لایا تھا جب اس کے پاس مال و دولت بکثرت ہو گیا
تو سرکش باغی اور کافر ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو بکثرت مال عطا کیا تھا۔ لیکن اس نے
اللہ تعالیٰ کا حق اس مال سے ادا نہ کیا۔ اور جس مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا جائے
اسی کا نام کنز ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (وہ لوگ جو چاندی اور سونے کو جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ
کی راہ میں خرچ نہیں کرتے) اور قارون کے خزانوں کی کنجیاں چمڑے کی تھیں اور وہ اس قدر
بھاری تھیں کہ بہت سے آدمی ان کو بمشکل اٹھا سکتے تھے۔ اور تنوء کے معنی تثقل (بوجھل ہونے)
کے ہیں اور عصبۃ کے معنی ساٹھ آدمی ہیں بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہیں اور بعض دس سے
اوپر بتاتے ہیں اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (جب اس کی
قوم نے اس کو کہا کہ خوش نہ ہو اللہ تعالیٰ خوش ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یعنی
دنیا اور اس کی زیب و زینت پر ایسا خوش نہ ہو کہ تو اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل ہو
جائے) کیونکہ جو شخص دنیا کی خوشی میں آکر اللہ تعالیٰ کے اوامر سے غافل ہو جائے۔ اس کو
اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ
فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (کہہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے
خوش ہوں یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔ یعنی ایمان اور اسلام
اور قرآن اور توفیق و احسان پر جو اللہ تعالیٰ نے تم کو بخشا ہے اور کامیابی اور بخشش اور
جنت کی نعمتوں اور اس کے رضوان پر جس کا اس نے تم کو وعدہ دیا ہے۔ خوش ہو۔ کیونکہ
یہ سب کچھ اس دنیا کے مال و اسباب سے جن کو تم جمع کرتے ہو اور جن کا انجام تمہارے لئے
سراسر وبال ہے کئی درجے بہتر ہے۔ وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ یعنی جو کچھ
اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمت بخشی ہے اس سے آخرت کا ثواب طلب کر اور اللہ تعالیٰ کی تعریف
سے اس کی طاعت پر مدد حاصل کر اور اس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر اور اللہ تعالیٰ نے

کے احسان کا شکر نہ بھلا۔ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (دُنیا سے اپنا نصیب نہ بھلا) یعنی عمل صالح کو نہ چھوڑ کیونکہ تیرا دُنیا سے بے خرچ جانا بڑے حظ کو فوت کر دیگا۔ اور دُنیا سے بندے کا حظ یہی اعمال صالحہ ہیں جو اُس نے کمائے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور ابن زیدرحؒ کا یہی قول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ دُنیا سے تو حلال مال کے ساتھ زندگی بسر کر۔ کیونکہ دنیا کا یہی ایک بڑا حصہ ہے جس میں تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حسنؒ اور قتادہؒ اور مالک بن انسؒ کا یہی قول ہے وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (احسان کر جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے) یعنی اپنے نفس کے ساتھ اس طرح احسان کر کہ تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول کرے تاکہ اُس کو بقا حاصل ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ نیکی اور احسان کے ساتھ احسان کر۔ پس قارون نے تکبر کیا۔ اور اس نے گمان کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے توریت کو زیادہ جاننے کے باعث ہیں اس کا مستحق تھا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ مجھے سب کچھ اپنے علم کے سبب ملا ہے اور یہی صفت ہے اس مغرور کی جو اپنے علم و عمل سے اللہ پر احسان جتلائے اللہ فرماتا ہے يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (تجھ پر اسلام لانے کا احسان جتلاتے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ ظاہر کرو بلکہ اللہ تعالےٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم سچے ہو) فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ (پس اپنی زیب و زینت میں اپنی قوم پر نکلا۔ دنیا کے طالبوں نے اس کے حال کو جان کر اس کی طرح مال و اسباب کے جمع کرنے میں زیادہ زیادہ کوشش کی۔ اور زاہد اس کے انجام پر نظر کر کے اُس کی کثرت مال پر فریفتہ نہ ہوئے اور کہا کہ ایمانداروں اور نیک عمل کرنیوالوں کے لئے اللہ تعالےٰ کا ثواب اس سے بہتر ہے۔ اور اسی طرح جس شخص نے اس کے انجام کو معلوم کیا اس نے مال کی محبت کو دُور کیا۔ حضرت معروف کرخی رحؒ نے موت کے وقت فرمایا کہ میری قمیص کو صدقہ کر دو تاکہ میں دُنیا سے ویسا جاؤں جیسے کہ آیا تھا۔ اور اس قمیص کے سوائے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ جب صالحین کے پاس دُنیا آتی تھی وہ اُس کو آخرت کی طرف بھیجدیتے تھے۔ اور قوت لایموت کے سوا کچھ پاس نہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف چار سو دینار بھیجے۔ انہوں نے اُسی وقت ان کو تقسیم کر دیا۔ اسی طرح آپ نے حضرت معاذؓ کی طرف کچھ دینار بھیجے۔ تو اُنھوں نے بھی سب کے سب بانٹ دیئے۔ اُن کی

بیوی نے عرض کی۔ کہ واللہ ہم سکین ہیں ہم کو بھی دو۔ اس وقت آپ کے پاس دو دینار باقی تھے۔ اُن کو اس کی طرف پھینک دیا۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے اپنا آدھا مال تصدق کر دیا۔ ان لوگوں کا یہی حال تھا۔ وہ فانی کے بدلے باقی خریدتے تھے۔ اور تم اس کے برعکس ہو۔ ہاں سچ ہے بزدل سے شجاعت کرنا بیفائدہ ہے۔ شعر

وَإِذَا بُعِثْتَ إِلَى الْسِّبَاخِ بِحَابَتِي تَبْغِي الرِّيَاضَ فَقَدْ طَلَبْتَ الرَّابِدَا

هَيْهَاتَ لِمُسْبَرِدِ الْمَطَالِبِ نَائِمٌ عَنْهَا وَلَا تَنِيلُ الْكَوَاكِبَ رَاقِدَا

(ترجمہ) تو نماز و روزہ بغیر دل کے ادا کرتا ہے اللہ تعالےٰ نے تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا رات کے اندھیرے میں خلوت کا وقت تلاش کر اور ذلت و افلاس کی زبان سے کہ یَا اَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل کو ضرر لاحق ہوا ہے رونا اور جلنا تیرے لئے ضرور ہے خواہ آج زاویہ عبادت میں اور خواہ کل طرد و لعنت کے زاویہ میں۔ یا آج اپنے دل کو ندامت و افسوس اور شوق و عشق کی آگ سے جلائے ورنہ پھر نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ دوزخ کی آگ اس سے زیادہ جلانے والی ہے کاش کہ وہ جانتے۔ اے رات کے قیام سے ملول ہونے والے اور زہد میں مزہ لینے والے اُٹھ۔ کیونکہ اے گھاٹا کھائے ہوئے نیکوں کے تمام فائدے اور نفعے تجھ سے فوت ہو گئے۔ اور تجھ کو چھوڑ کر اُنہوں نے اپنے مولےٰ کے ساتھ خلوت اختیار کی۔ اور اپنے تمام مطلبوں میں کامیاب ہو گئے۔ اور اسی طرح یہ لوگ دارالسلام کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ روایت ہے کہ جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ کس چیز نے میرے بندے کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ تمام گھر والوں سے الگ ہو کر نماز میں کھڑا ہو گیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں یا اللہ اس چیز کے خوف سے جس سے تو نے اُس کو ڈرایا ہے اور اس چیز کی اُمید سے جس کی تو نے اس کو امید دلائی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو جس سے وہ ڈرتا ہے۔ میں نے اس کو اس سے امن دیا۔ اور جس چیز کی وہ مجھ سے امید رکھتا ہے میں نے اُس کو عطا کی۔ حضرت ثابت بنانی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں سو کر پھر بیدار ہوتا ہوں۔ اور پھر سونا چاہتا ہوں۔ تو میری آنکھیں ہرگز نہیں سوتیں۔ اور اکثر سلف صالحین کے گھروں سے رات کے وقت شہد کی مکھی کی طرح بھنبھنانے کی

آواز آیا کرتی تھی۔ اور حضرت سری سقطی رحمہ نے نوے سال تک اپنا پہلو زمین پر نہ رکھا۔ کاش کہ غافل بھی رات کو جاگنے کا مزہ چکھتا۔ یا جاہل صالحین کے قیام کا آواز سنتا جبکہ وہ قدموں کے بل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اُن کی ہمت ہمہ تن قیام میں مصروف ہوتی ہے۔ اور اشرف ذکر اور کلام شیریں کی لذت پاتے ہیں۔ اور صدق کی نہروں کے کنارے خیمے لگاتے ہیں اور اُن کے قافلے شوق کی سواریوں پر سوار ہو کر دارالسلام کی طرف چلتے ہیں۔ جبکہ غافل لوگ غفلت کی نیند میں سوتے ہیں۔ اور اپنے محبوب کی طرف اپنے درد و عشق کی شکایت کرتے ہیں۔ اور اُنس کی وہ لذت پاتے ہیں جو کسی کے وہم میں نہیں گذری۔ اور جب صبح آتی ہے تو رونے کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔ اور کھانا پینا چھوڑ کر دوپہر کی گرمی کو برداشت کرتے ہیں۔ اور گناہوں سے ڈر کر تقوےٰ کی زرہ پہنتے ہیں۔ اُنہی لوگوں کی طفیل زمین پر مینہ برستا ہے۔ اور اُنہی کی دُعا سے بادل آتے ہیں۔ اور انہی کے سبب گنہگار عذاب سے بچنے اور ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جب ان کی موت آتی ہے تو ان کا کاسۂ مرگ نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔ اور جس زمین میں دفن کئے جاتے ہیں۔ وہ جگہ ان بزرگواروں کے ساتھ فخر کرتی ہے۔ ان لوگوں کے بعد دُنیا پر سلام ہے پس پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو میل کچیل سے پاک صاف کیا۔ اور لوگوں میں سے ان کو اپنی خدمت کے لئے برگزیدہ کر لیا۔ اور اپنی محبت کے پاکیزہ شراب کے پیالے ان کو پلائے۔ اور اُن کے دلوں سے تمام غل و حسد دور کر دیا۔ اور صدق کے میدان میں اپنے وسیع سایہ میں ان کو آرام دیا اور دشمن کی لغزش اور پھسلانے سے ان کو بچایا۔ بخدا وہ لوگ چلے گئے۔ اور تو حرص و ہوا کی قید میں گرفتار رہا۔ اور میٹھی نیند نے تجھے ان کے ساتھ چلنے سے روک رکھا۔ اور فانی شہوتوں نے تجھ کو روزہ کے ثواب سے محروم رکھا نماز تجھ کو ایسی بھاری معلوم ہوتی ہے گویا تیرے سینے پر پتھر پڑا ہے۔ اور زکوٰۃ کوہ احد سے زیادہ ثقیل تجھے معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دنیا کی باتوں میں تیرا سینہ سمندر سے بھی زیادہ وسیع ہے اور عبادت میں تو سُئی کے ناکہ سے بھی زیادہ تنگ ہے۔ تو اپنی شہوتوں کے پورا کرنے میں تیز رفتار گھوڑے سے زیادہ چالاک ہے۔ اور عبادت میں لنگڑے ٹنڈے سے بھی زیادہ سُست قدم ہے۔ اے اپنی نجات پر پیٹنے سے زیادہ سونے والے۔ تو نے موتیوں سے زیادہ قیمتی وقت کو کھو دیا۔ جب گناہ تیرے سامنے آتا ہے۔ تو اس پر پلنگ کی طرح

کود پڑتا ہے۔ اور جب طاعت کا وقت آتا ہے تو لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ جاتا ہے تو معاملات میں بھیڑیئے کا ساغدر عمل میں لاتا ہے۔ اور اپنی لذت وحظ پر شیر کی طرح دوڑتا ہے اور امانت کے اُچک لیجانے میں تو چیل کی طرح جھپٹتا ہے۔ صالحین ایسا نہیں کرتے۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جو چیز تجھ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے روک دے خواہ مال ہو خواہ اہل۔ وہی تجھ پر وبال ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خوبصورت جوان کو دیکھا کہ سخت عبا پہنے ہوئے ہے میں نے اُس کو کہا کہ یہ کیسا لباس ہے۔ اُس نے کہا میرے بھائی میں ایک غلام ہوں اور غلاموں کا سا لباس پہنتا ہوں۔ جب میرا آقا مجھے آزاد کر دیگا تو پھر جو دل چاہیگا پہنونگا۔ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے یاروں کو کہا میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص تم میں سے جنت فردوس کی طلب کرتا ہے اُس کے حق میں جَو کا کھانا اور کتوں کے ساتھ کوڑے پر سونا بہتر ہے۔ ایک شخص حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے گھر کو خالی دیکھ کر ان سے اُس کی نسبت پوچھا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ اس گھر سے بہتر اور ایک ہمارا گھر ہے۔ جو اچھی چیز ہمارے پاس ہوتی ہے ہم اس گھر میں بھیجدیتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ اس گھر میں بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ جواب دیا کہ اس گھر والے نے ہم کو یہاں رہنے کے لئے نہیں بلایا۔ روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس پہاڑ کو سونے کا بنا دوں۔ اور جہاں آپ جائیں۔ آپ کے ساتھ ساتھ جائے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیلؑ دُنیا اس شخص کے لئے گھر ہے۔ جس کا کوئی گھر نہ ہو۔ اور یہ مال اس شخص کا مال ہے۔ جس کے لئے کوئی مال نہ ہو۔ اور ان دونوں کو وہی شخص جمع کرتا ہے۔ جس میں عقل نہ ہو۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ کہ اے محمدؐ اللہ تعالےٰ آپ کو قول ثابت پر ثابت قدم رکھے۔ محمد بن واسع رح کو لوگوں نے کہا کہ آپ بادشاہ کے پاس کیوں نہیں جاتے۔ فرمایا۔ اس لئے کہ مومن لاغر ہو کر میرا اللہ تعالےٰ سے ملنا اس بات سے بہتر ہے کہ موٹا منافق ہو کر اس سے ملاقات کروں۔ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں ہے کہ اے دُنیا تو ابرار کے نزدیک کس قدر خوار و ذلیل ہے۔ تو جس قدر چاہے اپنا تصنع اور زینت کرے۔ میں نے ان کے دلوں میں تیرا بغض اور روگردانی ڈالدی ہے تجھ سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی مخلوق میں نے پیدا نہیں کی۔ تیرا ہر شان پست ہے اور تیرا مقام فنا ہے جس روز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ نہ تو کسی کے

ساتھ ہمت رہیگی اور نہ کوئی تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگا۔ خواہ تیرا صاحب حد سے بڑھ کر بخل و فجورت کا شکر
ابرار کے لئے مبارک اور خوشخبری ہے جنہوں نے اپنی رضاء دلی اور صدق ارادہ اور استقامت
کے ساتھ میری طاعت کی۔ اُن کو مبارک ہو۔ اُن کی جزاء میرے نزدیک یہی ہے کہ جب وہ
قبروں سے اٹھ کر میری طرف آوینگے۔ نور اُن کے آگے آگے ہوگا اور فرشتے اُن کو گھیرے ہوئے
میری رحمت کے سایہ میں۔ لے آوینگے۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔ کہ اے
بیٹا دُنیا بہت گہرا سمندر ہے اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں۔ تجھے چاہئے کہ تقوٰے اللہ
کی کشتی بنالے اور ایمان باللہ کا سامان اس میں رکھ لے۔ اور توکل علے اللہ کے چپو سے اس کو
چلا۔ اُمید ہے کہ تجھے نجات حاصل ہو جاویگی ورنہ نجات محال ہے۔ امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں۔
کہ دُنیا کی محبت دل سے ایمان کی حلاوت دور کر دیتی ہے کسی بزرگ کو لوگوں نے کہا کہ فلاں
آدمی عابد زاہد تھا۔ پھر اُس نے دُنیا کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ اس بزرگ نے فرمایا۔ کہ اس
شخص سے تعجب نہ کر جس نے رجوع کیا۔ بلکہ اس شخص سے تعجب کر جو استقامت کرتا ہے۔ حاتم
اصمؒ فرماتے ہیں کہ دنیا مثل تیرے سایہ کے ہے۔ اگر تو اس کو چھوڑ دے تو وہ تیرے پیچھے آتا
ہے۔ اور اگر تو اُس کے پیچھے لگے تو تیرے آگے آگے بھاگتا ہے۔ بعض علماء بعض کی طرف لکھا
کرتے تھے۔ کہ جس نے آخرت کے لئے عمل کیا اللہ تعالےٰ نے اُس کو دُنیا کے امر سے کفایت کریگا اور
جس نے اپنے باطن کو درست کیا اللہ تعالےٰ اُس کے ظاہر کو درست کریگا۔ اور جو شخص اپنے اور
اللہ تعالےٰ کے درمیان معاملہ درست رکھیگا۔ اللہ تعالےٰ اُس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح
کر دیگا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اولیاء اللہ کی دشمن اور اعداء اللہ کی بھی
دشمن ہے۔ اولیاء اللہ کی اس وجہ سے کہ ان کو غم میں ڈال دیتی ہے۔ اور اعداء اللہ کی اس وجہ سے
کہ ان کو دھوکہ دیتی ہے کہ اے اللہ کے بندو۔ جس نے زمانہ کا تصرف دیکھا وہ آگاہ ہو گیا۔
کیا فر سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اس شخص پر بڑا تعجب آتا ہے جو اپنا مال خرچ کرنے سے ڈرتا
ہے۔ اور اُدھر اس کی عمر کا پیمانہ بہت تنگ ہے۔ ایک شخص برف بیچتا تھا۔ اس کے پاس
تھوڑی سی خراب برف باقی رہ گئی۔ وہ پکار کر اس طرح کہنے لگا۔ اس شخص پر رحم کرو جس کا راس المال
بھی سرمایہ پگھل جاوے۔ اے اپنی عمر و نجات کو سستی میں ضائع کرنے والے۔ جب تو فقیر ہو کر سست
ہو تو پھر غنی کیوں کر سست نہ ہوئے غافل تو ایک لقمہ کی زیادتی سے رات کا قیام بیچ دیتا ہے
اور نیند کا میٹھا پیالہ پی کر ان لوگوں کے ساتھ کو بیٹھا جن کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے الگ

رہتے ہیں۔ پس تو صبح کے وقت اپنے قصہ کے فرمان پر لکھا پا دیگا رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ
وہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے۔ مجھے اللہ کی قسم اگر تو خلوت کا ایک لحظہ
عمر نوح میں قارون جتنے مال کے عوض بیچے پھر بھی تیرے لئے غبن اور خسارہ ہے۔ اے
غافل تو نے ہم کو چھوڑ کر ایسی چیز کو اختیار کیا جس کا ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں ہے کاش کے
تو مجھے ایسی چیز کے عوض بیچتا جو قابل قدر ہوتی۔ کیونکہ میں تیری طرف بڑھنے والا ہوں۔ اگر تو میری
طلب کا ارادہ کرے تو اپنے پاس ہی مجھے طلب کر۔ کیونکہ میں اپنے بندہ مومن کے دل میں ہوتا ہوں
اے غافل تیرے گناہوں سے ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے بلکہ تو تیری ہی سلامتی مطلوب ہے۔ اور
تیری طاعت سے ہمیں کوئی نفع نہیں ملتا۔ بلکہ اس سے مقصود تیری ہی کرامت ہے۔ اسی محبت کے
باعث جو ہم کو تجھ سے ہے فرائض کو ہم نے تجھ پر لازم کیا۔ اور اپنی غیرت کے باعث بدکاریوں کو
تجھ پر حرام کیا جس قدر ہم تجھ کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اسی قدر تو ہم سے بھاگتا ہے۔ اور جس قدر
ہم تجھ پر احسان کرتے ہیں۔ اسی قدر تو انکار کرتا ہے۔ نہ تو نے ہمارے عہد کو مدنظر رکھا۔ نہ تو پورے
طور پر راہ راست پر چلا۔ اے غافل تو نصیحتوں کے سننے کے لئے دل کے حضور سے تیار
ہو جا۔ تاکہ جو کچھ تو سنے تجھے نفع دیوے۔ کیونکہ نہر خواہ پانی سے بھری ہوئی ہو لیکن جب تک
تو اس میں سے نالی کھود کر نہ لا دیگا۔ تب تک پانی کھیتی میں نہ پہنچیگا۔ اے تمام رات غفلت
میں سونے والے جب صبح ہو جائے۔ تو جاگ کر جاگنے والوں کی زیارت کر اور ان سے ان کا
ماجرا پوچھ۔ اور جو کچھ وہ تیرے پاس بیان کریں۔ اس کو تو اپنی آنسوؤں کی سیاہی سے خسارہ
کے صفحہ پر لکھ لے۔ اے کھانے کے بازار روزہ دار کہاں گئے۔ اور اے نیند کے بچھونے
اندھیرے کے محافظ کدھر چلے گئے۔ ان کے نشان مٹ گئے۔ اور ان کے خیمے اکھڑ
گئے۔ ان کے ٹیلوں پر میری طرف سے سلام ہو۔ اے آرام کی کشتی میں سوئے ہوئے
اپنے امن و سکون کی طرف نہ دیکھ۔ کیونکہ تو جلدی جلدی گذر رہا ہے اور تجھے معلوم نہیں۔ امام
اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دوست کی طرف لکھا اے بھائی جان لے کہ تو تمام طرفوں سے گھرا
ہوا ہے۔ اور ہر دن اور رات میں تیری دو منزلیں تیز تیز طے ہو رہی ہیں بس اللہ تعالیٰ سے ڈر والسلام

خوشی کا ذکر

اے اللہ تعالیٰ کے بندو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا حقیقی اور اصلی خوشی یہی ہے

اور دُنیاوی خواہشوں پر خوش ہونا سراسر دھوکہ اور غرور ہے پس تم اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ کہ تمہارے لئے رمضان کے روزوں کو آسان کیا۔ اور ایمان کی نعمت تمہیں بخشی۔ اور اس ذات پاک نے کہ جس کے نور سے ہدایت پانے والے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ اس کا حکم فرمایا اور اس طرح ارشاد کیا وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی تعداد کو پورا کرو اور اللہ تعالےٰ کو بڑا یاد کرو کہ تم کو اس نے ہدایت دی تاکہ تم شکر کرو۔ اور رمضان کے وداع ہونے کے وقت اپنی کوتاہی سے بکثرت استغفار کرو۔ اور آیندہ کے لئے دائمی کوشش اور استعداد کا ارادہ کرلو۔ خبردار۔ جو کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا۔ تو محمدؐ مر گئے اور جو کوئی محمدؐ کے رب کی عبادت کرتا تھا۔ تو ان کا رب زندہ ہے جو کبھی نہیں مریگا اب رمضان کوچ کر جانے کو تیار ہے اس کا بہت تھوڑا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ بلکہ صرف سات ہی راتیں باقی ہیں اور رات کے جاگنے والے اُس کی نعمتوں سے مالامال ہو گئے ایلو! اب تو صرف ایک یا دو رات باقی رہ گئیں۔ اور اُس کے نشان مٹ جانے کو ہیں۔ اب صرف ایک ہی رات باقی ہے۔ اور عمل کرنیوالوں نے اُس کے تمام فائدے حاصل کر لئے۔ اب صرف اسی دن کا تھوڑا سا حصہ باقی ہے۔ اور تمام مہینہ اس طرح گذر گیا۔ گویا کہ خواب تھا جس کو کوئی نیند میں دیکھتا ہے یہ مہینہ متقین کے لئے خوشی اور اُنس اور غافلوں کے لئے قید اور حبس اور ابرار کے لئے دل کی تازگی اور اشرار کے لئے زنجیر اور قید خانہ تھا۔ اس شخص کے لئے مُبارک ہے جس نے اس مہینے میں اصرار کی گرہ کو کھولا اور تقوے کے باغ میں فقر و احتیاج کی منزل میں اترا۔ شعر

اَیُّ شَهْرٍ قَدْ تَوَلّٰى ... يَا عِبَادَ اللهِ عَنَّا
حَقَّ اَنْ نَبْكِيْ عَلَيْهِ ... بِدِمَاءٍ لَوْ عَقَلْنَا
كَيْفَ لَا نَبْكِيْ لِشَهْرٍ ... مَرَّ بِالْغَفْلَةِ عَنَّا
ثُمَّ لَا نَعْلَمُ اَنَّا ... قَدْ قُبِلْنَا اَوْ طُرِدْنَا
لَيْتَ شِعْرِيْ مَنْ هُوَ الْمَحْرُوْمُ وَالْمَطْرُوْدُ مِنَّا
وَمَنِ الْمَقْبُوْلُ مِمَّنْ ... صَامَ مِنَّا فَيُهَنَّا
تَمَّتْ هٰذَا الشَّهْرُ سُوْرٌ ... بَيْنَنَا يُطْهِرُ حُسْنًا
فَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ عُقْبَا ... هُ لَنَا نُوْرًا وَحُسْنًا

ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو۔ کیسا بزرگ مہینہ ہمارے پاس سے گذر گیا۔ اگر ہم میں کچھ عقل ہے تو واجب ہے کہ ہم اُس کے گذرنے پر خون روویں + اور کیونکر ہم نہ روویں کہ وہ مہینہ ہم سے گذر گیا اور ہم اس سے غافل رہے + پھر ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم مقبول ہوئے ہیں یا مردود۔ کاشکے ہم کو معلوم ہوتا کہ ہم میں سے کون محروم اور مردود اور کون روزہ داروں سے مقبول ہے۔ اور جو مقبول ہوا ہو اس کو مبارک ہو۔ یہ مہینہ سراپا نور تھا۔ جس کی خوبی ہم میں ظاہر تھی۔ یا اللہ تو اُس کے پیچھے بھی ہمارے لئے نور اور حسن بنا + اے ماہ رمضان کے بھائیو! جس قدر ماہ رمضان باقی رہ گیا ہے اس میں خوب کوشش و اجتہاد کرلو۔ اور اپنی کمی اور کوتاہی کا تدارک جس قدر ہو سکتا ہے کرلو۔ کیونکہ اکثر لوگوں نے یوم فطر کی تیاری کی اور روز عید کی صبح کو قبر میں جا بسے اور بہت سے بھائی مفارقت کر گئے اور کئی دوست معدوم ہو گئے۔ وہ لوگ کہاں گئے جو گذشتہ عید میں تمہارے ساتھ تھے اور وہ لوگ کہاں گئے جو اسی طرح گذشتہ عید میں خوش و خرم تھے۔ اُنہوں نے بڑی بڑی امیدیں کیں۔ اور یہ وہم کرکے کہ ہم یہاں ہمیشہ رہینگے۔ نہایت پختہ مکان بنائے۔ اور اسی اثناء میں ان کو موت نے آ دبایا۔ اور ان کے تمام نئے نشانات کو پرانا کر دیا۔ اور عنقریب اس کی جدائی کا بھی مزہ چکھینگے۔ دیکھیں کہ اگلے رمضان کو کون پاویگا۔ گویا کہ یہ ایک دوست تھا جو بڑی دیر کے بعد ملا۔ اور ایک خیالی خواب تھا جو میٹھی نیند میں آیا۔ اور دوست کی اُنس نے اُس کو خلق سے الگ رکھا۔ اور وہ خواہش کرتا ہے کہ کاشکے یہ مہینہ ہمیشہ کے لئے رہتا۔ اس نے اس میں اپنی لذیذ نیند کو چھوڑا۔ اور اندھیری رات میں قیام کرتا رہا۔ اور کوئی رمضان کو اپنی خواہشات و شہوات کے پورا کرنے کا اچھا موسم خیال کرتا ہے۔ اور اس کے ایام کو بیہودہ کارروائیوں کو جلدی پورا کرنے کا اچھا وقت گنتا ہے اور کوئی توبہ و انابت میں تفریط اور اجابت اور قبولیت میں کوتاہی کرتا ہے۔ اور رمضان میں بوجھ پر بوجھ اور اُس کے ایام میں گھاٹے پر گھاٹا جمع کرتا ہے۔ اور قیامت کے دن کے لئے کوئی خرچ جمع نہیں کرتا۔ اور اُس کے ہجر اور جدائی پر راضی رہتا ہے۔ اور سعید آدمی روز عید کو وعد و وعید سے نصیحت حاصل کرتا اور اپنے مولیٰ سے زیادتی طلب کرتا ہے۔ پس وہ یہی دن ہے جس میں وہ ملک مجید اپنے غلاموں اور کنیزوں کو آزادی کی فضیلت بخشتا ہے۔ روایت ہے کہ جب لوگ عید کی نماز کے لئے

جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں کو فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو اس شخص کی کیا جزا ہے۔
جس نے اپنا عمل پورا کیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یہ کہ اس کا اجر پورا دیا جاوے۔ پھر اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے اے فرشتو تم گواہ رہو۔ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ فراء فرماتے ہیں کہ عید کو اس لئے
عید کہتے ہیں۔ کہ اس میں خوشی دوبارہ آتی ہے۔ لیکن خوشی اور خوشی میں بہت فرق ہے
بعض لوگوں کی خوشی اپنے مولےٰ کے ساتھ ہے۔ اور مناجات کے بساط پر کھڑا ہونا ان
کے لئے نعمت ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔
کہ یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت پر خوش ہوں۔ یہ ان مالوں سے بہتر ہے جو جمع
کرتے ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جو دُنیا کے باطل اسباب پر خوش ہوتے ہیں۔ اور فانی
نعمتوں سے لذت پاتے ہیں۔ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ۔ یہ لوگ دنیا کو بہت دوست رکھتے ہیں
پس جب تو عید کے دن لوگوں کو اپنے گھروں سے نکلتا ہوا دیکھے تو یاد کرلے۔ کہ اسی طرح
لوگ قیامت کے دن قبروں سے نکلینگے۔ کوئی عمدہ عمدہ کپڑوں سے اپنے آپ کو آراستہ
کرتا ہے۔ کوئی اپنی مصیبت پر غمناک ہے۔ کوئی عمدہ خوشبو سے معطر ہورہا ہے۔ کسی کے
گھر سے رونے پیٹنے کی آواز آرہی ہے۔ اور کوئی پیادہ اور کوئی سوار اور کسی کے ساتھ اس کا دوست
اور کوئی اکیلا اور کوئی طالب اور کوئی مطلوب ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن نکلینگے۔
کوئی خوشی کرتا ہوا آویگا۔ اور کوئی واویلا پکارتا ہوگا۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا
وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا جس دن متقی اللہ کی طرف گروہ در گروہ ہوکر آوینگے
اور مجرموں کو دوزخ کی طرف دھکیل دینگے۔ اور جب تو مختلف قسم کی مخلوقات کو عید ان
میں نکلے ہوئے دیکھے تو یاد کرکہ اسی طرح نیکوں کے لئے نشان لگائے جائینگے۔ جبکہ وہ
دار السلام کی طرف جاوینگے۔ اور جب تو دیکھے کہ خلقت جمع ہے اور روزوں کا آواز سنا
گیا ہے۔ تو جان لے کہ اسی طرح مالک حاکم کے سامنے قیامت کو کھڑے ہونگے۔ اور ان
کی آنکھیں کھلی ہوئی اور کان حکم سننے کے منتظر اور اللہ تعالےٰ کے لئے آواز پست ہونگے
اور جب تو دیکھے کہ لوگ جا رہے نماز سے متفرق ہوکر ہر ایک اپنے اپنے گھر کو جا رہا
ہے۔ تو یاد کر کہ اسی طرح قیامت کے دن لوگ مختلف طور پر اپنے اپنے محل و مقام
کی طرف جاوینگے۔ عیدین میں طیب اور خوشبو یہ نہیں کہ تو عود و کستوری سے
اپنے آپ کو خوشبودار بنائے۔ بلکہ اصل خوشبو یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور پھر توبہ کو مع

توڑے اور سمعت وریا کا لباس اُتار کر ورع اور حیا کا کپڑا پہنے۔ اور صدق و وفا کا عطر لگائے اور دوستی اور صفا کے گھوڑے پر سوار ہووے۔ اور عبادت کے زیور سے آراستہ ہووے۔ اور زہد کی بالی ڈال لیوے اور صیانت و ہوشیاری کا کمربند پہن لے۔ اور امانت کی انگوٹھی ہاتھ میں ڈال لیوے اور برد سے ڈرتا ہوا اور صدو اعراض سے شرمندہ ہوا ہوا تو مصلے کی طرف چلے اور تو اس بات سے ڈرے۔ کہ شاید تیرے اعمال مردود اور تیری طاعات غیر مقبول ہوں۔ اور تکبیر کے وقت اللہ تعالےٰ کی عظمت و شان کے آگے پست ہو جائے اور تیرا نفس حقیر معلوم ہو۔ اور اپنے گناہوں کو یاد کرکے خشوع اور حضور دل سے قیام میں کھڑا ہو جائے۔ اور گردن کو جھکاتے ہوئے رکوع کرے۔ اور طامع کا سا سجدہ کرے۔ اور خطبہ سُننے کے لئے اس طرح بیٹھے جیسے کہ کوئی حساب کے لئے حاضر کیا گیا ہو۔ اور اس بات کا منتظر ہو کہ اس کو کیا خطاب ہوتا ہے۔ ورنہ سفید کپڑوں سے آراستہ ہوتا تیرے لئے کچھ فائدہ مند نہ ہوگا۔ کیونکہ دل دُنیا کے غم سے بیمار ہے۔ اُس کو لباس کی آراستگی کچھ مفید نہیں ہے۔ بعض صالحین چند جوانوں کے پاس سے گذرے جو عید فطر کے دن کھیل کود میں مشغول تھے۔ اس بزرگ نے ان کو فرمایا۔ اے لوگو۔ اگر تمہارے روزے قبول ہو گئے ہوں۔ تو پھر شاکرین ایسا نہیں کرتے۔ اور اگر تمہارے روزے قبول ہو گئے ہیں تو پھر بھی غمناک لوگوں کا یہ کام نہیں ہے۔ اس کلام نے ان میں اثر کیا۔ اور انہوں نے اپنی کھیل کو چھوڑ دیا۔
ایک شخص عید فطر کے دن حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک موٹی روٹی کھا رہے تھے۔ عرض کیا یا امیر المومنینؓ عید کے دن آپ اس قسم کی موٹی اور باسی روٹی کھا رہے ہیں۔ فرمایا آج عید اس شخص کے لئے ہے جس کے روزے قبول ہوئے ہوں۔ اور اس کی کوشش مشکور ہو گئی ہو۔ اور اس کے گناہ بخشے گئے ہوں۔ پھر فرمایا آج بھی ہمارے لئے عید ہے اور کل بھی ہمارے لئے عید ہے۔ اور جس دن میں ہم اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کریں۔ اس دن بھی ہمارے لئے عید ہے۔ شعر

قَالُوْا غَدًا الْعِیْدُ مَاذَا اَنْتَ لَابِسُہٗ ۔۔۔ فَقُلْتُ خِلْعَۃُ سَاقٍ حُبُّہٗ جُرَعًا

فَقْرٌ وَّ صَبْرٌ ھُمَا ثَوْبَانِ تَحْتَھُمَا ۔۔۔ قَلْبٌ یَّرٰی اُلْفَہُ الْاَعْیَادَ وَالْجُمَعَا

اَدْلَی الْمَلَابِسِ اَنْ تَلْقَی الْحَبِیْبَ بِہٖ ۔ یَوْمَ الزِّیَارَۃِ فِی الثَّوْبِ الَّذِیْ خَلَعَا
اَلدَّھْرُ مَاتِمُ لِیْ اِنْ غِبْتَ یَا اَمَلِیْ ۔ وَالْعِیْدُ مَا کُنْتُ لِیْ مَرْاٰی وَّ مُسْتَمِعًا
لَاکُنْتُ اِنْ کَانَ لِیْ قَلْبٌ یَحِنُّ اِلٰی ۔ حُلِّیْ سِوَاکَ وَلَوْ قَطَعْتَنِیْ قِطَعًا

(ترجمہ) لوگ کہتے ہیں کہ کل کو عید ہے تو کیا پہنے گا۔ میں نے کہا کہ وہ خلعت جو اس کی محبت نے مجھے گھونٹ پلائی ہے۔ اور جس خلعت کے فقر اور صبر دو کپڑے ہیں۔ جن کے نیچے دل ہے جو عیدوں اور جمعوں کی اُلفت کو دیکھتا ہے۔ زیارت کے دن سب سے بہتر کپڑا کہ جس سے تو دوست کی ملاقات کرے وہ کپڑا ہے جو اس نے پہنا یا ہے۔ اے میری امید اگر تو مجھ سے غائب ہوگئی تو پھر تمام عمر میرے لئے ماتم ہے۔ اور اگر میں تجھے دیکھ لوں یا سن لوں تو پھر میرے لئے عید ہی عید ہے۔ تیرے سوا کسی اور کی طرف میرا دل ہرگز مائل نہ ہوگا خواہ تو مجھے اپنے پاس سے جدا کر دے یا ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے یا اللہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا حق ہے اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔ پس اگر میں بھی نیکو کاروں میں سے ہوں۔ تو مجھ پہ رحم کر۔ اور اگر میں نیکو کاروں میں سے نہیں ہوں تو تو نے فرمایا ہے کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ مومنوں پہ مہربان ہے، پس مجھ پر رحم کر۔ اور اگر میں مومنوں میں سے نہیں ہوں۔ تو تو تقوے اور مغفرت والا ہے۔ مجھے بخش دے۔ اور اگر میں ان میں سے کسی چیز کا مستحق نہیں ہوں۔ تو پھر میں بڑی مصیبت والا ہوں۔ تو نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔ یا اللہ تو مجھ پر رحم کر۔ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن لوگوں سے الگ جا بیٹھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان صفوں میں کیوں نہیں بیٹھتے۔ فرمایا کہ سائل ضعیف کی یہی جگہ اچھی ہے جب لوگ واپس چلے گئے۔ تو زور سے پکارا کہ یا اللہ ہم تجھے راضی کرنے کے لئے آئے ہیں کاش کہ ہم تیری نافرمانی نہ کرتے۔ یا اللہ تو ہمارے ارادوں کو درست کر دے۔ اور ہمارے دلوں کو غیر کے تعلق سے چھڑا دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو

بخش - آمین - آمین آمین ۔

(فصل اٹھارھویں عبودیت اور عشق کے ذکر میں)

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو اپنی عظمت و کمال کی صفات میں یگانہ ہے۔ اور اپنے کبر و جلال کی عزت میں پاک ہے اور خلق و ابداع میں واحد ہے اور اس کے افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اس کا عام فضل و کرم تمام مخلوق کو شامل ہے۔ اور اس نے مومنین کو توحید کے فضل و انعام سے خاص کیا۔ اس کے وجود کے دلائل اور اس کے جود کے آثار عقلوں پر ظاہر ہیں۔ اور فہم اس کی ذات کے ادراک اور صفات کے احاطہ سے قاصر ہیں۔ اور اسرار اس کی تعظیم میں مدہوش اور حیران ہیں۔ سو کر جب اس کی عجائبات صنعت کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کی حکمت کے ادراک سے تھک کر رہ جاتے ہیں۔ اور ارواح جبکہ ان پر سعادتمندی کی ہوا چلتی ہے۔ تو اس کی محبت کے باغوں میں چرتے ہیں۔ وہ اپنے قدم و بقا میں اول و آخر اور قہر و کبریا میں ظاہر و باطن ہے۔ وہ قدوس اور صمد اور تمام اشیاء سے غنی ہے۔ وہ واحد اور احد اور شریک و مانند سے پاک و منزہ ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے جس نے اس سے دوستی لگائی۔ اس کی اس نے عزت بڑھائی۔ اور جس نے اس کی طرف سے منہ موڑا اس کو اس نے ذلیل و خوار کیا۔ وہ حی اور علیم ہے۔ اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سمیع اور بصیر ہے اور ظاہر و باطن اس کے نزدیک برابر ہے۔ وہ مرید اور قدیر ہے۔ اور اس کی قدرت کے نشان ظاہر ہیں۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ جس کی برکتیں صاف دلوں کو پہنچتی ہیں متکلم ہے۔ اس کی صفات دلیلوں کے ساتھ ثابت ہیں۔ اور سوائے اندھے کے ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ تشبیہ کی نفی کر کے اور اس کی صفات کمال کو ثابت کر کے اپنے رب کی عظمت بیان کر۔ اور مشبہین کی بیوقوفی کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ ان کی سب باتیں وہمی اور خیالی ہیں۔ اور معطلین کے شبہ کی طرف کان نہ لگا۔ کیونکہ گمراہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو جنگ و جدال کے درپے ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں سے بعض کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کی ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین

بر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو سلام کہتے ہیں سب طرف سے منہ موڑ کر اُس کے ذکر میں لگا رہ اور اس کی کتاب کو مضبوط پکڑ اور اُس کی مناجات سے لذت حاصل کر۔ کیونکہ تیرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ تجھے اپنے دروازہ پر کھڑا ہوا دیکھے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ نے اس قول کو جس میں وہ اپنے دوستوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ نہیں سنا ہے أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُنکے صبر کا بدلہ جنت دیا جاویگا اور تحفہ اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جاویگا۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور نہایت ہی اچھی اور بہتر جگہ ہے وہ ایسا مولیٰ ہے کہ اگر تو اُس کی تابعداری کرے تو وہ تجھے اپنے نزدیک کرے۔ اور اگر تو اسی پر کفایت کرے تو وہ تجھے غنی بنا دے۔ اور اگر تو اُس کو بلائے تو لبیک کہے اور اگر تو اس سے پیٹھ پھیرے تو تجھے اپنی طرف بلائے۔ دیکھ وہ اپنے بندوں کے کس قدر جرم وعصیان کو اپنے ستر و احسان کے ساتھ بخشتا اور ڈھانپتا ہے ہیں اُس کی عام عطا و بخشش پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تمام انبیاء اور رسولوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ اُن پر اور اُن کی آل واصحاب پر جو تمام اُمت میں سے نیک و پاک ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی صلوٰۃ وسلام ہو جس سے ان کی عزت و شرافت اور قرب و اکرام زیادہ ہو۔ جب تک کہ اندھیرے طاری ہوتے رہیں اور کلام انتظام پاتی رہے اور کبوتر گاتے رہیں اور بادل روتے اور باغ خوشی سے ہنسے اور کھلتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر بڑی نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے کلام کرتے ہیں تو بڑے حوصلہ سے جواب دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا تمام زمین و آسمان کے رہنے والے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نے ان خاص بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو اُس کے قرب و وداد کے ساتھ مخصوص اور اوصاف عبودیت کے ساتھ موصوف ہیں۔ تو اس آیت کے معنے یہ ہونگے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے یہ اوصاف ہونگے۔ ان کو ان کے

صبر کے بدلے جنت دیجاویگی اور اس میں تحفے اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جاویگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو سلام دیگا۔ اور وہ اُس کی کلام قدیم کو سن لینگے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اور فرشتے ہر دروازہ سے ان کے پاس آکر اُن کو کہینگے سلام ہو تم پر اس بات کے عوض میں جو تم نے صبر کیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو زمین پر نرمی اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور طیش و تکبر سے اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۔ (اور زمین پر اکڑ کر نہ چل تو زمین کو نہیں پھاڑ لیگا اور نہ ہی تو پہاڑوں پر چڑھ جاویگا) یعنی تو نہایت ہی عاجز اور ضعیف ہے۔ تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ زمین کو پھاڑ ڈالے یا تو اپنی بڑائی و تکبر سے پہاڑوں پر چڑھ جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس کے دل میں ایک ذرہ بھر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور رسول اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچتا ہوا چلے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی طرف نظر نہیں کرتا۔ اور حدیث میں ہے کہ مبارک ہونا اُس شخص کے لئے جس نے بغیر کسی نقصان دینے کے تواضع کی۔ اور مسکنت کے سوا اپنے نفس میں ذلیل ہوا اور اپنے جمع کئے ہوئے مال کو معصیت کے سوا خرچ کیا۔ اور عاجزوں اور مسکینوں پر رحم کیا اور داناؤں کے ساتھ میل جول رکھا۔ شعر

وَلَا تَمْشِ فَوْقَ الْأَرْضِ إِلَّا تَوَاضُعًا فَكَمْ تَحْتَهَا قَوْمٌ هُمُوْ مِنْكَ أَرْفَعُ
فَإِنْ كُنْتَ فِيْ عِزٍّ وَجَاهٍ وَمَنْعَةٍ فَكَمْ مِنْ قَوْمٍ هُمُوْ مِنْكَ أَمْنَعُ

(ترجمہ) زمین پر تواضع کے ساتھ چل۔ کیونکہ اس کے نیچے بہت سے لوگ ایسے دفن ہیں۔ جو تجھ سے زیادہ بلند درجے والے تھے + اگر تو بڑے عزت و مرتبہ و جلال والا ہے تو کیا ہوا کئی تجھ سے زیادہ مالدار لوگ مر گئے) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۔ جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ اُن کو سلام کہتے ہیں۔ یعنی ایسی کلام کرتے ہیں۔ جس میں وہ گناہ سے بچتے ہیں۔ اور مقابلہ میں نہیں آتے اور نہ تکلیف دیتے نہ لیتے ہیں۔ اور یہی عمدہ عمدہ اخلاق ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ مدافعت کر اس بات سے جو اس سے اچھی ہے۔ اور اس سے وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے جیسے کہ ولی دوست یعنی جو تجھ سے بُرائی کرے۔

تو تو برائی کے عوض اس کے ساتھ احسان کرے تاکہ اُس کی عداوت دوستی سے بدل جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص زبردست نہیں ہے جو کشتی میں زبردست ہو۔ بلکہ وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ حلیم کا پہلا فائدہ ہے کہ لوگ سب اسکے مددگار ہوتے ہیں۔ شعر

وَاِذَا الْمُسِیْئُ جَنٰی عَلَیْکَ جِنَایَۃً فَاقْتُلْہٗ بِالْمَعْرُوْفِ لَا بِالْمُنْکَرِ

اَحْسِنْ اِلَیْہِ اِذَا اَسَاءَ فَاِنَّہٗ مِنْ ذِی الْجَلَالِ بِمَسْمَعٍ وَّ بِمَنْظَرٍ

ترجمہ: جب کوئی برائی کرنے والا تیرے ساتھ برائی کرے تو تو اس کو احسان کے ساتھ قتل کرنہ کہ برائی کے ساتھ۔ اور جب وہ تجھے برائی پہنچائے تو تو اس سے احسان کر کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اور رسول اللہؐ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ مدارات میں دنیا و دین کی سلامتی ہے۔ اور مقابلہ میں دونو کا خطرہ ہے (شعر

مَا دُمْتَ حَیًّا فَدَارِ النَّاسَ کُلَّھُمْ فَاِنَّمَا اَنْتَ فِیْ دَارِ الْمُدَارَاتِ

مَنْ یَدْرِ دَارٰی وَمَنْ لَّمْ یَدْرِ سَوْفَ یُرٰی عَمَّا قَلِیْلٍ نَدِیْمًا لِلنَّدَامَاتِ

ترجمہ: جب تک تو زندہ ہے سب لوگوں کے ساتھ مدارات کر کیونکہ تو مدارات کے گھر میں ہے اور جو کوئی مدارات کرتا ہے اس کی مدارات ہوتی ہے۔ اور جو کسی کی مدارات نہیں کرتا وہ ندامت اُٹھاتا ہے۔ اور جو شخص لوگوں کے ساتھ مدارات کرتا ہے اور اپنے دین کو سلامت رکھنے کی خاطر ان کی اذیت و تکلیف برداشت کرتا ہے۔ وہ بہت ہی دانا ہے۔ کیونکہ جو شخص دیکھتا ہے کہ سب افعال اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ تو وہ کسی پر عتاب نہیں کرتا۔ یہی شخص توحید اور معرفت والا ہے۔ بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو اذیت کو برداشت کرتے ہیں۔ اور اس کو اپنے گناہوں کی جزا جانتے ہیں اور اپنے نفس کی ملامت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری اور آخرت کا ثواب طلب کرنے کے لئے اذیت برداشت کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ سے روایت ہے کہ مومن کی میزان میں قیامت کے دن اچھے خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور حدیث میں ہے کہ آدمی اپنے حسن خلق کے باعث رات کو جاگنے والے اور دوپہر گرم کو پیاسا رہنے والے یعنی روزہ دار کا مرتبہ پالیتا ہے۔ حضرت احنف بن قیسؓ

کو منی میں ایک شخص آگے سے آملا۔ اور باہم ایک دوسرے سے مزاحم ہوئے۔ وہ شخص گالی نکالنے لگا اور اُس نے معلوم نہ کیا کہ یہ احنف ہے۔ اور بدستور گالی نکالتا رہا حتیٰ کہ جب عرفات میں پہنچے تو احنف نے اُس کی اونٹنی کی باگ پکڑ لی اور کھڑا ہو کر کہنے لگا اے شخص جو کچھ تیرے نفس میں ہے اسی جگہ سب کچھ کہہ دے ایسا نہ ہو کہ میری قوم کا کوئی شخص سُن لے اور تجھے تکلیف دیوے اس وقت اس کو معلوم ہوا۔ کہ یہ احنف ہے۔ اس نے بہت عذر خواہی کی اور شرمندہ ہوا۔ ایک دن کسی شخص نے کہا اے احنف اگر تو مجھے ایک بات کہیگا تو میں تجھے دس سناؤنگا۔ احنف نے اس کو کہا کہ اگر تو مجھے دس سناویگا تو میں تجھے ایک بھی نہ سناؤنگا۔ ایک عورت نے مالک ابن دینار رحہ کو کہا اے ریاکار۔ انہوں نے کہا اس عورت نے میرا وہ نام بتلایا ہے جو تمام اہل بصرہ سے پوشیدہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے آگے سجدہ اور قیام کرتے گذارتے ہیں یعنی یہ لوگ رات کو زندہ ہوتے ہیں اور تمام لوگ دن کو مُردہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ یعنی وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں صالحین کا یہی دستور تھا کہ رات کو قیام اور دن کو روزہ میں بسر کرتے تھے نیز با تقویٰ اور مدعی ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ انکے دیدار سے وہ فائدہ حاصل ہوتا تھا جو کلام سے ہوتا تھا لیکن جو اپنے حال کے سوائے تجھے نصیحت کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو بیگانہ مال تجھے دیوے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے حال کے سوائے دعوےٰ کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بیگانے مال پر فخر کرے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا حال ہزار شخصوں میں وہ نفع کرتا ہے جو ایک شخص کی کلام دوسرے کو نفع دیتی ہے۔ رسول اللہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل مجھے ہمیشہ رات کے قیام کی وصیت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ میری اُمت کے بہتر لوگ کبھی نہ سوویںگے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زیادہ نہ کھاؤ کیونکہ تم زیادہ پانی پیوگے اور پھر تمہیں زیادہ نیند آویگی اور تم خیر کثیر سے محروم رہوگے بہت سونے میں عمر کا نقصان اور حشر کے دن کا گھاٹا ہے۔ شعر

نَعُوْذُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ ... اِنَّ النَّوْمَ خَسْرَاتٌ
وَلَا تَرْکُنْ اِلٰی ذَنْبٍ ... نَعُضَّ الذَّنْبِ بِتُّ ذَاتٌ
وَ قُمْ لِلْوَاحِدِ الْمَعْبُوْدِ ... فَلِلْغُفْرَانِ حَسَنَاتٌ
اِذَا مَا جَهَدَ لَیْسَ لَهٗ ... فَهُمْ فِی اللَّیْلِ رُهْبَانٌ

تنام الغافل النساھی | وما فی القوم وسنان
وکلھم المعرض اللاھی | وعند القوم احزان
فما یلھیھم ربع | ولا اھل واخوان
ھم واللہ فتیان | اذا ما قیل فتیان

(ترجمہ) رات کے قیام کی عادت کر۔ کیونکہ نیند میں سراسر خسارہ ہے۔ اور گناہ کی طرف رغبت نہ کر کیونکہ گناہ کا انجام آگ ہے۔ اس ذات معبود کے لئے کھڑا ہو۔ اور قرآن کے ساتھ دوستی لگا۔ جب رات ان کے لئے آتی ہے۔ تو وہ رات کو جاگتے ہیں۔ اور جو غافل و سست ہو کر سو رہتا ہے۔ وہ ان لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتا۔ اور جو روگردان ہو کر کھیل کود میں وقت بسر کر دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے نزدیک ہمیشہ غمناک رہتا ہے۔ ان لوگوں کو کسی قسم کا فائدہ یا اہل وعیال اور دوست بھائی اللہ تعالے کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔ بخدا جب کہیں جوانمردوں کا ذکر آئے تو یہی لوگ جوانمرد ہیں یہ لوگ سوتے ہیں اور یہ قیام میں ہوتے ہیں۔ لوگ نیند میں اور یہ رکوع میں۔ لوگ آرام میں اور یہ سجدے میں ہوتے ہیں۔ لوگ خلق کے ساتھ اور یہ حق کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس شخص کے درمیان کہ جس کا غمخوار اس کا مولائے قریب ہو۔ اور رقیب کے سوائے اپنے دوست کے ساتھ خلوت میں ہو اور اس شخص کے درمیان کہ جس کے اوقات بیہودگی میں گذرتے ہیں۔ اور فانی لذتوں پر خوش ہو رہا ہے۔ اور دن رات بیہودہ اور جھوٹے قصہ کہانیوں میں گذار دیتا ہے بہت فرق ہے۔ شعر

للہ قوم اخلصوا فی حبہ | فاختارھم ورضی بھم خداما
قوم اذا جن الظلام علیھم | انصرت قوما سجدا وقیاما
تلذذ دون بذکرہ فی لیلھم | ویکابدون لدی النھار صیاما
فسیغنمون عرائسا بعرائس | ویبوؤن من الجنان خیاما
وتقر اعینھم بما اخفی لھم | ویسمعون من الجلیل سلاما

(ترجمہ) ان لوگوں نے اللہ تعالے کی خالص محبت اختیار کی۔ پس اس نے ان کو پسند کر لیا۔ اور ان کو اپنا خادم بنانے پر راضی ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہ لوگ سجدہ اور قیام میں رات گزار دیتے ہیں۔ اور تمام رات اس

۔کے ذکر کی لذت پاتے اور دن کو روزوں کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور وہ دنیا کے عروسوں کے بدلے عاقبت کی عروسیں پا دینگے۔ اور جنت کے خیموں میں جگہ لینگے اور ان کی آنکھیں اس چیز کے ساتھ جوان کے لئے پوشیدہ کی گئی ہے۔ ٹھنڈے ہونگے۔ اور اپنے مالک جلیل سے سلام کا آواز سُنینگے) بعض کہتے ہیں کہ رات محبوں کے لئے ہر حال میں بیداری ہی بیداری ہے۔ پس جس کا وقت ہجر فراق کا وقت ہو۔ وہ اس طرح کہتا ہے۔ شعر

کَمْ لَیْلَۃٍ قَفَیْتُھَا سَاھِرًا ۔۔۔ لَمَّا تَوَلّٰی ھَجْرُکُمْ مُعْرِضًا
اَطُوْفُ فِیْ ظُلْمَاتِھَا مُبْصِرًا ۔۔۔ وَلَیْسَ ضَوْءٌ مِثْلَ ضَوْءِ الرِّضَا

(ترجمہ) بہت سی راتوں کو میں نے بیداری میں گزار دیا جبکہ تمہارا ہجر منہ پھیر گیا اور میں ان کے اندھیروں میں آنکھیں کھول کر دیکھتا رہا۔ لیکن رضا کی روشنی جیسی اور کوئی روشنی نہیں ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگ دوزخ کے انگاروں پر ہونگے۔ تو خدا کے بندے رضا کے بچھونے پر۔ اور لوگ بیقراری اور گھبراہٹ میں ہونگے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے بندے قرب ولقاء میں ہونگے۔ اور بیداری کے عوض دیدار حاصل کرینگے۔ اور فنا کے بدلے مرادیں پا وینگے۔ شعر

حَجَبْتَ عَیْنَیَّ عَنْ رُؤْیَاكَ یَا اَمَلِیْ ۔۔۔ فَلَوْ مَنَنْتَ عَلٰی عَیْنَیَّ بِالنَّظَرِ
حَتّٰی اَقُوْلَ لِعَیْنِیْ عِنْدَ رُؤْیَتِھَا ۔۔۔ ھٰذَا جَزَاءٌ لِطُوْلِ الْھَمِّ وَالسَّھَرِ

(ترجمہ) اے میرے اللہ تو نے میری آنکھوں کو اپنے دیدار سے روک دیا۔ کیا اچھا ہو اگر تو میری آنکھوں پر دیدار کا احسان کرے حتٰے کہ میں دیدار کے وقت اپنی آنکھوں کو کہوں کہ یہی بیداری اور آنسوؤں کا بدلہ ہے۔ اے غافل رات کے سفر کو وہی شخص برداشت کرسکتا ہے جو بھوک کا عادی ہو۔ تو سستی کے لشکر کو جمع کرتا ہے اور کم ہمتی کے دامن میں لٹکتا ہے۔ اور نیند کی مجلس میں آراستہ اور عمدہ عمدہ فرش کو پیراستہ کرتا ہے۔ ہاں اگر عزم وارادہ کی آگ سے شعلہ بھڑکائے۔ اور اس سے تیرے مقصد کا راستہ روشن ہو جائے۔ تو تو بھی یقین کے کانوں سے یہ ندا سن لیگا۔ کہ آیا کوئی ہے مجھ سے مانگنے والا۔ یا کوئی ہے مجھ سے بخشش مانگنے والا۔ یا کوئی ہے میرے آگے توبہ کرنیوالا۔ شعر

نَقَشْتُ اَفْرُشُ خَدِّیْ فِی التُّرَابِ لَہٗ ۔۔۔ ذُلًّا وَاَسْحَبُ اَجْفَانِیْ عَلَی الْاَثَرِ

(ترجمہ) میں اٹھتا تاکہ میں اپنے رخساروں کو عاجزی کے ساتھ اس کے لئے زمین پر بچھاؤں۔ اور اپنی پلکوں کو اس کے قدموں پر رکھوں + صبح کی ہوائیں روحوں کو قوت دیتی ہیں۔ اور نسیم کی عبارت کو مشتاق کے سوائے اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اور برق کی حدیث ان دوستوں کے سوا کسی کو اچھی نہیں لگتی۔ جو مناجات کے بچھونے پر دوست کے ساتھ خلوت میں ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو وصل کا لباس پہناتا اور صبح کے غالیہ پچھے معاملہ کی خوشبو ان کو لگاتا ہے۔ اور وہ صبح ایسے حال میں کرتے ہیں کہ قرب کے نشان اُن پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اُن کے کپڑوں سے خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں۔ اے نیند کے مردار افسوس کر اور اے غفلت میں برہنہ پڑے ہوئے اپنی حالت پر رو۔ ہائے افسوس تو کیا جانتا ہے کہ ان پر کیا گذری۔ اور ان لوگوں کا کیا حال ہوا۔ اور انہوں نے کس طرح رات گزاری وہ لوگ جن کے پہلو صبح دم تک اپنی خوابگاہوں سے الگ رہتے تھے چلے گئے۔ اور نیند کا مارا ہوا اپنی نیند کی قید میں مقید رہا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے اپنی اپنی منزلوں میں جا آرام کیا۔ اور وہ ان کے نشان ڈھونڈھتا ہوا اٹھا۔ شعر

حَمِدَ الْحَمْدُ لِجُونِ عَبَّ سَرَاهُمْ ‏ ‏ ‏ ‏ وَكَفَى مَنْ تَأَخَّرَ الْإِبْطَاءُ

(ترجمہ) وہ لوگ حمد کے لائق ہیں جن کے قافلے اندھیرے اندھیرے سے چلے جاتے ہیں۔ اور پیچھے رہنے والے کے لئے توقف ہی کافی ہے + شعر

حَدِّثْ فَقَدْ غَابَ سَمْعِي الْيَوْمَ عَنْ بَصَرِي ‏ ‏ ‏ ‏ قَنِعْتُ فِي الْحُبِّ بَعْدَ الْعَيْنِ بِالْأَثَرِ

بِاللّٰهِ قُلْ لِي أَحَادِيثَ الَّذِينَ مَضَوْا ‏ ‏ ‏ ‏ إِنْ كُنْتَ مُطَّلِعًا مِنْهُمْ عَلَى خَبَرِ

(ترجمہ) میرے آگے بیان کر کیونکہ آج میرے کانوں نے میری آنکھوں سے وعدہ لیا ہے کہ میں محبت میں اصل کے بعد نشان سے قناعت کرونگا + تجھے اللہ کی قسم کہ گذشتہ لوگوں کی باتیں میرے آگے بیان کر۔ اگر تو ان کے حال سے واقف ہے + ان لوگوں کو شوق نے اس طرح جھکا یا جیسے کہ ہوا شاخوں کو جھکاتی ہے۔ اور خوف نے ان کے دلوں کے سینوں کو ہلا دیا۔ پس انکی زبان عاجزی کرتی ہے۔ اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ ان لوگوں نے بقدر کفاف دنیا سے لیلیا۔ اور حرص کو قناعت کے بدلے نوشیرواں کا ملک دیکر بیچدیا۔ تو کس طرح ان میں سے ہو سکتا ہے۔ بھلا سونے والا کس طرح جاگنے والے کی طرح ہو سکتا ہے۔ ان کے اور تیرے درمیان بہت فرق ہے۔

بہادر اور بزدل کے درمیان بہت فرق ہے۔ دوست کی خلعت نے ان کو تمام ناز و نعمت سے ہٹا رکھا۔ اور ہمہ تن اپنے مولیٰ کے دیدار کے مشتاق ہو گئے اور محب پیاسا ہوتا ہے پس جب وہ قیامت میں وارد ہونگے۔ خوشخبری دینے والا ان کو بشارت دیگا کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو بہشت کبھی پاک نہ ہوتا۔ اور اللہ تعالٰی نے ان کو اپنی رحمت و رضوان کی خوشخبری دیگا۔ حضرت جنید رحمہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ زیادہ قریب کرنیوالا عمل جس سے مقرب لوگ قرب حاصل کرتے ہیں۔ کونسا ہے۔ میں نے کہا وہ عمل خفی جو میزان میں پورا ہو۔ پس وہ فرشتہ یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ بخدا یہ کلام بہت ہی موافق ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَالَّذِینَ یَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ (وہ لوگ جو کہتے ہیں اے اللہ تو ہم سے دوزخ کا عذاب دور کردے یعنی یہ لوگ باوجود طاعات اور اجتہاد کے اللہ تعالٰی سے ڈرتے ہیں۔ اور ذلت و محتاجی کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے اسرار ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے مولیٰ کے عذاب سے دور ہٹانے کا سوال کرتے ہیں۔ اور عدل و توبیخ اور عتاب کے قائم کرنے سے خوف کرتے اور اس کے قہر و عزت کے دبدبے اور منع و حجاب سے ڈرتے ہیں۔ اور غافل باوجود اپنی کوتاہی اور اعمال میں سستی کرنے کے اپنے حال اور انجام کو نہیں سوچتا۔ ان دونوں فریق میں بہت فرق ہے۔ اور ان دونوں راہوں میں بہت بعد ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے اسامہ بن زید رہ کو فرمایا اے اسامہ ان خدا کے بندوں کی دعا سے بچیو۔ جن کے گوشت پگھلے ہوئے اور ان کے چمڑے جلے ہوئے اور ان کی آنکھیں دھنسی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالٰی جب ان کی طرف دیکھتا ہے تو فرشتوں میں انکے ساتھ فخر کرتا ہے۔ انہی لوگوں کے ذریعے اللہ تعالٰی زلزلوں اور فتنوں کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَالَّذِینَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَكَانَ بَیْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا۔ وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی۔ اور اس کے درمیان اعتدال پر چلتے ہیں یعنی اپنے مالوں کو گناہوں اور کھیل کود اور بیفائدہ کاموں میں خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالٰی کا حق اپنے مال سے ادا کرتے ہیں۔ اور جہاں جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں بخل نہیں کرتے۔ اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مصلحت میں مناسب طور پر نفقہ کرتے ہیں۔ اور طاعات

اور ضروری مباحات میں صرف کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وہ لوگ
جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو غیر پکارتے یعنی اُس کو واحد جانتے ہیں اور اپنے ہاتھوں
اور زبانوں کو لوگوں کے خون اور مال اور عزت سے ہشیار رکھتے ہیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو حرام
سے بچاتے ہیں۔ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ
ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا
اور کسی نفس کو کہ جس کا قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ
اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص ایسا کریگا یعنی مذکورہ بالا تین فعلوں میں سے ایک
کریگا۔ اُس کو قیامت کے دن دُگنا عذاب ہوگا جس میں وہ ہمیشہ خوار رہیگا۔ ہاں جس نے توبہ
کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا۔ اور
اللہ تعالےٰ ہمیشہ بخشنے والا اور مہربان ہے وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ
مَتَابًا۔ اور جس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اس طرح کہ پھر ان کو یاد تک نہ کیا اور نیک
عمل بجالایا۔ اللہ تعالےٰ اس کی توبہ کو قبول کریگا اور اُسکو نیک جزا دیگا۔ وَالَّذِیْنَ لَا
یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور نہ ہی بیہودہ جگہوں اور فسق کی
مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ اور جب لغو یعنی بیہودہ اور
بیفائدہ کام یا جگہ سے گذرتے ہیں۔ تو بڑی کرامت کے ساتھ وہاں سے گذر جاتے ہیں۔ اور
اپنے آپ کو ان بیہودہ مشغلوں میں شاغل نہیں کرتے۔ اور اچھی طرح اپنے آپ کو ایسی مجلس
اور ایسے لوگوں سے بچاتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا
صُمًّا وَّعُمْیَانًا اور وہ لوگ کہ جب اُن کے سامنے اللہ تعالےٰ کی آیات بیان کی جاتی
ہیں تو وہ اُن کو اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں سُنتے یعنی اُن میں غور و فکر کرتے اور سُننے
سے اندھے اور بہرے نہیں ہوتے بلکہ اچھی طرح تدبر و تفکر سے کام لیتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اور
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے اللہ ہماری ازواج و ذریات سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہمیں
بخش۔ اور ہم کو متقین کا پیشوا بنا یعنی اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اُن کو صادقین
میں سے بنائے تاکہ اُن سے وہ لوگ ہدایت پائیں جو متقین کے راستہ کو پہچاننا چاہتے

ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کیسے ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ وہ ایسے لوگ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت اُن کی حلاوت اور فقر اُن کی کرامت۔ اور ترک دنیا ان کی لذت اور اللہ کی طرف اُن کی حاجت اور تقوے ان کا زادِ راہ اور اللہ کے ساتھ ان کی تجارت اور اسی پر ان کا اعتماد اور اسی کے ساتھ ان کا انس اور اسی پر ان کا توکل ہے۔ اور بھوک ان کا کھانا اور حسن خلق ان کا لباس اور سخاوت ان کا بستہ اور علم ان کا رہنما اور صبر ان کا کھینچنے والا اور ہدایت ان کی سواری اور قرآن انکی باتیں اور شکر اُن کی زینت اور ذکر اُن کی ہمت اور رضا اُن کی راحت اور قناعت اُن کا مال اور عبادت اُن کا کسب اور حیا اُن کا کرنہ اور خوف ان کی عادت اور دن انکی عبرت اور رات ان کی فکر اور حکمت اُن کی سیف اور حق اُن کا محافظ اور زندگی اُن کا مرحلہ اور موت اُن کی منزل اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اُن کی اُمید ہے۔ یہ لوگ رحمٰن کے بندے ہیں۔ بعض بزرگ بیان کرتے ہیں۔ کہ عبودیت کے چار ارکان ہیں صحت عقد اور صدق قصد اور وفاء عہد اور حفظ حد۔ صحت عقد کے یہ معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا اور تشبیہ اور تعطیل کے سوا اس پر اپنے اعتقاد کو صحیح و درست رکھنا اور صدق قصد یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص بجالانا اور وفاء عہد کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اوامر کو بجالائیں۔ اور حفظ کی حد کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کے نواہی سے پرہیز کریں۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ عبودیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جائے جیسے کہ وہ تیرا رب ہے۔ حضرت سہل بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ عبودیت میں اعلیٰ مقام اپنی تدبیر اور اختیار کا ترک کرنا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبودیت یہ ہے کہ تو ہمہ تن اپنے آپ کو اسی کے سپرد کر دے اور اپنا سارا بوجھ اسی پر لاد دیوے۔ کسی شخص نے بعض صالحین کو کہا کہ میرے لئے کوئی حیلہ نہیں رہا۔ اب میں کیا کروں۔ فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو کوتاہ کر اور رخسارے کو زمین پر خاک آلودہ کر اور دوری سے ڈرتا رہ ۔

عشرہ ذی الحج میں عمل کی فضیلت کا ذکر

اللہ تعالیٰ کے بندو یہ وہ دس راتیں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فجر میں قسم کھائی ہے۔ اور اس طرح فرمایا ہے وَالْفَجْرِ مجھے فجر کی قسم ہے اس سے مراد ہر ایک فجر ہے بعض کہتے ہیں کہ قربانی کے دن کی فجر ہے۔ کیونکہ وہ عرفہ میں کھڑے ہونے کا آخری وقت ہے۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ محرم کے اول دن کی فجر ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس سے مراد صبح کی نماز ہے
وَلَیَالٍ عَشْرٍ اور دس راتوں کی قسم ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک ان سے مراد ذی الحج کی دس
راتیں ہیں۔ حضرت جابر رضؓ نے بھی رسول اللہ ؐ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں۔
کہ وہ رمضان کی آخری دس راتیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ محرم کی اول دس راتیں ہیں حضرت
مجاہد رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ تمام سال کی راتوں میں سے کسی رات کا عمل اس قدر فضیلت والا نہیں
ہے جس قدر کہ ان دس راتوں کا عمل۔ اور یہ دس راتیں وہ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے
حضرت موسیٰ ؑ کے لئے پورا کیا تھا۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے۔
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عشرہ ذی الحج سے بڑھ کر زیادہ پیارا عبادت
کے لئے اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہے۔ ان میں سے ہر ایک
دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ہر ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے
قیام کے مساوی ہے۔ حضرت مالک رحؒ نے اپنے موطا میں روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ
نے فرمایا۔ کہ شیطان جس قدر عرفہ کے روز ذلیل وخوار اور حقیر اور غصہ میں جلتا ہوا دکھائی
دیتا ہے اس قدر اور کسی دن میں دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی وجہ ہے کہ جب وہ اس
دن بندوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی۔ اور ان کے بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے
دیکھتا ہے تو اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ یا بدر کے دن اسکی ایسی حالت دیکھی
گئی تھی۔ یاروں نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ بدر کے دن اس کی ایسی حالت کیوں ہوئی تھی
آپ نے فرمایا اس سبب سے کہ اس نے دیکھا کہ جبرئیل ؑ فرشتوں کے ساتھ صف باندھے آرہا ہے
اور صحیح حدیث میں رسول اللہ ؐ سے روایت ہے کہ تمام دعاؤں سے افضل دعا عرفہ کے دن کی
دعا ہے اور میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی افضل کلام لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
ہے مسلم رحؒ نے قتادہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی۔ کہ آپ کس طرح روزہ رکھتے ہیں۔ اس کی بات سن کر رسول اللہ ؐ غضب میں آگئے
جب حضرت عمر رضؓ نے آپ کا غضب دیکھا۔ کہا ہم راضی ہوئے اس بات پر کہ اللہ تعالےٰ
ہمارا رب ہے اور دین ہمارا اسلام ہے اور نبی ہمارا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ کے غضب اور اس کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتے ہیں حضرت
عمر رضؓ اس کلام کو بار بار کہتے رہے حتےٰ کہ آپ کا غصہ دور ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضؓ نے عرض

کیا کہ اس شخص کا کیا حال ہے جو ہمیشہ کے لئے روزہ رکھے۔ آپ نے فرمایا نہ کسی نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا ہے یا آپ نے فرمایا کہ نہ کوئی روزہ رکھے اور نہ کوئی افطار کرے۔ پھر عرض کیا کہ اس شخص کا کیا حال ہے کہ جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ آپ نے فرمایا کوئی ایسی طاقت بھی رکھتا ہے۔ پھر عرض کی کہ جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ فرمایا یہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ ہے۔ پھر عرض کیا کہ جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے اس کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی طاقت ہو۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینہ کے تین روزے اور رمضان دوسرے رمضان تک یہ ہمیشہ کا روزہ ہے۔ اور یوم عرفہ کے روزہ کے بدلے اللہ تعالےٰ ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور یوم عاشورے کے دن کے روزے کے عوض ایک سال پچھلے کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں پس مومن کو لازم ہے کہ اس عشرہ میں عبادت و اجتہاد میں سعی کوشش کرے۔ اور جس چیز کی اللہ تعالےٰ نے حرمت بیان کی ہے اس کی تعظیم بجالائے اور اس عشرے میں سے عرفہ کا دن زیادہ بزرگ اور اشرف ہے۔ اسی دن میں اللہ تعالےٰ نے اسلام کے احکام اور شرائع کو کامل کیا۔ یعنی پہلے پہل اللہ تعالےٰ نے اس امت پر توحید کی شہادت اور پیغمبروں کی تصدیق اور دن کی اول دو رکعتیں اور دن کی اخیر دو رکعتیں فرض کیں۔ پھر ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے معراج کی رات کو پانچ نمازیں فرض کیں۔ پھر مدینہ میں ہجرت سے ایک سال بعد زکوٰۃ اور رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ پھر ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا۔ اور مدینہ سے لوگ حج کے لئے گئے جن پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضؓ کو امیر بنایا۔ پھر سورہ براءت کی اول آیات نازل ہوئیں جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کے پاس بھیجا۔ اور ان کو حاجیوں کے پیچھے بھیجا۔ اور عرفہ کے دن ان سے یہ حکم دیا۔ کہ ایک منادی کرنے والا ندا کردے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال حج وداع ادا کیا۔ اور عرفہ کے دن اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اور اس دن جمعہ کا دن تھا۔ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے۔ اب تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا یعنی مشرک یہ چاہتے تھے۔ کہ ہم مسلمانوں پر غالب آکر ان کے دین کو برباد کرینگے۔ اور ان کو وہاں سے نکال دینگے۔ لیکن جب مسلمانوں نے مکہ کو فتح کر لیا اور کفار پر غلبہ پالیا اور حج وداع ادا کیا اور مشرکوں کو وہاں سے روک دیا۔ تو کفار کا وہ طمع منقطع ہو گیا۔ یعنی آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے آج تمہارے دین کے احکام کامل کر دئے۔ اور تمام مذہبوں کے سوا تم کو حج سے مخصوص کیا۔ اور حج کا وقت معلوم مقرر کیا گیا۔ اور جاہلیت میں دستور تھا۔ کہ ہر سال ایک مہینے میں حج کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں حج کے مہینے مل جل گئے اور مخفی ہو گئے۔ پس عرفہ کا دن دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے کا دن ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ جو بندہ ان دعاؤں سے اللہ تعالٰے کو پکاریگا اور پھر اللہ تعالٰی سے سوال کریگا۔ تو اللہ تعالٰے اس کو جو مانگیگا دیگا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ حُکْمُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا حکم زمین میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاءُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کی قضا قبر میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا رستہ سمندر میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کی بادشاہی آگ میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنت میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقِیَامَةِ عَدْلُهٗ (پاک ہے وہ ذات جس کا عدل قیامت میں ہے) سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ (پاک ہے وہ ذات جس نے آسمان کو بلند کیا) سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ (پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا) سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجٰی مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ (پاک ہے وہ ذات جس کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے) اور ایام معلومات قربانی کے ایام ہیں۔ جن میں اللہ تعالٰے نے ذکر کا امر کیا ہے) صحیح حدیث میں رسول اللہ ؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔ اور روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ایام معدودات ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور ایام معلومات میں جو شخص اپنی آنکھ کو محرمات سے بند رکھیگا۔ اللہ تعالٰے اس کے لئے اس قدر ثواب لکھیگا جس قدر کسی شخص نے

ج کیا۔ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ؕ

فصل انیسویں قلوب یعنی دلوں میں

اللہ تعالٰی کا حمد ہے جو علیم و خبیر اور حی اور سمیع اور بصیر اور مجیب اور مجید اور علی و کبیر اور خالق اور بدیع اور قدیر ہے۔ اور وہ اول اور آخر اور ظاہر و باطن اور ملک اور واحد اور احد ہے اس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے کھڑا کیا اور زمین کو پانی پر بچھونے کی طرح بچھایا وہ باپ بیٹے اور بیوی سے پاک ہے اور اسباب و آلات اور جہات و مکانوں سے غنی ہے۔ اس نے آسمانوں کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا۔ اور اپنی حکمت کے ساتھ مشرقوں اور مغربوں میں ان کو ایک دوسرے کے مقابل بنایا۔ پس عاصی اس سے اس طرح پیٹھ پھیرنے والا ہے جیسے کوئی شکست کھا کر بھاگتا ہے اور طاعت کرنے والا اس طرح آگے بڑھتا ہے جیسے کوئی جنگجو آگے بڑھتا ہے۔ رات ساکن ہیں ان کے لشکروں کی حرکات کو دیکھ۔ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے جو روئے زمین کو سکون کے بعد پھیلاتا ہے۔ اور اپنی قدرت سے پانی کو نہروں اور چشموں میں تقسیم کر کے چلاتا ہے اور اس سے کھیتی اور دانہ اور میوہ اور گھاس کو اُگاتا ہے۔ اور باغوں سے طرح طرح کے خوشبودار پھول ظاہر کرتا ہے۔ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ یہ ہے اللہ کی خلقت پس دکھاؤ مجھے ان لوگوں کی پیدائش جو اس کے سوا ہیں۔ اس کی توحید کے دلائل ظاہر ہیں۔ لیکن غافل منافق کی عقل سست ہے۔ اس کے عجائبات صنعت میں تامل کر۔ اور اس کے روشن نشانوں کے صفحوں میں غور کر۔ اور اپنی فکر کو اس کی صفات میں جولان کرنے سے روک عقل کا نہایت ادراک یہ ہے کہ وہ اثبات کے بعد اس کے احاطہ سے عاجز ہے۔ اس کے جلال کی کوئی غایت نہیں۔ اور نہ ہی اس کے کمال کی کوئی نہایت ہے جس نے اس کو کسی چیز کے مانند سمجھا وہ مُلحد ہے اور جس نے اس کی صفات کو اس سے الگ سمجھا وہ منکر ہے مُشَبِّہ حسی اور خیالی باتوں میں گرفتار ہے۔ اور معطّل گمراہی کے جنگل میں سرگردان ہے۔ اور محقّق اس کی صفات کمال کو تصدیق کرنے والا اور ادراک جلال سے عجز کا اقرار کرنے والا ہے پس پاک ہے وہ ذات جو عزت و عظمت اور کبریا اور جلال و اکرام والی ہے اس نے نیکوں

کے دلوں کو بیدسے بیدار کیا۔ اور اپنی عنایت کے ساتھ شقاوت اور عناد سے ان کو سلامت رکھا۔ اور اپنے احسان کے ساتھ ان کو بعد و جدائی کی میل سے پاک کیا۔ اور اپنی رحمت کے دریاؤں سے دوستی کا میفہ ان پر برسایا۔ اور انہوں نے ان نعمتوں کا مزہ چکھا جن کا اللہ تعالےٰ نے ان کو وعدہ دیا ہے۔ فِیْھَا اَنْھَارٌ مِّنْ مَّاۤءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ان میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی بدبودار نہیں ہوتا۔ اور ان کے باطن اس کی پاکیزہ محبت سے خوش ہیں۔ اور ان کی زبانیں اس کی عمدہ ثنا ہیں گویا ہیں۔ اور ان کے دل اس کی تعظیم وتکریم میں چمکتے ہیں۔ اور ان کی آتش شوق اس کے دیدار کے سوائے نہیں بجھے گی۔ پس اس وقت آج اس سے ڈرنیوالا امن پاویگا۔ اور آج اس سے امن میں ہونے والا خوف کھاویگا۔ اور اس وقت وہ لوگ جو آج غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے ہیں بیدار ہونگے۔ اور بے اعتدالی کرنیوالا دل حسرت کھاویگا۔ اور اپنی عمر کو ضائع کرنے پر ندامت اٹھاویگا۔ اور جب اس کی برائیوں کا حساب لیا جاویگا۔ تو اس کا عذاب و رنج زیادہ ہوگا۔ ہائے افسوس اس شخص کا کیا حال ہو گا۔ کہ جس کے سپرد امانت کی گئی۔ اور پھر اس کے عملنامہ میں ظاہر ہوگیا۔ کہ یہ خیانتی ہے۔ پس پاک ہے وہ مالک جس نے ہر ایک چیز کو اپنے اپنے اندازے کے موافق تقسیم کیا۔ اور ان میں اپنا حکم و انصاف ظاہر فرمایا۔ اور نور اور اندھیرے کو پیدا کیا۔ اور ندامت کو اپنے بندوں کی توبہ بنایا۔ اور تمام گذشتہ اور آئندہ موجودات کے ذرہ ذرہ حال کو جانا۔ پس اس کے تمام فضل و کرم پر اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اور صفات اور افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہوں نے سینوں کی گرمی کو محبت کے میٹھے اور ٹھنڈے پانی سے سرد کیا۔ ان پر اور ان کی آل و اولاد و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ جب تک کہ وطن کا ذکر شوق کو ابھارتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس چیز کے لئے جو حق طور پر اتاری گئی ہے جھک جائیں۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلام لانے کے سات سال بعد اللہ تعالےٰ نے اس آیت کے ساتھ ہم کو عتاب فرمایا ہے۔ ایک روایت

ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں سستی آگئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض اہل معانی فرماتے ہیں کہ یہ کلام استبطاء کے مشابہ ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا ابھی خشوع کا وقت نہیں آیا۔ یا ابھی رجوع کا وقت نہیں آیا۔ یا ابھی اپنی کوتاہیوں پر آنسو بہانے کا وقت نہیں آیا۔ یا ابھی ذلت و خضوع کا موقع نہیں آیا۔ اس آیت کے اول میں ایمان کے ساتھ یاد کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان ظاہر فرمایا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ اس کا ثمرہ دیر کے بعد حاصل ہوتا ہے یعنی اس ایمان کا ثمرہ یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں خشوع حاصل ہو۔ یا اس ایمان کا ثمرہ یہ ہے کہ تم اپنے گذشتہ گناہوں پر روؤ۔ کیا مومن کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ وہ توبہ اور رجوع کرے۔ اور غافل کے لئے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ وہ اپنی غفلت سے جاگے۔ اور کیا گناہگار کے لئے وہ وقت نہیں آیا۔ کہ جلدی ہماری طرف رجوع کرے۔ کیا مریض کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ طبیب کے دروازے پر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ میں مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ سے مراد قرآن مجید ہے یعنی جو شخص دل کے حضور سے اللہ تعالیٰ کو یاد کریگا اور باطنی کانوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سنیگا۔ اس کا دل ضرور جھک جاویگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اس میں نصیحت ہے اس شخص کیلئے جس کے لئے دل ہے یعنی عقل اور دل جو موافقت کے نور سے زندہ اور مراقبہ کے بساط پر حاضر اور غفلت کی سستی سے ہوشیار ہو۔ اور جو عبرت و اعتیاد کی آنکھ سے دیکھتا ہو۔ اور اغیار کی باتوں میں مشغول نہ ہو اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۔ یا اس نے کان ڈالے درانحالیکہ وہ شہید اور گواہ ہے۔ یعنی دل کے حضور سے کان لگا کر سُنے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے برتن ہیں خبردار ہو وہ دل ہی ہیں۔ ان میں سے زیادہ قرب والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ دل ہے جو صاف و نرم اور مضبوط ہو۔ حضرت ابو عبداللہ ترمذی رح فرماتے ہیں۔ کہ رقت سے مراد یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو۔ اور صفا سے یہ مراد ہے کہ نفی اللہ دوستوں کے لئے صاف ہو (اور ان کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت اس میں نہ ہو) اور صلابت سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں ٹھوس اور مضبوط ہو۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ دلوں کو برتنوں کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی ہے۔ کہ کافر کا دل

اور مضے اور سر نگوں برتن کی طرح ہے جس میں کوئی چیز داخل نہیں ہوسکتی۔ اور منافق کا دل ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہے کہ جو کچھ اوپر سے اس میں ڈالیں نیچے سے گرتا جاوے اور مومن کا دل درست اور معتدل برتن کی طرح ہے کہ جو خیر و بھلائی اس میں ڈالی جاوے اس میں پڑ سکتی ہے۔ لیکن اُن لوگوں کے دلوں میں کہ جن کے دل غفلتوں اور لغزشوں کی میل سے پاک ہیں۔ جو کچھ پاک چیز ڈالی جاوے۔ وہ اسی طرح پاک پڑی رہتی ہے اور ان لوگوں کے دلوں میں کہ جن میں تھوڑی سی میل ہے جو پاک چیز ڈالی جاوے وہ اس میل پر غالب آتی ہے۔ اور جن لوگوں کے دلوں میں میل بکثرت ہے۔ ان میں اگر پاک چیز ڈالی جاوے۔ تو وہ میل اس پر غالب آجائیگی۔ اور بسا اوقات میل سے اس قدر بھرا ہوتا ہے کہ اس میں کسی اور چیز کی سمائی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کے حق میں فرماتا ہے ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ نصیحت کر کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دیتی ہے۔ اور گناہگاروں کو میرا عذاب یاد دلا تاکہ میری مخالفت سے ہٹ جائیں اور طاعت کرنے والوں کو طاعت کا ثواب بتلا تاکہ میری خدمت و طاعت میں زیادتی کریں۔ اور میرے بندوں کو یاد دلا جو کچھ کہ میں نے اپنی بلا و آفت کو اُن سے ٹالا ہے اور اپنی عطا اُن پر بخشی ہے۔ اور اپنا دیدار ان کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ اپنی اوقات کو میری حمد و ثناء میں بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ۔ اور ان لوگوں کی طرح تم ہو جاؤ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان لوگوں سے مراد یہودی ہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فوت ہوئے بہت سا زمانہ گذر گیا۔ اور اسی طرح حضرت عیسےٰ ع اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیانی زمانہ دیر تک رہا۔ تو نصاریٰ اور یہود کافر ہو گئے۔ اور اُن کے دل سخت ہو گئے وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ اور ان میں سے بہت فاسق یعنی کافر ہو گئے۔ اور ان میں سے بہت تھوڑے ایسے نکلے جو ایمان پر قائم رہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو ان میں سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ رب کے مراقبہ سے منہ پھیر لینے کے باعث دل کی قساوت پیدا ہوتی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ شہوات و خواہشات کی تابعداری سے سخت دلی حاصل ہوتی ہے کیونکہ شہوت اور صفوت یعنی صفائی دونوں جمع نہیں ہوتیں۔ اور اول اول جو کچھ دل میں واقع

ہوتا ہے وہ غفلت ہوتی ہے۔ پس اگر اس سے اللہ تعالےٰ نے آگاہ کر دیا تو بہتر ورنہ غفلت
کے بعد خطرہ چھا جاتا ہے۔ پس اگر خطرات کو اللہ تعالےٰ نے رَدّ کر دیا تو بہتر ورنہ فکرت
غالب آجاتی ہے۔ پس اگر اس کو بھی اللہ تعالےٰ نے دور کر دیا تو بہتر ورنہ پھر گناہ کا
ارادہ اور عزم دل میں اُٹھتا ہے۔ پس اگر اس سے اللہ تعالےٰ نے بچا لیا تو بہتر ورنہ پھر
معصیت میں جا پڑتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالےٰ نے توبہ نصیب کی اور اس گناہ سے
اس کو بچا لیا۔ تو بہتر ورنہ پھر قساوت بڑھ جاتی ہے۔ پس اگر اس سے بھی اللہ تعالےٰ
نے روک لیا۔ تو بہتر ورنہ پھر اُس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اور زنگار رکھا جاتا ہے جیسے کہ
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ان کے
دلوں پر ان کے گناہوں کا زنگار غالب آگیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے
ہیں کہ مومن کا دل آئینے کی طرح پاک وصاف ہوتا ہے کہ جس چیز کو شیطان اُس کے
سامنے لاتا ہے۔ اُس کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اگر مومن ایک گناہ کرے۔ تو اُس کے
دل پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔ پس اگر اُس نے توبہ کی۔ تو وہ سیاہ نکتہ مٹ جاتا ہے
اور اگر پھر اس نے معصیت کی۔ اور توبہ نہ کی اور پھر اور نکتہ سیاہ بڑھ جاتا ہے۔ اور
ہوتے ہوتے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر نصیحت اس میں کچھ اثر نہیں کرتی۔
اور حضرت حسن رح فرماتے ہیں۔ کہ گناہ پر گناہ کرنا دِل کو سیاہ اور کالا کر دیتا ہے۔
بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ دل ہتھیلی کی طرح ہے ایک انگلی یکے بعد دیگرے پکڑتے
پکڑتے پوری مٹھی بن جاتی ہے۔ اور ترمذی رح فرماتے ہیں کہ دِل کی زندگی ایمان اور اُس
کی موت کفر اور اُس کی صحت طاعت اور اس کی مرض گناہ پر اصرار کرنا اور اُس کی
بیداری ذکر اور اس کی نیند غفلت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ
کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے دِل سخت ہو جاوینگے۔ اور سخت
دل اللہ تعالےٰ سے دور ہوتا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ اور غلاموں کی طرح اپنے
گناہوں پر نظر رکھو۔ اور مالکوں کی طرح لوگوں کے گناہوں کو نہ دیکھو۔ کیونکہ لوگوں
میں سے بعض عافیت والے اور بعض بلا والے ہیں۔ پس تم اہل بلا اور مصیبت پر رحم
کرو۔ اور عافیت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرو۔ اے اللہ کے بندو جلدی کرو عمر
گذرنے کو ہے شعر

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ مَتَاعٌ فَالْجَهُوْلُ السَّفِيْهُ مَنْ يَصْطَفِيْهَا
مَا مَضٰى فَاتَ وَالْمُؤَمَّلُ غَيْبٌ وَلَكَ السَّاعَةُ الَّتِيْ اَنْتَ فِيْهَا

ترجمہ: دُنیا کی زندگانی چند روزہ ہے وہ شخص بہت ہی بیوقوف اور کمینہ ہے جو اسکو اختیار اور پسند کرے۔ جو کچھ گذر گیا وہ تیرے ہاتھ سے جاتا رہا اور آئندہ کی اُمید نہیں تیری زندگی یہی ایک ساعت ہے جو تجھ پر گذر رہی ہے) اے غافل سفر نزدیک ہے اپنے عملوں کے بوجھ مضبوط کر کے باندھ لے۔ اور شہر سے اپنا تعلق قطع کر دے۔ جب کوچ کا نقارہ بجیگا۔ تجھی کو پہلے چلنا ہوگا۔ تو کب تک عہد کر کے پھر بیوفائی کرتا رہیگا۔ کیا تو ہمارے زجر سے امن میں ہے یا تو ہماری جُدائی پر راضی ہے یا تجھے ہمارے وصل کی حاجت نہیں ہے، یا کیا ہمارے کرم کے دروازے تیرے لئے کھلے نہیں۔ اے الست بربکم کے وعدہ کو بھلا دینے والے وعدہ کو ایمان سے اچھی طرح پورا کر۔ اور اپنے وطن کو یاد کر رونا آدمی کے کرم کی بات ہے کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

مَا عَبِقَ الْعَرَارُ اَنْجَدَ بِالْعَرَبِ وَالْبَانُ وَدَارٌ تَقُمْ بِاَكْنَافِ الْحِمٰى يَانُوْا
وَاَطْيَبَ الْاَرْضِ مَا لِلْقَلْبِ فِيْهِ هَوًى سَمُّ الْخِيَاطِ مَعَ الْاَحْبَابِ مَيْدَانٌ

ترجمہ: نجد کے عرار اور بان کیسے خوش تھے۔ اور ان لوگوں کا گھر جو انہوں نے چراگاہ کے اطراف میں بنایا تھا کیسا بھلا معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ زمین کیسی پاکیزہ تھی جس کی محبت دل کو دامنگیر تھی۔ اور سوئی کے ناکے جتنی زمین دوستوں کے ساتھ وسیع میدان معلوم ہوتا تھا۔ اے بہرے غافل دل والے یہ کلام تجھے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ کہ خرابہ اور بنجر زمین پر کوئی عمارت نہیں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور باتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ اے غافل سالکین کی باتوں کو چھوڑ تیرے نزدیک یہ کھیل کود ہے۔ اور مجتہدین اور محنت کشوں کی نسبت کا دعوے مت کر تو اس کے لائق نہیں ہے سمندر کو تیرنے والے کے سوا اور جنگل کو سیاح کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بھلا مکار اور فریبی بہادروں کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے۔ اور تو کس طرح دوستوں میں سے بن سکتا ہے۔ اور چھلکا مغز کے ساتھ کیس طرح برابری کر سکتا ہے۔ اے مسکین بہت ہی بُری بات ہے کہ تو لنگڑے گدھے پر سوار ہو کر میدان میں آئے۔ شعر

هَلْ مِنْهُمْ عِنْدَهُ مِنْ مُّكْبِرٍ خَبَرٌ وَكَيْفَ يَعْلَمُ حَالَ الرَّائِحِ الْغَادِيْ

فَاِنْ رُدَّ مِنْ اَحَادِيْثِ الَّذِيْنَ مَضَوْا ‌ ‌ ‌ فَعِنْ نَسِيْمِ الصِّبَا وَالْبَرْقِ اَسْنَادِيْ

(ترجمہ) سر شام موت والا صبح تک جاگنے والے کا حال کیا جانتا ہے۔ اور صبح کو چلنے والا شام کے چلنے والے کا کیا پتہ بتا سکتا ہے۔ پس اگر تو گذشتہ لوگوں کی باتیں بیان کرے گا تو میرے پاس نسیم صبا اور برق کی اسناد ہے۔ خدا کے بندوں کا ذکر کیسا میٹھا اور ان کی خبریں کیسی پاکیزہ اور محبت والوں کی ہمنشینی کیسی اچھی اور اہل اجتہاد کی معاملہ کیسا لذیذ ہے۔ ان کا کھانا مریضوں کا سا۔ اور ان کا سونا غریق کا سا، اور ان کا رونا اس عورت کے رونے کا سا ہے جس کا بچہ مرگیا ہو۔ گھر ان سے خالی اور قبریں ان سے آباد ہیں۔ جب تو قبرستان کی طرف گذرے تو صالحین مثل بشر حافی اور معروف کرخی اور احمد رح کی قبروں کو دلی توجہ کے ساتھ۔ تو ان کو آباد اور باقی قبروں کو خراب اور برباد پائیگا بعض سلف صالحین کا دستور تھا کہ چراغ جلا کر صبح تک روتے رہتے اور جب کبھی آگ دیکھتے تو دوزخ کی آگ کو یاد کرتے۔ اور بعض صالحین آگ جلا کر اپنے ہاتھوں کو اُس کے نزدیک کرتے۔ اور جب اس کی گرمی محسوس کرتے تو اس طرح کہتے۔ ہائے افسوس میں نے ایسا کیوں کیا۔ اے انسان تو جنت میں پیدا کیا گیا۔ اور زمین میں قید کیا گیا۔ جب نزار روح اپنے پہلے وطن کے ذکر کو سنتا ہے۔ تو بہت غمناک ہوتا اور روتا ہے۔ اور جب ریاضت کے صیقل سے اُس کے باطن کا آئینہ مصفّٰا ہو جاتا ہے تو اس کا شوق زیادہ بھڑک اُٹھتا ہے حضرت ابودرداء فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اللہ تعالےٰ کے اشتیاق کے باعث موت کو دوست رکھتا ہوں۔ اور حضرت ابوعبیدہ رح فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اس کا کیسا مشتاق ہوں۔ جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور حضرت فتح موصلی کہا کرتے تھے کہ میرا شوق تیری طرف بہت پاکیزہ ہے جلدی کر کہ میں تیری طرف آؤں۔ شعر

وَبِيْ شَوْقٌ اِلَيْكَ اَذَابَ قَلْبِيْ ‌ ‌ ‌ وَمَالِيْ غَيْرَ وَصْلِكَ مِنْ طَبِيْبٍ

(ترجمہ) ترے شوق نے جو مجھ پر غالب ہے میرے دل کو پگھلا دیا ہے اور تیرے وصل کے سوائے میرا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ جب محبت صحیح و درست ہو جائے۔ تو پھر تو وہ کام کریگا۔ جو اس کو پسند ہو۔ اور جو کچھ وہ کرے تو اس پر راضی ہوگا۔ شعر

اِنْ كَانَ سُكَّانُ الْغَضَا ‌ ‌ ‌ رَضُوْا بِقَتْلِيْ فَرِضَا

وَاللّٰهِ لَا كُنْتُ لِمَا ‌ ‌ ‌ يَرْضَى الْحَبِيْبُ مُغْضِبًا

مَنْ لَمْ يَمْرَضْ لَا يَبْرَى　　　إِنَّمَا الطَّبِيْبُ الْمُمْرِضَا

(ترجمہ) اگر فضا کے رہنے والے میرے قتل پر راضی ہیں۔ تو مجھے اللہ کی قسم جو میرے دوست کو پسند ہے۔ مجھے اس پر کسی قسم کی ناراضگی نہیں ہے۔ اور بیمار مریض کو طبیب ہی بیمار کرنے والا ہو تو پھر بیمار کا اور کون ہمدرد ہے۔ ایک عابد بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا میری رگ رگ درد کرتی ہے اور اللہ کے سوا کسی کو دوست نہیں رکھتی۔ ایک اور عابد کو لوگوں نے اس کی بیماری کی حالت میں پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام پر رکھا ہے۔ الٰہی ہمارے عیبوں کو سوائے تیری مہربانی کے اور کوئی چیز نہیں ڈھانپ سکتی۔ اور ہمارے گناہوں کو تیرے لطف کے سوا اور کوئی نہیں بخشتا۔ اے ہمارے مالک تجھی پر بھروسہ اور تیری طرف ہی زاری ہے اور مصیبت نازل ہونے کے وقت تیری ہی بارگاہ میں شکایت اور التجا ہے۔ اگر خلق اس سے بھی کئی گنا زیادہ ہو تو پھر بھی تو ہی ان کا متکفل ہے۔ اور کیونکر نہ ہو سکے جبکہ تو ہمیشہ سب کے لئے غنی ہے۔ الٰہی باوجود خوف کے میں تجھی کو بلاتا ہوں۔ کیونکہ تو تمام حاکموں کا حاکم ہے اور باوجود اپنی کوتاہی اور تقصیر کے تجھی سے امید رکھتا ہوں جیسے کہ دوست امید رکھتے ہیں۔ میں تجھ کو اپنی امید کی زبان سے بلاتا ہوں۔ کیونکہ میرے عملوں کی زبان گونگی ہے۔ اگر تو مجھے قبول کرے۔ تو یہ تیرا فضل ہے۔ اور اگر تو مجھے رد کر دے تو یہ تیرا عدل ہے۔ شعر

أَتَيْتُكَ سَائِلًا فَارْحَمْ عَنَائِي　　　فَعِنْدَكَ يَا كَرِيْمُ دَوَاءُ دَائِي

فَلَا أَحَدٌ سِوَاكَ إِلَيْهِ أَشْكُوْ　　　فَيَرْحَمُ عَبْرَتِيْ وَ يَرَى بُكَائِي

فَيَا مَوْلَى الْوَرٰى جُدْ لِيْ بِعَفْوٍ　　　وَمِنْ نَظْرَةٍ فِيْهَا شِفَائِي

رَأَيْتُ كَثِيْرَ مَا أَهْدِيْ قَلِيْلًا　　　لِمِثْلِكَ فَاقْتَصَرْتُ عَلَى الثَّنَاءِ

(ترجمہ) میں سوالی بن کر تیرے پاس آیا ہوں تو میری تنگدستی پر رحم کر۔ اے کریم میری بیماری کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ جس کی طرف میں اپنی شکایت کروں تاکہ وہ میرے گریہ پر رحم کرے اور میرے رونے کو دیکھے۔ اے تمام جہان کے مولیٰ میرے حال پر عفو فرما اور ایک ایسی نظر سے مجھ پر احسان کر جس میں میری شفا ہو۔ میں تیرے جیسے مالک کے سامنے اپنے بہت ہدیہ کو تھوڑا دیکھتا ہوں۔ اسی لئے صرف ثناء پر بس کرتا ہوں۔ میں عبودیت کی ذلت کا اقرار کر کے تجھ کو بلاتا ہوں۔ اور تو ربوبیت کے کرم کو

انتخاب کر کے مجھے جواب دیتا ہے۔ اے تمام مال سنال بخشنے والوں میں سے زیادہ کریم اور اے سب بفضل وعفو کرنے والوں میں سے زیادہ رحیم اپنے لطف واحسان کے ساتھ ہم کو غفلت کی نیند سے جگا۔ اور اپنی عفو وبخشش کے ساتھ ہمارے جرموں سے درگذر کر اور ہم کو ان لوگوں کے ساتھ ملا جن پر تو نے جنت رضوان میں انعام کیا۔ اور جو قرب کی نعمت اور مناجات کی لذت اور صدق محبت تو نے ان کو بخشی وہ ہم کو بھی عطا فرما۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش آمین +

فصل بیسویں فرار یعنی بھاگنے میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو موجودات کا بنانے والا اور موت کا پیدا کرنے والا اور آوازوں کا سننے والا اور دعاؤں کا قبول کرنے والا اور تکلیفوں کو رفع کرنے والا اور اسرار کو جاننے والا اور اصرار کو بخشنے والا اور نیکیوں کو نجات دینے والا اور بدکاروں کو ہلاک کرنے والا اور درجوں کو بلند کرنے والا ہے۔ جو علم سکھاتا اور الہام کرتا اور انعام واکرام بخشتا ہے اور اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا اور ان کی برائیوں کو معاف کرتا ہے۔ وہ رب اول ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں۔ اور وہ آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں وہ ایسا صمد ہے جس کو کسی وزیر کی حاجت نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ایسا حیّ وقیّوم ہے کہ صفات میں اس کے مانند کوئی نہیں۔ وہ علیم وخبیر اور قوی وقدیر اور سمیع وبصیر اور اپنی تدبیر میں یکتا ہے۔ اس نے اشیاء کو حالات اور اوقات پر جس طرح چاہا مقدر کیا۔ اور وہ اپنے قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلّم ہے۔ اور اپنی دائمی عزت میں یگانہ ہے۔ وہ تمام نقصانوں اور عیبوں سے پاک اور فتور وخلل سے منزّہ ہے۔ اور اوہام وشبہات سے برتر ہے جس نے اس کی صفات کمال کا انکار کیا اس نے اس کو نہ پہچانا۔ اور جو شخص اعتزال کے طریق پر چلا اس نے اس کی طرف ہدایت نہ پائی۔ اور جس نے اس کو کسی کے مانند جانا۔ اور اپنے وہم وخیال کے تابع ہوا۔ اس نے اس کو منزہ نہ پہچانا۔ اس کے جلال کے ادراک سے عقلیں قاصر اور عاجز ہیں بھلا قدیم کو حادث کس طرح پا سکتا ہے اس پاک معبود نے اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی معرفت سے روشن کیا۔ اور ان کے باطنوں کو پاک کیا۔ اور انہوں نے اس کے خطاب کی نعمت حاصل

کی۔ اور بعضوں کو اپنے عدل کے ساتھ رد کر دیا۔ اور اپنے دروازہ سے دور کر دیا۔ اور بعضوں کو اپنے حکم کے ساتھ رد کر دیا۔ اور اپنے حجاب سے اُن کو عذاب دیا۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ (اللہ تعالیٰ ایمانداروں کا دوست ہے اُن کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو اُن کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ ہائے وہ شخص کیسا ہی محروم ہے جس کی وہ حکیم علیم مدد نہ کرے۔ اور اس شخص کی حالت کیسی حسرت والی ہے جس کو وہ بادشاہ عظیم قبول نہ کرے اور وہ شخص کیسا مصیبت زدہ ہے جس سے اُسکی عام بخشش دور ہو جائے اور وہ شخص کیسا ہی کم بخت ہے جو اس عتاب کو سُنکر پھر بھی اپنے قصوروں پر اسی طرح اڑا رہے۔ اے غافل کیا جس ذات نے تیرے ساتھ بھلائی کی تو اس سے بُرائی کیساتھ پیش آتا ہے اور جس نے تجھ پر اپنا عام فضل کیا۔ تو اُس کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے۔ کیا تو دوستی کے بدلے جدائی پر راضی ہے۔ اے نادان یہ بہت بُرا بدلہ ہے۔ کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دُنیا کی زندگی پر راضی ہو۔ یاد رکھو۔ دُنیا کی زندگی سے فائدہ مند ہونا قیامت کو کچھ نفع نہ دیگا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم غنیمتوں کے لینے کے لئے حرکت نہیں کرتے اور مخالفات سے نہیں بیٹھتے۔ یاد رکھو بعید قریب کے اور مردود حبیب کے اور خطا کار نیکوکار کے اور محروم زیادہ حصہ والے کے اور اندھا بینا کے اور اندھیرا نور کے اور سایہ گرمی کے اور مردہ زندہ کے برابر نہیں ہے۔ بس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی بخشش کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا۔ اور ان کے درمیان اپنی قضا کو جاری کیا۔ اور کوئی اس کے ارادے کو ٹال نہیں سکتا۔ اور اپنے دوستوں پر عنایت و محبت فرمائی اور ان کو اپنی رعایت و کفایت و سعادت کے ساتھ خاص کیا۔ اور قیامت کے دن ان کو تمام مخالفات سے امن دیا میں اس کی حمد سے عاجزی کا اقرار کر کے اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کی عزت و کبریائی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور رسول اور تمام برگزیدوں کے سردار اور نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ ان پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جن کو سورہ فتح میں نبات کے ساتھ تمثیل دی۔ اور ان کے ازواج پاک پر جو اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ کا سر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بہت صلوٰۃ و سلام ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ اِنِّیْ لَکُمْ مِنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگو میں تم کو اس سے ڈرانے والا ہوں یعنی شرک کو چھوڑ کر توحید کی طرف اور معصیت کو چھوڑ کر طاعت کی طرف اور غفلت کو چھوڑ کر ذکر اللہ کی طرف اور اپنے نفسوں کی روائت کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے احسان کی طرف اور خلق کے دروازوں کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے دروازہ کی طرف دوڑو۔ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے یا اس کے سوا کوئی اور قادر و غنی ہے۔ شعر

قُلْ لِلْفَقِیْرِ اِذَا مَا اَتَیْتَنِیْ ۔۔۔ اِلٰی اَیْنَ تَذْھَبُ عَنْ بَابِہٖ
وَھَلْ اَحَدٌ غَیْرُہٗ یُرْتَجٰی ۔۔۔ بَلِ الْکُلُّ مِنْ بَعْضِ طُلَّابِہٖ
یَلَذُّ التَّذَلُّلُ فِیْ غَیْرِہٖ ۔۔۔ وَذَاکَ النَّعِیْمُ لِاَحْبَابِہٖ
یُغَادِرُ الْمُحِبُّ عَلٰی سِتْرِہٖ ۔۔۔ وَیَلْوَاہُ کَغَرِیْبٍ عِتَابِہٖ

(ترجمہ) فقیر کو کہدو کہ تو اس کے دروازہ کو چھوڑ کر کہاں جاویگا۔ اور اس کے سوائے اور کون ہے جس سے امید کی جاوے۔ بلکہ تمام اسی کے طالب ہیں۔ اس کی عزت کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل جاننا عمدہ لذت دیتا ہے۔ اور یہ نعمت اس کے دوستوں کے لئے ہے۔ اے فقیر ناچیز اس کے دروازہ پر کھڑا ہو اور شکستہ دل کے ساتھ اسیر کی طرح اس کے سامنے گریہ وزاری کر۔ اور یوں کہ لے الٰہ العالمین اور اے اکرم الاکرمین یہ اندھیروں میں گرفتار ہوا ہوا تیرے کرم کے دروازہ پر کھڑا ہے اور تیری رحمت و نعمت کے فائدوں کا منتظر ہے۔ تیری عادت سراسر خیر اور تیرا حکم اٹل ہے۔ اور اپنی رضا کو ہمارا اچھا مطلب اور اپنے دیدار کو ہمارا اعلےٰ مقصد بنا۔ اور ہم کو شہوات سے ہٹا۔ تاکہ ہم تجھ کو اسے حال میں آکر ملیں۔ کہ تو ہم سے رضی ہو۔ شاید کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خفیہ فضل کا تجھے تحفہ ملے اور اسکی جمیل اقبال کا فائدہ پائے۔ کیونکہ جس نے اس کی پناہ چاہی۔ اس نے اس کو پناہ دی اور جس نے اس کی ہدایت سے نور طلب کیا۔ اس نے اس کو ہدایت دی اور جو شخص سب طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف آیا۔ اس کے لئے وہ کافی ہوا۔ اور جس نے اسی کے دروازے پر ڈیرا ڈالدیا اس کو اس نے پناہ دی اور جس نے اس کی طرف سے منہ پھیرا اس نے اس کو اپنی طرف پکارا اور جو اسکی طرف مڑ آیا اس کو اس نے قبول کیا۔ اور جو اپنی حرص و ہوا کی تابعداری میں پڑا رہا اس نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا۔ اے عہد و نکو توڑنے والو دیکھو کہ تم ذکر کس کے

۔اتھا عہد باندھا تھا تم میری طرف سے منہ پھیر گئے لیکن میں نے اپنا لطف و کرم تم سے نہ ہٹایا اور تم نے میری خدمت کو چھوڑ دیا لیکن میں نے اپنی نعمت کو تمہاری طرف سے نہ دور کیا شعر

فَلَا تَحْسَبُوْا اَنِّیْ نَسِیْتُ وِدَادَکُمْ ۔۔۔ وَاِنِّیْ وَاِنْ طَالَ الْمَدٰی لَسْتُ اَنْسَاکُمْ

حَفِظْنَا وَضَیَّعْتُمْ وِدَادًا وَحُرْمَةً ۔۔۔ فَلَا کَانَ فِیْ هَجْرٍ لَنَا الْیَوْمَ اُسْوَةٌ

ترجمہ، تم یہ نہ گمان کرو کہ ہم تمہاری دوستی کو بھول گئے ہیں۔ اگرچہ مدت دراز گزر چکی ہے لیکن ہم کبھی نہیں بھولے۔ ہم نے تمہاری عزت و دوستی کو محفوظ رکھا لیکن تم نے ضائع کر دیا ہیں آج ہمارے لئے تمہاری جدائی میں کچھ چارہ نہیں ہے ۔ میرے وسائل تمہاری طرف منقطع نہیں ہوئے اور میری محبت تمہارے لئے نہیں بدلی۔ اور میرا ذکر تمہاری طرف نہیں دور ہوا میں نے ابلیس کو اسی واسطے مردود کر دیا۔ کہ اس نے تمہارے باپ کو سجدہ نہ کیا۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ تم نے کس طرح اس کے ساتھ دوستی بنا لی اور مجھ سے قطع کر لیا۔ شعر

یَا مُعْرِضًا عَنِّیْ وَمَا ۔۔۔ لُطْفِیْ عَنْهُ مُنْفَصِلُ

یَا قَاطِعِی الْیَوْمَ لِمَنْ ۔۔۔ نَوَیْتُ مَنْ بَعْدِیْ تَصِلُ

ترجمہ، اے میری طرف سے منہ پھیرنے والے میرا لطف تجھ سے دور نہیں ہوا۔ اے مجھ سے قطع کرنیوالے۔ مجھے چھوڑ کر تو پھر کس سے ملا کر لیگا ۔ ایک شخص نے مناجات اور طاعت کے لئے اوقات مقرر کئے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے وہ اوقات بدل گئے۔ لیکن اللہ تعالٰے کی نعمتیں اس کے حال سے نہ بدلیں ایک دن خلوت میں بیٹھا ہوا اس طرح کہہ رہا تھا۔ اے رب میری خدمت بدل گئی لیکن تیری نعمت نہ بدلی۔ تو غیب سے آواز آئی کہ ہمارے پاس تیرے ایام ہیں۔ جن کو ہم نے محفوظ رکھا اور تو نے ان کو ضائع کر دیا۔ شعر

تَعَالَوْا بِنَا نَصْطَلِحْ ۔۔۔ فَبَابُ الرِّضَا قَدْ فُتِحْ

وَدَاوُوا الْفُؤَادَ الَّذِیْ ۔۔۔ بِسَیْفِ الْجَفَا قَدْ جُرِحْ

اَیَا مُدَّعِیْ حُبِّنَا ۔۔۔ دَعِ الرُّوْحَ ثُمَّ اطَّرِحْ

وَمَلِّقْ بِاَهْلِ الْهَوٰی ۔۔۔ وَقُلْ لِلْعَذُوْلِ اسْتَرِحْ

ترجمہ، ہماری طرف آؤ تاکہ ہم تم سے صلح کر لیں۔ کیونکہ رضا کا دروازہ ابھی کھلا ہے اور اس دل کا علاج کر دو جو جفا کی تلوار سے زخمی ہو چکا ہے۔ اے ہماری محبت کا دعوے کرنیوالے۔ روح اور جان کو دیدے اور پھر ہماری طرف آ۔ عاشقوں کے ساتھ تعلق

پیدا کر اور طاعت کرنیوالے کو کھدے کہ آرام پائے + آہ غفلت کے جنگل میں سابقین کے قافلہ سے پیچھے رہے ہوئے یاد رکھ۔ بھیڑیا اسی بکری کو بھاڑتا ہے جو ریوڑ سے بچھڑ رہجائے کوشش کر۔ اور جدائی کی حسرت سے خوف کر۔ شاید کہ تو قوم سے ملجائے۔ سبحے کیا ہوا ہے کہ جدائی کی تکلیف تجھے معلوم نہیں ہوتی۔ اور مایوسی سے تجھے رونا نہیں آتا۔ ذرا اجڑے ہوئے مکانوں کے ٹیلوں اور نشانات پر کھڑا ہو۔ اور ان کو کہہ کہ اے دوستوں کے گھرو۔ تمہارے رہنے والے کہاں ہیں۔ اور اے صالحین کے منزلو دوست کہاں گئے۔ اور اے شوق کے ٹیلو۔ تمہاری بنیادیں کدھر گئیں۔ شعر

قِفْ بِالدِّيَارِ فَهٰذِهِ آثَارُهُمْ ...

عَلٰی رَبْعِ الْعَامِرِيَّةِ وَقْفَةً ... يُمِلُّ عَلَیَّ الشَّوْقُ وَالدَّمْعُ كَاتِبُ

وَمِنْ مَذْهَبِیْ حُبُّ الدِّيَارِ لِأَهْلِهَا ... وَلِلنَّاسِ فِيْمَا يَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ

(ترجمہ) مجھ کو ربع عامریہ پر ذرا ٹھیراؤ۔ شوق میرے سامنے حال بیان کر رہا ہے اور آنسو لکھ رہے ہیں ہاں گھروں اور ان گھروالوں کی محبت میرا مذہب ہے۔ اور لوگوں کے لئے بھی اپنے عشق کے مطابق الگ الگ مذہب ہیں + صالحین کی جگہوں کو کیا ہوا کہ وہ اجڑ گئیں۔ اور ان عبادت کرنیوالے چہروں کو کیا ہوا جو روشن ہو کر خاک آلودہ ہو گئے۔ اور وہ پیشانیاں کہاں گئیں۔ جو رات کے اندھیرے میں زمین پر پڑی رہتی تھیں۔ شعر

كَفٰى حَزَنًا بِالْوَالِهِ الصَّبِّ أَنْ يَرٰى ... مَنَازِلَ مَنْ يَهْوٰى مُعَطَّلَةً قَفْرًا

(ترجمہ) عاشق کے غمناک ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے معشوق کے گھروں کو اجڑا ہوا اور خالی پڑا ہوا دیکھے + جو شخص بشر حافی رح اور معروف کرخی رح کی قبر پر کھڑا ہوگا۔ اس کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ ان میں کیا کچھ خیر و بھلائی تھی ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ ہاں بیداری اور نیند یکساں نہیں ہے۔ خدا پرست اور زاہد لوگ چلے گئے۔ اور سونے والے پیچھے رہ گئے۔ حضرت سعید النخعی رح کی والدہ فرماتی ہیں کہ ہمارے اور داؤد طائی کے درمیان چھوٹی سی دیوار حائل تھی۔ میں تمام رات اس کی آواز کو سنتی رہتی تھی سچ ہے رات کو کھڑا ہونا بہادروں کا کام ہے۔ اور بزدل میدان جنگ میں کب آسکتا ہے۔ حبیرہ عابدہ جب رات آجاتی اس طرح کہا کرتی تھی۔ یہ اندھیرا قیامت کے اندھیرے کی طرح ہے۔ جس روز تمام لوگ اللہ تعالے کے سامنے حاضر ہونگے۔ پھر کھڑی ہو جاتی۔ اور صبح تک نماز پڑھتی رہتی۔ اور عمر بن المنکدر کی والدہ کہا کرتی اے بیٹا میں چاہتی ہوں۔ کہ

میں کبھی رات کے وقت تجھے سویا ہوا دیکھوں۔ اُس نے کہا اے میری اماں۔ جب رات مجھے آتی ہے تو مجھے ڈرا دیتی ہے۔ اور ایسے حال میں گذرتی ہے کہ میں ابھی اپنا مطلب پورا نہیں کرتا۔ حضرت بشر حافی رحؒ کو جب تک نیند غالب نہ ہوتی۔ تب تک نہ سوتے اور فرماتے ہیں۔ ایک مرد مطلوب ہوں بعض صالحین کا قاعدہ تھا کہ رات کو دو رکعت پڑھتے اور ان میں قرآن مجید ختم کرتے اور باقی رات رو رو کر گزارتے۔ اے غافل! ان لوگوں کو سوائے اس بات کے کہ جس کے واسطے وہ پیدا کئے گئے تھے اور کوئی غم نہ تھا اور وہ اپنی جانوں کے لئے کچھ اہتمام نہ کیا کرتے تھے۔ آویس قرنی رحؒ برہنہ رہے اور ایک خرقہ کے سوا کچھ نہ پہنا۔ اور بشر حافی رحؒ عادان سے ایسے حال میں آئے۔ کہ ایک بدبا لپیٹا ہوا تھا۔ اور حضرت آویس قرنی رحؒ گٹھلیوں کو چن کر ان سے افطار کے لئے خریدتے اور جب کسی گری پڑی چیز کو پا لیتے۔ اس کو افطار کے لئے جمع رکھتے۔ اور کوڑے کرکٹ کی جگہوں سے پرانے چیتھڑے چن کر ان کو دھو لیتے اور ان کو باہم سی لیتے اور لوگوں سے بھاگتے پھرتے اور کسی کے پاس نہ بیٹھتے۔ آپ جدائی کی قید میں پڑے ہوئے۔ اس شخص سے کہ جس نے تجھے بند رکھا ہے۔ مدد مانگ۔ اور جب تو توبہ کرنے والوں کے گروہ کو اپنے متوسل دیکھے تو تو بھی ان سے تعلق حاصل کر۔ شائد کہ تیرے گناہ بھی ان کے ساتھ معاف ہو جائیں۔ بخدا الیسی حادی نے حدی نہیں پڑھی مگر جب کہ موسم قریب آگیا اور جب تو دروازہ کھلا دیکھے تو بند ہونے سے اول اس میں داخل ہونے کی کوشش کر۔ شعر

إِذَا مَا دَنَا دَهْرٌ بِمَا تَشْتَهِي | إِلَيْكَ بِحُسْنٍ فَانْتَهِزْ فُرْصَةَ الدَّهْرِ
رَعَى اللّٰهُ أَيَّامًا جَنَيْنَا ثِمَارَهَا | بِأَنْدَاءِ الْمُنَى مِنْ بَيْنِ أَوْرَاقِهَا الْخُضْرِ

(ترجمہ) جب زمانہ کے دانت کسی دن تیری طرف خوشی سے ہنسیں۔ تو اس خوشی کے موقعہ کو غنیمت جان۔ اللہ نے ایسے دنوں کو کہ جن کے میوے امید کے سبز پتوں کے درمیان تر و تازہ میں محفوظ رکھا ہے۔ بیشک صفائی منزلوں کا ذکر عیش کو مکدر کر دیتا ہے اور جفا کا واقعہ کا فکر کا موجب ہوتا ہے۔ اے غافل! باجرا کو سنتا ہے پھر تجھے کیا ہے کہ تیرے آنسو جاری نہیں ہوتے۔ اور اس بُرائی کو جو تیرے پیش آنے والی ہے جانتا ہے اور پھر تو توبہ نہیں کرتا۔ جب طبیب نے تیرے بیمار کو پہچان لیا تو اس سے اپنی دوا کا نسخہ لکھ لے۔ کیونکہ حکمت

مومن کی گم ہوئی ہوئی چیز ہے مقبولوں کے ساتھ استغاثہ نہ کر۔ اور مجنوں کی مجلس میں پکار کر۔ اے واصلین جدائی والوں کے حق میں سفارش کرو۔ اے عابدین سے بعید اور اے ساکین سے الگ رہنے والے داناؤں کے لئے دروازہ کھول۔ کیا تیری وہ زبان نہیں ہے جس کے ساتھ تو ہم سے سوال کرے۔ اور تجھے ایسا وقت نہیں ملا جس میں تو ہم سے مناجات کرے۔ اور تجھے ایسا دل نہ دیا جس میں تو ہم کو پالیوے۔ بخدا یہ تیری سخت دلی تیرے لئے بُعد اور جدائی کا نشان ہے۔ ہمیشہ بیقراری اور استغاثہ کرتا رہ ہمیں اگر مقصود ہو گیا تو بہتر ورنہ آرام کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ خسا۔ کو لوگوں نے کہا تو کیوں روتی ہے کہا کہ دوستوں کے گم ہو جانے سے لوگوں نے کہا کہ وہ سب آگ کی طرف چلے گئے۔ کہا اس سے مجھے اور زیادہ غم ہو گیا ہے۔ اے غافل سوائے ایک نفس کے اور کوئی تیری چیز نہیں۔ جب یہ بھی حسرت سے تجھے چھوڑ جاویگا۔ پھر تدارک مشکل ہو گا۔ تو باوجود اپنی دانائی کے نفس کے لئے چاہتا ہے کہ چارپاؤں کی سی زندگی بسر کرے۔ تو سارا دن کھیل میں اور تمام رات سونے میں بسر کرتا ہے۔ حالانکہ سامنے تیرے حساب ہے۔ مرید کی خوراک ذکر میں اور غمناک کا آرام آنسوؤں میں اور عارف کی لذت خلوت میں ہے ہر ایک ذرہ عارف کے ساتھ اللہ کی محبت کی باتیں کرتا ہے اور عاشق کے راز کب چھپے رہتے ہیں۔ اسے غافل دل والے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی بات تجھے یاد نہیں رہی۔ تیری اس لغزش پر اُف ہے جس نے تجھ کو ہم سے دور کر دیا۔ تو کب تک ہمارے دروازہ سے پرے رہیگا۔ محب پر سب سے زیادہ مشکل چیز وہ ہوتی ہے۔ جو اس کو اپنے محبوب کے دیدار سے روک رکھے۔ کیونکہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ کی خلوت شرکت کو برداشت نہیں کرسکتی۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے جبل لبنان میں حضرت شیبان سے ملاقات کی۔ اور عرض کی کہ میرے لئے اللہ تعالےٰ سے دُعا کرو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تجھے اپنا قرب دیوے۔ پھر ایک چیخ ماری اور ایسے بیہوش ہو کر گرے کہ تین دن کے بعد ہوش میں آئے۔ بھلا دل اپنے ہمسائیگی یعنی رہنے والے کے ساتھ کیوں کر مشغول نہ ہوں۔ جن دلوں کے حق میں یوں آیا ہے کہ مومن بندے کے دل میں میری سمائی ہے۔ ایک شخص نے داؤد طائی رح سے عرض کی۔ کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ بھوک کے ساتھ تو اپنے باطنی زخموں کا علاج کرلے۔ اور دُنیا کے جنگلوں کو غموں کے ساتھ قطع کر۔ اور اپنی حرص و ہوا پر

اللہ تعالیٰ کی محبت کو اختیار کر۔ پھر کچھ پروانہ کر خواہ کسی حال میں تو اس سے جا کر ملے۔ وہ لوگ کھڑے ہوئے اور تجھے کس چیز نے بٹھا رکھا۔ اور وہ لوگ جنت کے نزدیک پہنچ گئے اور تجھے کس چیز نے دور کر دیا۔ ان کے لئے دروازے کھل گئے۔ اور تجھے کس چیز نے حیران کر رکھا۔ ان ٹیلوں کے رہنے والے کہاں ہیں۔ اور ان خیموں کے خادم کدھر گئے۔ ان سبزہ زاروں کو دیکھ کر آنسو بہا اور ان محلوں کو دیکھ کر اپنی کوتاہی کا تدارک کر۔ اور ان قبروں کو دیکھ کر اپنی سستی کو چھوڑ۔ کیا تجھے صالحین کی ہمراہی کی خواہش نہیں۔ یا تو خائفین کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔ اے وہ شخص کہ جس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے۔ اپنے نفس کو فکر کے ہاتھ سے سزا دے اور مقبروں کی طرف نکل چل۔ اور اہل مقبرہ سے کہہ۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ پس اگر وہ بولیں تو اس طرح کہیں۔ کہ ہم تیری عمر کی ایک ساعت چاہتے ہیں اور اپنے نفس کو قیامت کے دن زیادتی کرنیوالوں کے درمیان کھڑے ہوئے سمجھ لے۔ جو افسوس کے آنسوؤں سے وادی کو بھرا ہوا دیکھتا ہے۔ اور اپنے کانوں کو دوزخ کے درمیان قید ہوئے ہوئے لوگوں کے آوازوں کی طرف لگا جبکہ وہ اس طرح کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم کو آنکھیں اور کان دے اور پھر واپس لوٹا تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ یہی وہ دن ہے جس نے بندوں کو بیقرار کر دیا ہے اور جگروں کو جلا دیا ہے۔ احمد خزاعی اور حبیب بن محمدؒ دن کے اول حصے میں دونو ملے اور شام تک دونو روتے رہے۔ محبت نے ان لوگوں سے صرف رونے اور بیداری پر ہی قناعت نہ کی۔ جب تک کہ ان کی جانوں کو ان سے نہ لے لیا۔ بعض صالحین نے قاری کو وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ کو پڑھتے سنا۔ اس پر ایسی بیقراری طاری ہوئی کہ مر گیا۔ اسی طرح ایک اور شخص نے قاری کو وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ پڑھتے سنا اس نے ایسی چیخ ماری کہ اسی وقت مر گیا۔ اور کسی نے وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا کو پڑھتے ہوئے سنا اور چیخ مار کر مر گیا۔ اور ایک اور شخص نے وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ پڑھتے سنا اور وہیں چیخ مار کر مر گیا۔ شعر

قَضَى اللّٰهُ فِي الْقَتْلَىٰ قِصَاصَ دِمَائِهِمْ ۔۔۔ وَلٰكِنْ دِمَاءُ الْعَاشِقِيْنَ جُبَارُ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مقتولوں کے خون کا بدلہ مقرر کیا ہے۔ لیکن عاشقوں کے خون کا کوئی بدلہ نہیں ہے ٭

اے وہ شخص کہ جس نے اپنے دل کو کھو دیا ہے اس کو ذکر کی مجلسوں میں ڈھونڈھ۔ اگر وہاں نہ ملے تو قبروں میں تلاش کر اور اگر وہاں بھی نہ پائے تو پھر جنگل میں جا کر طلب کر۔ اور بدبختی کے گھر سے نکل کر خلوت کے جنگل میں نکل جا اور ذاکر کے سوا کسی سے صحبت نہ رکھ۔ شعر

تَعَرَّضْ لِاَخْفَافِ اللَّوٰی غَیْرَ سَاعَۃٍ ۔۔۔ لَعَلَّکَ اَنْ تَلْقَاکَ قَلْبِیْ یَھْتَدِیْ
وَسَلِّمْ عَلٰی مَا بِہٖ یَرُدُّ عِلَّتِیْ ۔۔۔ فَظِلُّ اٰمَالِکَ کَانَ لِلْوَصْلِ مَوْعِدِیْ
وَعِنْدَکُمْ یَا قَاتِلِیْ بِغُیْبَتِہٖ ۔۔۔ عَلٰی مُجِیْرٍ اِنْ لَمْ تَمُتْ فَکَانَ قَدِیْ
وَمَا اَھْلُ نَجْدٍ کَیْفَ بِالْغَوْرِ عِنْدَکُمْ ۔۔۔ بَقَاءُ بِھَا فِیْ یَھْتَمُّ بِمُنْجِدِیْ

مالک بن دینار رہ فرماتے ہیں۔ کہ بندے کے لئے سخت دلی سے بڑھ کر زیادہ اور کوئی عذاب نہیں ہے۔ اور علی بن بکار کے لئے جب فرش تیار کیا جاتا۔ تو اُس کو ہاتھ لگا کر کہتے کہ تو بیشک عمدہ اور اچھا ہے لیکن میں آج کی رات تجھ پر نہ سوؤں گا۔ بنی تمیم میں سے ایک نوجوان تمام رات جاگا کرتا۔ ایک رات اُس کی ماں نے کہا اے بیٹا کچھ سو لیا کر۔ اس نے کہا اے ماں میں آخرت کا آرام چاہتا ہوں۔ اُس کی ماں نے کہا اے بیٹا پھر زندگی تک جاگتے رہو۔ اے ہماری طرف سے سست ہو کر بیٹھنے والو اور ہم کو چھوڑ کر غیروں کے ساتھ راضی ہونے والو۔ اگر تم ہمارے عہدوں کو پورا کرتے تو ہم تم کو کبھی اپنے پاس سے دور نہ کرتے۔ اور اگر تم تاسف کے آنسوؤں سے ہمارے پاس اپنا حال لکھتے تو تمہارے گذشتہ گناہوں کو بخش دیتے۔ شعر

وَلَوْ اَنَّھُمْ عِنْدَ کَشْفِ الْقِنَاعِ ۔۔۔ وَحَلِّ الْعُقُوْدِ وَنَقْضِ الْعُھُوْدِ
وَخَلْعِھِمْ لِعِذَارِ الْھَوٰی ۔۔۔ وَلُبْسِھِمْ لِبُرُوْدِ الصُّدُوْدِ
اَتَوْنَا وَقَالُوْا مَضٰی مَا مَضٰی ۔۔۔ وَبَلُّوْا بِفَیْضِ الدُّمُوْعِ الْخُدُوْدِ
لَقُلْنَا لَھُمْ مَا مَضٰی لَا یُعَادُ ۔۔۔ کَذَا شَرْطُنَا وَالتَّدَانِیْ یَعُوْدُ

ترجمہ: اور اگر وہ پردہ کھولنے اور عقد کے حل کرنے اور عہدوں کے توڑنے اور حرص کی خلعت پہننے اور اعراض کی چادر اوڑھنے کے وقت ہمارے پاس آجاتے اور کہتے کہ جو کچھ گذرا سو گذرا اور آنسوؤں کے پانی سے اپنے رخساروں کو بھگوتے۔ تو ہم ان کو کہتے۔ کہ گذری ہوئی بات پھر نہیں آتی لیکن دوستی لوٹ آتی ہے۔ اے غافل جو کچھ تجھ سے ضائع ہو چکا ہے اُس کی قدر کو پہچان۔ اور اس شخص کی طرح جو غائب کے قدر کو جانتا ہے رو۔ اور عاجزی اور محتاجی کے دروازے پر کھڑا ہو کر صبح کے وقت

اس طرح پکار کر۔ شعر

إن كانت عهود وصلكم قد درست … فالروح من سواكم ما أنست
أغصان ودادكم بقلبي غرست … منوا بوصالكم وإلا يبست

ترجمہ۔ اگرچہ تمہارے وصل کے عہد پرانے ہو گئے ہیں۔ مگر میری روح نے تمہارے سوا کسی اور سے انس نہیں پکڑا۔ تمہاری دوستی کی شاخیں میرے دل میں لگی ہوئی ہیں۔ ان کو اپنے وصل کا پانی دو۔ ورنہ خشک ہو جاوینگی۔ اے حرص میں مست ہوئے ہوئے اگر تو صبح کی ہوا سونگھتا تو تجھے مستی سے ہوش آجاتی۔ اپنے نفس کو نجد کی زمین یاد دلا تاکہ دشوار گھاٹیوں کا عبور تجھ پر آسان ہو جائے۔ اے وصول سے دور پڑے ہوئے عاجزی اور ذلت کے آواز سے اپنی مجلس میں پکار۔ شعر

أيها الداخلون في أرض نجد … وركاب النوى بهم تترامى
إن أتيتم أرض الحبيب فاهدوا … لحبيبي تحية وسلاما
واطلبوا لي قلبي لشوق المعنّى … تجدوا فيه من هواهم سهاما

(ترجمہ) اے نجد کی زمین میں داخل ہونے والو۔ جب تم دوست کی زمین میں آؤ۔ تو میری طرف سے میرے دوست کو تحفہ اور سلام دو۔ اور میرے لئے ایسا دل طلب کرو جو شوق و درد سے بھرا ہوا ہو۔ اور اس میں تم ان کی محبت کا حصہ پاؤ۔

رات کے اندھیروں میں اپنے مالک کے سامنے بیٹھ اور بچوں کے سے کام بجا لا۔ کہ جب اس کو منع کرتے ہیں۔ تو روتے ہیں۔ مناجات کی باتوں سے آرام حاصل کر۔ اور غم کے خط اس کی طرف روانہ کر اور اپنے مولیٰ کے پاس فریاد کر۔ کیونکہ تیری مصیبت کو دور کرنے پر وہی قادر ہے۔ اور وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے طاعت کے ساتھ اس کی طرف وسیلہ پکڑا۔ اس پر اپنی نعمت بخشی۔ اگر کوئی اس کی طاعت بجالائے۔ تو اس کو قبول کرتا ہے۔ اور اگر اس کی طاعت کو چھوڑ دے تو اس کو مہلت دیتا ہے۔ اور اگر کوئی اپنے قصور کا اقرار کرے۔ تو اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور کوئی اصرار کرے یا اس سے غائب ہو جائے۔ تو اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ ایسا عزیز ہے کہ نہ تو کوئی اس تک پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے بغیر تسلی ہو سکتی ہے۔ شعر

أقرّ بما لديك منك وإنني … لحيران عليك بما لا ميكا

وَاَفِرُّ مِنْكَ بَلْ اَبْكِيْ اِلَيْكَا　　　وَاَفِرُّ مِنْ صَدٍّ وَذٰلِكَ اَنْتَ رُكْنِيْ

(ترجمہ) میں تجھ سے تیری طرف بھاگتا ہوں۔ اور میرا دل تیری حالت کے باعث تجھ پر حیران ہے۔ اور میں تیرے اعراض سے بھاگتا ہوں۔ اور تو میرے لئے موجب تسکین ہے۔ اور میں تجھ سے روتا ہوں بلکہ تیری طرف روتا ہوں ✦

وہ ایسا مالک ہے کہ اُس کے تمام افعال اُس کے جلال پر شاہد ہیں۔ اور اُس کے بہتر فضل و کرم اس کے جمال پر ناطق ہیں۔ اور اُسکی آیات اسکی اثبات پر دلالت کرتی۔ اور اس کی مصنوعات اس کی صفات کی خبر دیتی ہیں۔ وہ ایسا کریم ہے۔ کہ جس نے اُس پر توکّل کیا اُس کے لئے کافی ہوا۔ اور جس نے اس سے مانگا اس کو دیا۔ اور جس نے اس سے پناہ لی۔ اس کو پناہ دی۔ اور جس نے اُس کا قصد کیا۔ اُس کو اپنے قریب کیا۔ اُس نے مومنین پر احسان کیا۔ اور ان کے دلوں میں ایمان ڈالا۔ اور معرفت کی نعمت سے ان کو مخصوص کیا۔ شعر

اَكُفُّهُمْ لَمْ يَنَالُوا الْمُنٰى　　　وَكَمْ بَاسِطِيْنَ اِلٰى وَصْلِنَا
فَمَا لُوْا بَعِيْدًا وَكُنْتُمْ لَنَا　　　قَطَعْنَاهُمْ وَوَصَلْنَا كُمْ

(ترجمہ) بہت لوگ ہمارے وصل کی طرف اپنے ہاتھوں کو پھیلانے والے ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنی امیدوں کو نہ پایا۔ ہم نے اُن کو منقطع کر دیا۔ اور تم کو ملا لیا۔ پس وہ بعید ہو گئے اور تم ہمارے ہو گئے ✦ تم کب تک تیری طرف توقّف ظاہر کرینگے۔ اور تو ہم سے تجاہل اختیار کریگا۔ اور ہم کب تک تجھے بلا ئینگے۔ اور تو بہرہ رہیگا۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ آسمان اور زمین میں بہت سے نشان ہیں کہ ان سے منہ پھیر کر گذر جاتے ہیں۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ تم کیوں نہیں عقل کرتے اور کیوں نہیں دیکھتے ✦ میرے بندے سب تجھ کو اپنے لئے چاہتے ہیں۔ اور میں تجھ کو تیرے لئے چاہتا ہوں۔ اور تو مجھ سے ہی بھاگتا ہے۔ یہ انصاف کی بات نہیں ہے میرے بندے میرا حق ہے کہ میں تیرا محب بنا رہوں۔ پس تجھ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ تو میرا محب بنا رہے۔ تو ہمارے لئے اور ہمارے ساتھ ہو جائے۔ اور جب تو ہمارے لئے ہو جائے۔ تو پھر کسی غیر کے ساتھ شغل نہ رکھ۔ اور اس کو یاد کر جس نے تجھے ایمان بخشا اور شرک سے تجھے بچایا۔ اور اگر وہ تجھے تصدیق عطا نہ کرتا۔ اور تیرے دل

میں تحقیق پیدا نہ کرتا تو تجھ کو ایمان اور اسلام اور طاعت و احسان کہاں سے حاصل ہوتا۔ شعر

سُقْیًا لِعَهْدِكَ بِالَّذِیْ لَوْلَمْ يَكُنْ مَا كَانَ قَلْبِیْ لِلصَّبَابَةِ مَعْهَدًا

قَسَمًا بِحُبِّكَ لَا نَسِيْتُ عُهُوْدَهُ كَلَّا وَلَا يَمَّمْتُ دُوْنَكَ مَقْصَدًا

أَلْهَمْتَ حُبِّیْ صَابِرًا صَدِيْرِیْ فِی الْهَوٰی أَنْتَ الْحَبِيْبُ أَنْعِمْ عَلٰی رَغْمِ الْعِدَا

فَاحْكُمْ بِمَا تَرْضٰی فَإِنَّكَ مَالِكِیْ فَبِحَقِّ جُوْدِكَ لَا تَكُنْ لِیْ مُبْعِدًا

(ترجمہ) اپنے عہد کو یاد کر کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میرے دل کو محبت و عشق دامنگیر نہ ہوتا۔ مجھے تیری محبت کی قسم ہے۔ کہ میں اس کے عہدوں کو نہیں بھولا ہوں۔ اور نہ ہی تیرے سوا کسی اور کو اپنا مقصد سمجھا ہے۔ میں نے محبت کو اس قدر چھپایا۔ کہ اس عشق میں میرا صبر ضائع ہوگیا۔ تو میرا دوست ہے میرے حال پر مہربانی کر۔ اور جس طرح تو چاہتا ہے حکم کر کیونکہ تو میرا مالک ہے۔ اور مجھے اپنے حق جود کی قسم ہے کہ مجھے اپنی بارگاہ سے دور نہ کرو۔ الٰہی اگر تو ہماری اہانت چاہتا۔ تو ہم کو کبھی ہدایت نہ دیتا اور اگر تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا تو ہمارے اوپر پردہ نہ ڈالتا۔ یا اللہ جس غرض کے لئے تو نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ اور جس چیز سے تو نے ہم کو عزت و اکرام بخشا ہے اس کو ہم سے سلب نہ کر۔ شعر

أَيَا مَنْ كَسَا قَلْبِیْ مِنَ الْحُبِّ خِلْعَةً وَأَلْبَسَنِیْ فِی الْبَسْتَةِ الدَّهْرِ أَنْ تَبْلٰی

وَيَا عِوَضِیْ مِنْ كُلِّ سَفَرٍ وَحَاضِرٍ وَيَا خَلَفِیْ مِنْ كُلِّ صَرَمِ الْحُبِّ

(ترجمہ) اے وہ ذات کہ جس نے میرے دل کو محبت کی خلعت پہنا دی ہے۔ اور زمانہ کے لباس میں مجھے مصیبت زدہ ہونے سے امن دیا ہے۔ تو میرے لئے تمام سفر و حاضر سے عوض ہے اور مصیبتوں کے وقت تو ہی میرے ساتھ رہنے والا ہے۔ الٰہی تو نے ہم کو اپنی ربوبیت کی معرفت بخشی۔ اور اپنے ذکر و انس کی نعمت عطا کی۔ اور اپنے فضل و رحمت کے بحر میں ہم کو غرق کیا۔ اور اپنے پاک گھر کی طرف تو نے ہم کو بلایا۔ الٰہی ظلم کی سیاہی نے ہمارے نفسوں کو اندھا کر دیا۔ اور غفلت کے سمندروں نے ہمارے دلوں کو ڈبو دیا۔ پس عجز شامل ہے اور حصر حاصل ہے۔ اور تسلیم مناسب ہے۔ اور تو ہمارے حال کو بہتر جانتا ہے۔ الٰہی تیرے عذاب سے جاہل ہو کر یا تیرے عذاب کا مقابلہ کر کے یا تیرے قدر کو خفیف جان کر ہم نے تیری نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ ہمارے نفسوں نے ہم کو

دھوکا دیا۔ اور ہماری بدبختی نے اُن کی اعانت کی۔ اور تیری پردہ پوشی پر ہم مغرور ہوئے اب تیرے عذاب سے تیرے سوا ہم کو کون چھڑا لیئے۔ اور اگر تو اپنی رسی کو ہم سے کاٹ لیوے تو پھر اور کس کی رسی سے پنجہ ماریں۔ ہائے ہم کو کس قدر خجالت ہوگی جب کل کو ہم تیرے سامنے کھڑے ہونگے۔ اور جب ہلکے بوجھ والوں کو کہا جاویگا۔ کہ گذر جاؤ۔ اور بھاری بوجھ والوں کو کہا جاویگا کہ گر جاؤ۔ الٰہی اگر ہم نے اپنی جہالت سے تیری نافرمانی کی ہے۔ تو اب عقل کے ساتھ تجھے پکارتے ہیں کیونکہ ہم نے جان لیا ہے کہ تو ہمارا رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ الٰہی کیا تو اس چہرے کو جو تیرے لیئے نماز پڑھتا ہے یا اس کو جو نیاز کرتی اور تیری طرف بلاتی ہے آگ میں جلائیگا ہرگز نہیں۔ مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے۔ جس نے ہم کو تیری طرف رہنمائی کی۔ اور ہم کو تمام احکام میں تیرے سامنے خضوع کرنے کی ترغیب دی۔ اور ان کا نام نامی حضرت محمدؐ ہے جو تمام نبیوں کے ختم کرنے والے اور تمام اصفیا کے سردار ہیں۔ اور ان کے حقوق تیرے حقوق کے بعد اور تمام حقوق سے بڑھ کر ہیں۔ جس طرح کہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک تمام خلق کے مراتب سے اونچا اعلیٰ ہے یا اللہ ہمارے سردار محمدؐ اور آنکی آل و اصحاب پر صلوٰۃ اور سلام بھیج۔ اور ان بندوں پر رحم کر جن کو تیری طول مہلت نے مغرور کر دیا۔ اور تیرے کثرت فضل نے ان کو طمع میں ڈال رکھا۔ اور تیری عزت و جلال و جمال کے آگے ذلیل ہو گئے۔ اور تیری بخشش کی طلب میں اپنے ہاتھوں کو پھیلایا۔ اور اگر تیری ہدایت نہ ہوتی۔ تو وہ کبھی اس طرف نہ آتے۔ یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ۔

فصل اکیسویں اصطبار میں

اللہ تعالے کا حمد ہے جس کے وجود پر اسکی روشن آیات شاہد ہیں۔ اور اس کی ظاہری و باطنی نعمتیں اس کے کرم وجود پر دلالت کر رہی ہیں۔ اور پھرنے والے آسمان اور چلنے والی ہوائیں اور برسنے والے بادل اور تر و تازہ باغ سب اسی کا حمد کر رہے ہیں۔ وہ اول ہے اور اسی کے لیئے خلق اور امر ہے۔ اور وہ آخر ہے اور قیامت کے دن اسی کی طرف رجوع ہے وہ ظاہر ہے اور اسی کے لیئے حکم اور قہر ہے۔ اور وہ باطن ہے اور ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے

زبانیں اس کی کبریائی وصف سے قاصر اور عقلیں اُس کی بے نیازی کے آگے حیران ہیں اور
اور اسکی جبروت کے آگے تمام نسبتیں منقطع اور گردنیں اس کی عزّت کے آگے پست اور بڑے
بڑے بادشاہ اُس کی ربوبیّت کے آگے ذلیل اور عقول اس کی تعظیم و جلال میں سرگردان
ہیں۔ اور قدوس اور واحد اور احد اور حیّ و قیوم اور صمد اور ایسا غنی ہے۔ کہ منکرین کا انکار
اس کو کچھ ضرر نہیں دیتا۔ اور وہ ایسا عزیز ہے۔ کہ جو اُس کے آگے ذلیل اور سربسجود ہوا۔
اُس کے چہرہ کو تازگی اور رونق بخشی۔ اور منکرین اور مشبہین کے چہرے کو سیاہ و رسوا
کیا۔ اُس نے اپنے دوستوں کو اپنے افضال کے بساط سے قریب کیا۔ اور اپنے یمین
اقبال سے اُن کو سرور بخشا۔ اور اپنے جمال کے مشاہدہ سے ان کے دلوں کو زندہ کیا
اور ان پر اپنی عام بخشش فرمائی۔ اور وہ دنیا ہی میں جنّت کے مزے لے رہے ہیں تمام
لوگ غفلت کے بچھونوں میں سوئے ہوتے ہیں۔ اور وہ قیام اور رکوع و سجود اور شوق
و ولولہ میں اپنے مولیٰ کے آگے سائل ہوتے ہیں۔ اور وہ اُن پر اپنی مہربانی اور شفقت فرماتا
ہے۔ اور اُن کی آنکھیں تمام رات بیدار رہتی ہیں۔ اور غافلوں کے دلوں پر دُنیا کی محبت
کا حجاب ڈال دیا۔ اس لئے وہ اُس کی نعمتوں میں نظر کرنے سے غافل ہیں۔ اور اُن کے
باطنوں کو اپنی طرف سے پھیر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ معرفت سے بیکار اور مناجات
کے انس اور معاملہ کی لذت سے محروم ہیں۔ اور ان کی بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ وہ
جسکی طرف دیکھ ہی نہیں سکتی۔ بھلا جس کو وہ اپنے دروازہ سے ہانک دے۔ اُس کا کیا حیلہ
ہے۔ اور جس کو وہ اپنے دوستوں سے الگ کر دے وہ کیا کرے۔ اور جس پر کتاب کا حکم
صادر ہو جائے اُس کے واسطے کیا وسیلہ ہے۔ اس کو زجر و عتاب بھی کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ لئے
وہ شخص کیسا ہی محروم ہے جس کا مولیٰ اُس کا مددگار نہ ہو۔ دوڑو دوڑو سبقت کر نیوالے
چلے گئے۔ اور ملو ملو متقین خلاصی پا گئے۔ اور کوشش کرو۔ یہ سکون و آرام تجھے نفع نہ
دیگا۔ اور ڈرو ڈرو تم مہمل نہیں چھوڑے گئے۔ اے اللہ کے بندو جلدی کرو۔ عمل کر نیوالوں
نے تھوڑی سی تکلیف برداشت کی۔ پھر انہوں نے ہمیشہ کے لئے اپنا مطلب و مقصد پالیا۔
اور دائمی آرام و استراحت میں امن لیا۔ اور جو کچھ کہ انہوں نے پالیا۔ اُس کے مقابلہ میں ان کا
رنج و تعب نہایت ہی کم ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ خبردار ہو۔

اللہ کے دوستوں کو کچھ خوف وغم نہیں ہے۔ اور وہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اس لیئے ڈرتے رہے۔ ان کے لیئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے ایک کو دیا اور ایک سے روک رکھا۔ اور کسی کو پست اور کسی کو بلند کیا۔ اور کسی کو جدا اور کسی کو ملایا۔ اور اسی کے حکم سے فائدہ اٹھانے والوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور خسارہ پانیوالوں نے خسارہ پایا۔ اُس نے کسی کو ہنسایا اور کسی کو رلایا۔ اور کسی کو زندہ اور کسی کو مردہ کیا۔ اور کسی کو غنی اور کسی کو مفلس کیا۔ کسی کو پیدا کیا کسی کو فنا کیا۔ اور اُسی نے اپنے غابہ سے گذشتہ لوگوں کو تباہ کیا۔ پس اُس کی عام اور تمام نعمتوں پر اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ اپنے بقاء و قدم میں یگانہ ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور حبیب اور خلیل اور عرب و عجم کے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔ ان پر اور ان کی آلؑ اصحاب پر جو ہدایت کے روشن ستارے ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے قیامت تک باقی رہنے والی صلوٰۃ وسلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا۔ یعنی وہ زمین و آسمان اور ان کے درمیانی اعیان و آثار کا مالک ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ پس اسی کی عبادت کر اور اسی کی عبادت کے لیئے صبر اختیار کر۔ اور کوئی اس کے ہمنام اور مانند نہیں ہے۔ اور کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے۔ جس کا نام اللہ ہو۔ پس لائق ہے کہ اس کے سامنے ذلیل ہوں۔ اور اُسی کے آگے اپنی حاجتوں کو پیش کریں۔ اور اصطبار کے معنی نہایت صبر کے ہیں یعنی احکام اور اوامر و نواہی پر ظاہر و باطن میں صبر کرنا۔ اور مثل مشہور ہے کہ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہو گیا۔ اور جس نے دروازہ کو لازم پکڑا وہ واصل ہوا۔ شعر

وَقَلَّ مَنْ جَدَّ فِیْ شَیْءٍ یُحَاوِلُهٗ ... فَاسْتَعْمَلَ الصَّبْرَ اِلَّا فَازَ بِالظَّفَرِ

(ترجمہ) اور یہ امر نہایت ہی شاذ و نادر ہے کہ کسی نے کسی چیز کے لیئے کوشش کی ہو۔ اور اس نے اُس کو نہ پایا ہو۔ اور صبر پر عملدرآمد کیا ہو اور کامیاب نہ ہوا ہو۔ اور یہ اس معبود سبحانہٗ و تعالےٰ کا کوئی ہمنام اور نظیر نہیں ہے۔ تو عابدوں پر واجب ہے کہ اس کی طاعت پورے طور پر بجا لائیں۔ اور اس کی طلب میں حتی المقدور کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہ کریں۔ اور اپنی اس تھوڑی سی کوشش کو اسی عزیز کی طلب میں خرچ کریں۔ اور لائق ہے کہ آنسو اسی کی قربت کے فوت ہو جانے پر گریں۔ اور اسی طرح دلوں کو مناسب ہے کہ اسی کی جدائی کے خوف میں پھٹیں۔ شعر

سَہَرُ الْعُیُوْنِ لِغَیْرِ حُبِّكَ بَاطِلٌ وَبُکَاؤُهُنَّ لِغَیْرِ هَجْرِكَ ضَائِعٌ
اَنْتَ الْحَبِیْبُ فَاِنْ مَنَنْتَ بِنَظْرَةٍ اَصْحَتْ کَاَنْ لَمْ تَدَّرْ هُنَّ مَدَامِعٌ

(ترجمہ) تیری محبت کے سوا آنکھوں کا بیدار رہنا باطل ہے اور تیری جدائی کے سوا ان کا رونا ضائع ہے۔ تو میرا دوست ہے اگر ایک نظر سے مجھ پر مہربانی فرمائے۔ تو ان کا حال ایسا ہو گویا ان میں کوئی آنسو نہیں رہا۔ اے فقیر اپنے مولا کے دروازہ کو لازم پکڑ۔ اور سب طرف سے منہ موڑ کر اسی کا ہو رہ۔ اور تمام احوال میں اسی پر بھروسہ رکھ۔ کس کے لئے تو اپنی کوشش کو جمع رکھتا ہے جبکہ تو اس سے اپنے معبود کو نہیں پاتا۔ کیا تو اس کی صفات جلال میں اس کا کوئی ہمنام یا اس کے افعال میں اس کا کوئی شریک یا اس کے افضال میں اس کا کوئی مانند پاتا ہے۔ اگر تو اس کی تابعداری کرے تو وہ تجھے ثواب دیتا ہے۔ اور اگر تو اس کی نافرمانی کرے تو تجھے مہلت دیتا ہے۔ اور اگر تو اس کی طرف رجوع کرے۔ تو وہ تجھے قبول کرتا ہے۔ اس نے قدم میں تجھے برگزیدہ کیا۔ اور بتوں کے سجدے سے تجھے بچایا۔ اور تجھ کو اپنے جود و کرم کا محل بنایا۔ اور اس کا اختیار تیرے لئے خط واضح سے لکھا ہوا ہے۔ ہاں تیرا استخراج ضعیف ہے۔ اور جب تو اس کو طلب کرنا چاہے تو اس کو اپنے پاس طلب کر۔ وَلٰکِنِّیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ۔ اے وہ شخص کہ جس نے ہمارے ساتھ مدت تک معاملہ کیا۔ پھر الگ ہو گیا۔ اور دیر تک ہم سے ملا رہا۔ اور پھر رجوع کی۔ کاش کہ تو ہمیں کسی شے کے بدلے بیچتا۔ شعر

لَقَدْ ضَیَّعْتَ حَظَّكَ مِنْ وِصَالِیْ وَبِعْتَ بِاَبْخَسِ الْاَثْمَانِ سَنْرًا
فَکَیْفَ رَضِیْتَ یَا هٰذَا بِبَدَلِیْ وَقُرْبُكَ مِنْ جَنَابِیْ کَانَ عِزًّا
سَتَعْلَمُ فِیْ اِذَا جَرَّبْتَ غَیْرِیْ وَتَعْلَمُ اَنَّنِیْ لَدَیْكَ کُنْتُ حِرْزًا

(ترجمہ) تو نے میرے وصل کا حصہ اور فائدہ ضائع کر دیا۔ اور قیمتی خزانہ کو کم قیمت کے عوض بیچ دیا۔ اے غافل تو میرے سوا غیر کے ساتھ کس طرح راضی ہو گیا۔ حالانکہ میری بارگاہ سے تیرا نزدیک رہنا تیری عزت کا موجب تھا۔ جب تو غیر کو آزمائیگا۔ تو مجھے پہچان لیگا اور

جان لیگا۔ کہ میں ہی تیرے لئے نشر واماں ہوں ۔ ابن سیرین کہا کرتا تھا۔ کہ میں ایک خلوت خانہ چاہتا ہوں جس میں اپنے رب کے ساتھ خلوت میں رہوں۔ اے غافل میں دن بھر تیرے سردار کی باتیں تیرے آگے بیان کرتا ہوں تو رات کو اس سے سن۔ اے لباس اور نشان میں زاہدوں کے مشابہ ہونیوالے نہ کہ نیتوں اور وقتوں میں۔ سو لئے بنا صومعہ کے جس میں تو بناوٹی چوروں کی طرح رہتا ہے۔ اور کوئی رہبانیت نہیں ہے۔ اے غافل منزلیہ پر راضی ہونا ہو قوفوں کا کام ہے۔ اگر ایک لحظہ بھر تو اپنی حرص سے الگ ہو جائے تو تیرے لئے نشان ظاہر ہو جاویں یہ دوستوں کی سیرگاہ اور چراگاہ ہے تو بھی اسمیں چرلے۔ اور یہ عتاب کا موقف ہے۔ عتاب کو سن لے۔ شعر

اَنِحصٗ فَھٰذِیْ عَدَّ مَاتُ رَامَہٖ وَمَاءُ ھَا الْعَذِبُ الزُّلَالُ الْبَارِدُ

وَانْشُدْ نُھَالَکَ لِیْ فُؤَادًا ضَائِعًا لَوْلَا الْھَوٰی مَا ضَلَّ فِیْھَا نَاشِدٗ

(ترجمہ) اُٹھ اور چل یہ آگے رامہ کی وادئیں ہیں جن کا پانی بہت میٹھا ٹھنڈا ہے۔ وہاں میرے ضائع ہوئے ہوئے دل کو ڈھونڈ۔ اگر محبت نہ ہوتی۔ تو ڈھونڈنے والا وہاں گم نہ ہوتا۔ عابد و زاہد اور عارف ومحب لوگ کہاں چلے گئے۔ لاالٰہ الا اللہ۔ خدا کے بندوں کا قحط پڑ گیا۔ ہمارے سلف بزرگ بہت ہی نیکو کار تھے۔ اگر وہ لوگ نہ ہوتے۔ تو متاخرین خوار ہو جاتے۔ رابعہ عدویہ تمام رات بیدار رہتی۔ اس کو احمد بن حواری نے کہا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے۔ جو اول رات سو جاتے تھے۔ اس نے جواب دیا کہ میں بلائی جاتی ہوں اور دعوت کو قبول کرتی ہوں۔ ابوسلیمان رح فرماتے ہیں کہ اگر رات نہ ہوتی۔ تو میں دنیا میں ایک دم باقی رہنا پسند نہ کرتا۔ داؤد بن ابی ہند نے چالیس سال تک روزہ رکھا اور لوگوں کو اور اس کی اہل وعیال کو مطلق خبر نہ ہوتی۔ وہ روٹی کو لیکر باہر نکل جاتے اور صدقہ کر دیتے۔ لوگوں کو گمان ہوتا کہ گھر میں کھاتے ہیں۔ اور گھر والے خیال کرتے کہ لوگوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ شعر

وَمُسْتَخْبِرٍ عَنْ سِرِّ لَیْلٰی رَدَدْتُہٗ بِعَمْیَاءَ مِنْ لَیْلٰی بِغَیْرِ یَقِیْنٖ

یَقُوْلُوْنَ اَخْبِرْنَا فَاَنْتَ اَمِیْنُھَا وَمَا اَنَا اِنْ اَخْبَرْتُھُمْ بِاَمِیْنٖ

(ترجمہ) بہت سے لوگ میری رات کا سر پوچھنے والے ہیں جن کو میں نے رد کر دیا۔ اور ان کو میری رات کا یقین نہ رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دے تو اس کا امین ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو

خبر دوں تو پھر امین نہ رہونگا۔ ہائے وہ صورتیں کہاں گئیں۔ ان روحوں پر سلام ہو۔ ایسے سردار لوگ چلے گئے۔ اور بستروں کے ہمنشین رہ گئے معروف رحمۃ اللہ علیہ کو مدفون ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں۔ کہ ان کا اسم وجسم دنیا سے دور ہو گیا ہے۔ لیکن معروف اسی طرح معروف ہے۔ اعمال سوائے اخلاص کے باقی نہیں رہتے۔ اور ریاکار کے عمل سایہ کی مانند چھپکا ہی چھلکا ہوتے ہیں اور صاحب دل لوگ صاحب اشارات ہوتے ہیں۔ بعض صالحین نے بغداد میں نہر کے کنارہ پر کھڑے ہوئے سنا کہ ایک شخص یوں کہہ رہا ہے کہ اے ملاح مجھے تو بادشاہ کے گھر کی طرف لے چل۔ اور ملاح اس کو کہتا ہے کہ میرے ساتھ تیڑے لوگ ہیں۔ یہ سن کر فقیر چلا اٹھا کہ بخدا مجھے چالیس سال ہوئے ہیں کہ ان سے بھاگتا پھرتا ہوں۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے کہا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا دن آپ کو یاد ہے۔ فرمایا کہ وہ ساعت ابھی تک میرے کانوں میں ہے اے ان لوگوں سے پیچھے رہنے والو۔ ان لوگوں کے شہروں میں سیر کرو۔ اور ذلت کی وادی میں اترو۔ اور دروازہ پر کھڑا رہنے سے ملول نہ ہو جاؤ۔ خواہ تم دھتکارے جاؤ۔ اور عذر خواہی نہ چھوڑو خواہ تم رد کئے جاؤ۔ اور جب وصلین کے لئے دروازے کھل جائیں۔ تو تم محتاجی کے ہاتھ پھیلاؤ۔ اور اس طرح کہو تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ہم پر بھی صدقہ کر۔ شاید قبولیت کی ندا تمہیں اس طرح جواب دیوے کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ آج تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ محبوں کے غم دائمی اور ان کی آنکھیں آنسو رو رو کر زخمی ہوتی ہیں۔ اور محب کو اپنے محبوب کے دیدار کے سوائے کوئی راحت و آرام نہیں آتا۔ بعض صالحین ایک دن ہنسا پھر اس نے سوچا کہ میں کیوں ہنستا ہوں۔ میں نے تو ابھی دشوار گذار گھاٹی کو طے نہیں کیا ہے۔ مجھے اللہ کی قسم۔ جب تک میں معلوم نہ کر لوں کہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے۔ تب تک نہ ہنسوں گا۔ شعر

یَا نَسِیْمَ الشِّمَالِ بِاللّٰہِ بَلِّغْ ... مَا یَقُوْلُ الْمُتَیَّمُ الْمُسْتَھَامُ
قُلْ لِاَحْبَابِنَا تَرَکْتُمْ مُحِبًّا ... لَیْسَ یَسْلُوْ وَ مُقْلَۃٌ لَا تَنَامُ
حُلِّلَ الْاُنْسُ وَ لَذَّۃٌ وَ سَرُوْرٌ ... قَبْلَ لُقْیَاکُمْ عَلَیْہِ حَرَامٌ

(ترجمہ) اے باد شمال تجھے اللہ کی قسم ہے کہ جو کچھ یہ عاشق سرگردان تجھے کہتا ہے اسے محبوب تک پہنچا دے۔ اور ہمارے دوستوں کو جا کر کہدے کہ تمہارے محب کا یہ حال ہے کہ تمہارے بغیر اس کو تسلی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اور تمام

اس ولذت وسرور اس پر حرام ہے جب تک وہ تمہاری ملاقات نہ کرے + عطاء سلمی اس قدر روتے کہ ان کو رونے کی طاقت نہ رہتی۔ ہاں سچ ہے جب خوف کی ہوائیں چلتی ہیں تو عارفوں کے دلوں کو بیقرار کر دیتی ہیں۔ اور پلکوں کی ٹہنیوں میں آنسوؤں کا کوئی ثمرہ نہیں چھوڑتیں۔ اور جب دل میں پانی اُترتا ہے تو آنکھوں میں اس کا دورہ ساکن ہو جاتا ہے اور فتح موصلی ر اس قدر روتے کہ بجائے آنسوؤں کے خون آنے لگتا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ خون کیوں روتے ہیں۔ فرمایا اس ڈر سے کہ یہ آنسوؤں کا رونا سچا بھی ہے کہ نہیں۔ شعر

یَا مُنْفِداً مَاءَ الْجُفُوْنِ وَكُنْتُ اُنْفِقُهُ عَلَيْهِ
اِنْ لَمْ يَكُنْ عَيْنِيْ فَاَنْتَ اَعَزُّ مَنْ نَظَرْتُ اِلَيْهِ

ترجمہ) اے پلکوں کے پانی کو ختم کرنیوالے حالانکہ میں اُس کو اسی پر خرچ کرتا ہوں۔ خون میری آنکھ میں نہ رہے۔ تو مجھے نہایت عزیز ہے اور تیری طرف ہی میں دیکھتا ہوں + جب معرفت کا بادشاہ دل کے جنگل میں خیمے لگاتا ہے تو ویران جگہ بھی گلزار اور باغ بن جاتی ہے۔ شعر

سَاكِنٌ فِي الْقَلْبِ يَعْمُرُهُ لَسْتُ اَنْسَاهُ فَاَذْكُرُهُ
غَابَ عَنْ عَيْنِيْ فَسَاءَ مَنِيْ وَسُوَيْدَ الْقَلْبِ تَبْصُرُهُ
وَاَنْتَ لِلْعُذَّالِ اِذْ اَمَرُوْا بِسُلُوٍّ عَزَّ اَيْسُرُهُ
مَا لِكِيْ فِي الْقَلْبِ مَسْكَنُهُ فَسُلُوِّيْ كَيْفَ اُضْمِرُهُ

ترجمہ) دل میں رہنے والا اس کو آباد کرتا ہے۔ میں اُس کو ہرگز نہیں بھولا کہ اس کو یاد کروں۔ وہ ہر وقت میرے پاس ہے اور دل اس کو ہر وقت دیکھتا ہے میں نے ملامت کرنے والوں کو کہا۔ جبکہ انہوں نے مجھے تسلی کے واسطے کہا۔ کہ میرا مالک دل میں رہتا ہے پھر تسلی کو کس طرح اس میں چھپاؤں + جب حبیب دل کے گھر میں اُترتا ہے۔ تو باقی تمام رہنے والوں کو نکال دیتا ہے۔ شعر

حَبِيْبٌ لَا يُعَادِلُهُ حَبِيْبٌ وَلَا لِسِوَاهُ فِيْ قَلْبِيْ نَصِيْبٌ
حَبِيْبٌ غَابَ عَنْ عَيْنِيْ وَشَخْصِيْ وَعَنْ قَلْبِيْ حَبِيْبِيْ لَا يَغِيْبُ

ترجمہ) میرے دوست جیسا اور کوئی دوست نہیں ہے اور نہ ہی اس کے سوا کسی اور کی محبت میرے دل میں ہے۔ میرا دوست گو میری آنکھ اور وجود سے غائب ہو لیکن میرے دل سے غائب نہیں ہے

اس وقت دل محبت سے بھر جاتا ہے۔ اور اس کے سوا اس میں اور کچھ نہیں سما سکتا۔ اور ذکر دل کی غذا بن جاتا ہے۔ شعر

وَلَقَدْ جَعَلْتُكَ فِي الْفُؤَادِ مُحَدِّثِي ۔ وَ اَبَحْتُ جِسْمِي مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِي
فَالْجِسْمُ مِنِّي لِلْجَلِيْسِ مُؤَانِسٌ ۔ وَحَبِيْبُ قَلْبِي فِي الْفُؤَادِ اَنِيْسِي

(ترجمہ) تحقیق میں نے تیری محبت کو اپنے دل میں ڈال لیا ہے اور میں نے اپنے جسم کو اس شخص کے لئے جو میرے پاس بیٹھنے کا ارادہ کرتا ہے مباح کر دیا ہے۔ پس میرا جسم میرے ہمنشین کا غمخوار ہے اور میرا دوست میرے دل کا غمخوار ہے۔ اے وہ شخص جو اپنے گناہوں کے باعث دیار انس سے دور پڑا ہوا ہے۔ اپنی محبت کے وطن پر رو۔ شاید تجھے دیار انس میں لے آئیں۔ شعر

یَا بَعِيْدَ الدَّارِ عَنْ وَطَنِهِ ۔ مُفْرَدًا يَبْكِيْ عَلٰى شَجَنِهِ
كُلَّمَا جَدَّ النَّحِيْبُ بِهِ ۔ زَادَتِ الْاَسْقَامُ فِيْ بَدَنِهِ

(ترجمہ) اے اپنے وطن سے دور پڑے ہوئے۔ تو اکیلا ہی اپنے غم پر رو رہا ہے۔ اور جوں جوں تو روتا ہے۔ بیماریاں تیرے بدن میں بڑھتی جاتی ہیں۔ جب حضرت داؤد نے گناہ کیا۔ وہ اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی۔ شعر

سِيَّانِ اِنْ لَامُوْا وَاِنْ عَذَلُوْا ۔ مَا لِيْ عَنِ الْاَحْبَابِ مُصْطَبَرٌ
لَا بُدَّ لِيْ مِنْهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْا ۔ فَلِيْ بِنَارِ الشَّوْقِ يَسْتَعِرُ

(ترجمہ) خواہ لوگ مجھے ملامت کریں یا برا کہیں میرے نزدیک برابر ہے کیونکہ مجھے دوستوں کے بغیر صبر نہیں آتا۔ اور مجھے ان کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے۔ اگرچہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ میرا دل شوق کی آگ سے بھڑک رہا ہے۔ انہوں نے اپنی تمام لذتوں کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور نہ ہی کسی شہوت کی طرف مائل ہوئے۔ اور اس قدر گریہ وزاری کرتے رہے کہ ان کی میٹھی زندگی کڑوی ہو گئی۔ شعر

وَاِذَا سَحَابَةُ هَجْرِكُمْ قَدْ اَبْرَقَتْ ۔ تَرَكَتْ حَلَاوَةَ حُبِّ قَلْبِيْ عَلْقَمًا

(ترجمہ) جب تمہاری جدائی کا بادل چمکتا ہے۔ تو دل کی حلاوت کو حنظل کی طرح کڑوا کر دیتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی سلامت اور عصمت و کرامت پر مسرور تھے۔ تو اس طرح کہا کرتے تھے یا اللہ تو خطاکاروں کو نہ بخش۔ پس جب تقدیر کے تیروں کا

نشانہ بنے۔ پھر اس طرح کہتے تھے یا اللہ تو گنہگاروں کو بخش۔ شاید کہ داؤد بھی ان کے ساتھ بخشا جائے۔ اور جب ان کے پاس ناقص برتن لایا جاتا۔ تو ان کے آنسوؤں سے بھر جاتا اور حضرت داؤد جب گریہ اور نوحہ کا ارادہ کرتے تو ایک پکارنے والا گناہگاروں کی مجلسوں میں ندا کر دیتا۔ اور وہ تمام اس ندامت کے ماتم میں جمع ہو جاتے۔ اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کا غم وحزن زیادہ ہو جاتا۔ اور اکثر اس طرح کہا کرتے تھے۔ الٰہی میں نے تیرے تمام طبیب بندوں کے پاس اپنی بیماری کا علاج کرنا چاہا۔ سب نے تیری طرف ہی رہنمائی کی۔ الٰہی میری آنکھ کے آنسوؤں سے مدد کر اور میرے ضعف کی قوت سے مدد کر تاکہ میں تیری رضا کو حاصل کروں۔ شعر

يَا مَنْ تَجَنُّبُ صَبْرِيْ مِنْ تَجَنُّبِهِمْ ۔۔۔ هَبْ لِيْ مِنَ الدَّمْعِ مَا أَبْكِيْ عَلَيْكَ بِهِ
حَتّٰى مَتٰى زَفَرَاتِيْ فِيْ تَصَعُّدِهَا ۔۔۔ إِلَى الْمَمَاتِ تَدَامُعِيْ فِيْ تَصَوُّبِهِ
قَلْبِيْ فُؤَادُ إِذَا لَجَّ الْغَرَامُ بِهِ ۔۔۔ هَامَ اشْتِيَاقًا إِلٰى لُقْيَا مُعَذِّبِهِ

(ترجمہ) اے وہ شخص کہ جس کے پہلو تہی کرنے سے میرا صبر جاتا رہا۔ مجھے آنسو بخش جن کے ذریعے سے میں تجھ پر رونا رہوں۔ میری آہیں کب تک موت کی طرف چڑھتی رہیں گی اور میرے آنسو کب تک بہتے رہیں گے اور میرا دل ایسا ہے کہ جب اس میں عشق داخل ہو جاتا ہے۔ تو دیدار کے لئے شائق ہو کر سرگرداں ہوتا ہے ۔

مدت تک اپنی آنکھوں کو آنسوؤں کے پانی سے دھوتے رہے۔ اور جب کبھی اپنے غصہ کا قصہ پیش کیا۔ زیادہ مدد و رحم کا جواب آیا۔ اور اس قدر استغاثہ اور فریاد کرتے کہ شہری اور بیابانی لوگ بیقرار ہو جاتے۔ شعر

إِنَّ الشَّفِيْعَ إِلَيْكَ مِنِّيْ ۔۔۔ دُمُوْعُ عَيْنِيْ وَحُسْنُ ظَنِّيْ
فَبِالَّذِيْ قَادَنِيْ ذَلِيْلًا ۔۔۔ إِلَيْكَ إِلَّا عَفَوْتَ عَنِّيْ

(ترجمہ) میرے آنسو اور میرا حسن ظن تیرے پاس میری سفارش کرنے والے ہیں۔ تجھے اسی بات کی قسم ہے جو مجھے ذلیل کر کے تیری طرف لے آئی ہے۔ تو میرے گناہ کو معاف کر۔ اے گناہگارو۔ تم ہماری طرف سے منہ پھیرتے ہو اور ہم تمہاری طرف بڑھتے ہیں۔ اور تم کھلم کھلا گناہ کرتے ہو اور ہم پردے ڈالتے ہیں۔ اور تم ہماری نعمتوں کو ہماری مخالفتوں میں خرچ کرتے ہو۔ اور ہم تمہیں زیادہ نعمتیں دیتے ہیں۔ اور تم ہمارے دروازہ سے دور جاتے ہو۔ اور ہم

تمہیں اپنے قریب کرتے ہیں۔ کوئی ہے توبہ کرنیوالا۔ کوئی ہے بخشش مانگنے والا۔ کوئی ہے سوال کرنیوالا۔ شعر

أَيَا مَنْ أَعْرَضُوا عَنَّا ۔۔۔ بِلَا جُرْمٍ وَلَا مَعْنَى
وَإِنْ عَادُوا لَنَا عُدْنَا ۔۔۔ وَإِنْ خَانُوا فَمَا خُنَّا
وَإِنْ كَانُوا قَدِ اسْتَغْنَوْا ۔۔۔ فَإِنَّا عَنْهُمْ أَغْنَى
أَسَاؤُا ظَنَّهُمْ جَهْلًا ۔۔۔ فَهَلَّا أَحْسَنُوا الظَّنَّا

(ترجمہ) اے وہ لوگو جنہوں نے ہماری طرف سے بلا جرم وقصور اعراض کر لیا۔ اگر تم لوٹ آؤ تو ہم بھی لوٹ آئینگے۔ اور اگر تم خیانت کروگے تو ہم خیانت نہیں کرینگے۔ اور اگر ہم تم سے استغنا ظاہر کروگے۔ تو ہم بھی تم سے لاپرواہی کرینگے تم نے جہالت سے ہم پر بدظنی کی اور کس لئے حسن ظن نہ کیا۔ اے غائب کی طرح حاضر رہنے والے۔ جب تو توبہ کرنیوالوں کو دیکھے کہ حرص کے ملک سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ تو تو بھی اپنے پیچھے رہنے پر رو۔ تجھے کیا ہوا۔ نہر بھری ہوئی ہے۔ غرق ہونے سے اول عبور کر جا۔ کیا تو جانتا ہے کہ اس تائب کو کس نے بیقرار کر دیا۔ اور کونسی کتاب اس غائب کو لے آئی۔ اور کونسے عتاب نے اس کی آنسوں کو جاری کر دیا۔ اس نے الست بربکم کے عہد کو یاد کیا۔ اور رو پڑا۔ اور دوست کی جدائی کا فکر اس کو لاحق ہوا۔ اس باعث سے وہ غمناک ہوا۔ شعر

سَرَى نَسِيمُ الصَّبَا مِنْ حَاجِرٍ صَبَا ۔۔۔ وَبَاتَ يَشْكُوْ إِلَى الْقَاسِيَةِ الْوَصَبَا
ذُوْ صَبْوَةٍ لَمْ تَبْتَسِمْ بَرْقُ الشَّامِ وَلَا ۔۔۔ دَعَاتُهُ وَرْقَاءُ الْأَصْبَاحِ وَاحَرَبَا
مَا يَرْتَمُ الْبَارِقُ النَّجْدِيُّ بِذِكْرِهِ ۔۔۔ نَجْدًا وَكَيْفَ بِهِ نَجْدٌ إِذَا الْتَهَبَا
يَوَدُّ لَوْ أَنَّ أَيَّامَ الْحِمَى رَجَعَتْ ۔۔۔ وَكَيْفَ يَرْجِعُ عَيْشٌ لَعَلَّ مَا ذَهَبَا

(ترجمہ) یا اللہ تو اپنے حسن عنایت سے پراگندہ دلوں کو جمع کر۔ اور اپنی محبت کے مینہ سے ہمارے مُردہ باتوں کو زندہ کر۔ اور ہمارے گناہوں کے سبب ہم کو اپنی کرامت کے دسترخوان سے دُور نہ کر۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش +

فصل بائیسویں۔ افسوس اور حضرت آدمؑ کے ذکر میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جو علیم وحلیم اور رحمٰن ورحیم۔ حکیم وحمید اور ولی وقوی اور غنی وخفی اور علی ومجید ہے۔ وہ اول ہے اُس کی کبریائی کی کوئی ابتدا نہیں۔ وہ آخر ہے اُس کی بقا کی کوئی نہایت نہیں ہے

وہ ظاہر ہے اور تمام نشانات اور نعمتوں کو اسی نے ظاہر کیا ہے۔ وہ باطن ہے اس کی ثنا کی حقیقت کو عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ فکر اس کی پاک بارگاہ سے بعید ہے۔ وہ واحد واحد اور قدوس وصمد اور حیّ وعلیم وقدیر اور سمیع وبصیر ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ جو کیف وحد سے برتر ہے متکلم ہے۔ اس کی صفات دلائل کے ساتھ ثابت ہیں جس نے اس کو معطل سمجھا وہ حق سے بعید ہے۔ اور حدوث کی صفات سے اس کا منزّہ ہونا ہر ایک کو معلوم ہے۔ جس نے اس کو کسی کے مانند سمجھا وہ ابوجہل اور ولید کے مشابہ ہے۔ وہ عزت وجلال والا بہت ہی بابرکت ہے اور بندوں کی مشابہت سے منزّہ ہے۔ اس نے اپنی عطاء کو اپنی خلقت کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ اس نے کسی کو قوی اور کسی کو ضعیف اور کسی کو ادنیٰ اور کسی کو شریف کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کسی کو گمراہ اور کسی کو ہدایت والا کسی کو غافل کسی کو شاکر اور کسی کو جاہل، اور کسی کو عاقل اور کسی کو ذاکر، اور کسی کو غافل، اور کسی کو عذاب کے لائق اور کسی کو قرب کے مستحق اور کسی کو سعید اور کسی کو شقی پیدا کیا۔ اس نے مومنوں کے دلوں کو ایمان سے منور کیا۔ اور ان کو اپنی رضامندی کی خلعت پہنائی۔ اور ان کو دارالامان کا وعدہ دیا۔ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ۔ ان کے واسطے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے اور اس نے غافلوں کو اپنی خدمت سے ہٹا دیا۔ اور اپنے حضور کی نعمت سے دور کر دیا۔ پس قریب اور بعید کے درمیان بہت فرق ہے ہائے افسوس اس شخص کی حالت کیسی حسرتناک ہے جو دوستی سے محروم ہو کر جدائی اور بعد میں پڑ جائے۔ اور وعید اس پر ثابت ہو جائے۔ اور وہ ناامیدی کے جنگلوں میں سرگردان وخوار پھرتا ہے۔ جبر دار دوست کا ہجر نہایت ہی درد دینے والا ہے۔ اور روگردانی کا سمندر بے نہایت لمبا چوڑا ہے جس کی تلاطم کے وقت صبر کی کشتیاں غرق ہو جاتی ہیں۔ اور تیز نگاہیں کند ہو جاتی ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے سلامتی کی ہوا سے کامیاب ہونے والوں کو مدد دی اور ان کو کرامت کی کشتیوں پر سوار کیا۔ اور ان کے لئے راہ سعید کو آسان کیا۔ اور وہ وصال کے باغ میں پہنچ کر اقبال کی باد نسیم سے خوشحال ہوئے ان کے لئے ہر وقت یوم عید ہے۔ اور دوسروں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اور نیک عملوں کے ساتھ برے عمل ملائے اور انہوں نے توبہ کی۔ اور کرم کے انداکر تیرا لے کی آواز کو سن کر اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور انہوں نے جان لیا۔ کہ ہمارا ہونے رگ گردن سے بھی زیادہ قریب

ہے۔پس ان کے دلوں پر عنایت کی ہوا چلی اور ان کے اسرار کے باغوں پر کرامت کا بادل برسا۔ اور ان کے باطن کی شاخیں ہری بھری ہوگئیں۔اور ان کا سرور کامل ہوگیا۔اس باعث سے کہ انہوں نے جان لیا کہ جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہی اُس کا مالک ہوتا ہے۔اور اُسی کی طرف مبدا اور معاد ہے۔پس اُس کی تمام نعمتوں اور فضلوں پر جو ہر گھڑی اور ہر دم ہم پر زیادہ زیادہ برس رہی ہیں۔اس کا حمد کرتا ہوں اور اخلاص اور توحید سے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسُول ہیں۔جنہوں نے اپنے غلبہ سے تمام سرکشوں کو خاک میں ملایا۔اور اپنی نور برہانی سے تمام سرکش شیطانوں کی آگ کو بجھایا اور جن کی معجزات ظاہرہ سے اللہ نے تائید کی۔اور فتح و نصرت سے انکی امداد کی۔اُن پر اور اُن کی آل و اصحاب پر ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔جیسے کہ ان کے لیے سعادت کا راستہ آسان کیا۔اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ہم نے اس سے پہلے آدم کے ساتھ عہد کیا پس وہ بھول گیا۔اور اس کے لئے کوئی عزم نہ پایا۔اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی مختلف قسم کی مٹی سے پیدا کیا۔اور ان کا جسم چالیس سال تک جنت کے دروازہ پر پڑا رہا۔اور فرشتے جب اس کے پاس سے گذرتے تو بہت تعجب کرتے کیونکہ انہوں نے ایسی صورت آگے کبھی نہ دیکھی تھی۔جب ابلیس اس کے پاس سے گذرا۔اُس کو کہنے لگا کہ تو کس لئے پیدا ہوا ہے۔اور اپنے ہاتھ سے اس کو مارا تو اس کو معلوم ہوا۔کہ یہ خالی جسم ہے پھر اپنے ساتھ کے فرشتوں کو کہنے لگا کہ یہ تو خالی جسم ہے۔اگر اس کو تم پر فضیلت دی گئی۔تو تم کیا کرو گے۔انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالےٰ کے حکم کی تابعداری کریں گے۔اس وقت ابلیس نے اپنے دل میں کہا۔کہ بخدا میں اس حکم کو نہ مانونگا۔اور اگر اس کو مجھ پر فضیلت دی گئی تو میں اس کو ہلاک کر دونگا۔یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ۔میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو۔اور چھپاتے ہو۔یعنی ابلیس نے اپنے نفس میں چھپایا۔کہ میں اُس کی تابعداری نہ کرونگا۔اور یہ بات اُس نے عداوت اور تکبر کے باعث کہی۔ پھر جسم میں روح پھونکا گیا اور دماغ کی راہ سے ہو کر جب آنکھوں تک پہنچا۔تو اُس نے پہلے اپنی اصل پیدائش کو دیکھا تاکہ جب اللہ تعالےٰ اُس کو عزت و کرامت بخشے تو عجب و تکبر نہ کرے۔پھر

رُوح ناک تک پہنچا۔ تو چھینک ماری۔ اور پھر جب وہ ماں سے مُنہ میں نازل ہُوا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کو الحمد للہ رب العالمین سکھایا۔ اور یہ پہلی بات ہے۔ جو ان کی زبان پر جاری ہوئی پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تجھ پر تیرا رب رحم کرے۔ اے آدم تجھے رحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ یعنی رحمت کے لئے ان کو پیدا کیا ہے پھر رُوح تمام جسم میں پھیل گیا۔ اور اس میں گوشت وخون پیدا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ناخنوں کا لباس پہنایا اور ہر دن اس کا حسن وجمال زیادہ زیادہ ہونے لگا۔ پھر اُس کو اللہ تعالےٰ نے جنت کا لباس پہنایا۔ اور سورج کا سا چمکتا ہوا نور بخشا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اس کی پیشانی سے چمکنے لگا۔ پس ان کا نور باقی تمام نور پر غالب آگیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تخت پر بٹھا کر فرشتوں کے کندھوں پر اٹھوایا۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ اس کو آسمان کا سیر کراؤ تاکہ ملکوت کے عجائبات کو دیکھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات کے تمام سکھائے پھر فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ اس کو سجدہ کریں۔ سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو مردود کر کے اپنی بارگاہ سے ہانک دیا۔ اور حضرت آدم ؑ کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر اُن کی بائیں پسلی سے اُن کی زوجہ حضرت حوّا ؑ کو پیدا کیا۔ درآنحالیکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ جب بیدار ہوئے۔ اور اُس کو دیکھا۔ تو ان کے دل کو تسکین ہوئی۔ اور اُس کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ تب فرشتوں نے کہا۔ اے آدم ٹھیر جا۔ آدم ؑ نے کہا کیوں۔ اُس کو تو اللہ تعالےٰ نے میرے لئے پیدا کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا جب تک اس کا مہر نہ ادا کر لو۔ تب تک ہاتھ نہ لگاؤ۔ پوچھا کہ اس کا مہر کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ حضرت محمد پر تین بار درود شریف پڑھو پھر اللہ تعالےٰ نے جنت کی نعمتوں کو اُن کے لئے مباح کر دیا۔ اور فرما دیا کہ گیہوں کے درخت کے نزدیک نہ جانا۔ پس اُن کے ساتھ ابلیس نے حسد کیا۔ اور ابلیس سب سے پہلا شخص ہے۔ جس نے تکبر اور حسد کیا۔ اور ابلیس جنت کے دروازہ پر آیا اور وہاں طاؤس کو دیکھا اور اس کے پاس کھڑا ہو کر رونے لگا۔ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تمام خلائق کے حال پر روتا ہوں کہ وہ سب کے سب ان لوگوں کے سوا جو شجرۂ خلد کو کھاوینگے مر جاوینگے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے اول جھوٹ بولا۔ پس طاؤس نے اس کو کہا کہ وہ درخت کہاں ہے۔ ابلیس نے کہا۔ کہ اگر تو مجھے جنت میں

نے چلے تو میں وہ درخت تجھے دکھلاؤں۔ طاؤس نے کہا کہ مجھے اس امر کی طاقت نہیں ہے لیکن سانپ کو کہتا ہوں۔ کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ حضرت آدم ع کی خدمت میں آیا جایا کرتا ہے۔ اُس وقت سانپ تمام چارپاؤں سے احسن تھا۔ اُس نے آکر یہ ماجرا سانپ سے بیان کیا۔ سانپ باہر نکلا۔ اور ابلیس ہوا بنکر سانپ کے دانتوں میں جا داخل ہوا۔ حتیٰ کہ حضرت آدمؑ و حواؑ کے پاس آگیا۔ اور ان کے نزدیک جاکر اس قدر گریہ و زاری اور نوحہ کرنے لگا۔ کہ ان کو بھی غمناک کر دیا۔ اور سب سے اول جس نے نوحہ کیا وہ ابلیس ہے۔ پس ان دونوں نے اس کو کہا کہ تو کیوں روتا ہے۔ کہا اس لئے کہ تم دونو مر جاؤ گے اور اس نعمت سے جدا ہو جاؤ گے میں تم کو ایسا درخت بتلاتا ہوں۔ کہ اگر تم اس کو کھا لو گے تو پھر کبھی نہ مروگے۔ اور ان کو قسم دی۔ کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ ابلیس ہی نے پہلے سب سے جھوٹی قسم کھائی اور دھوکا دیا۔ پس حضرت حواء نے کھا لیا۔ اور حضرت آدم ع کے لئے بھی آراستہ کیا۔ اور انہوں نے بھی کھا لیا۔ اور انہوں نے گمان کر لیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نام سے جھوٹی قسم کھانے پر کوئی دلیری نہیں کرتا۔ پس ان کو دس چیزوں سے عذاب نصیب ہوا۔

اوّل۔ ان کو اس بات کا عتاب ہوا۔ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ۔ کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔

دوسری۔ اُن سے جنت کا لباس اتار لیا حتیٰ یبدت لهما سواتهما حتیٰ کہ ان کی برائی ظاہر ہوگئی۔

تیسری۔ ان سے نور سلب کیا گیا۔

چوتھی۔ ان کو جنت سے نکال دیا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے کہدیا کہ آدم اور حواء کو میرے پڑوس سے نکال دو۔ کیونکہ جو میری نافرمانی کرے وہ میرے پڑوس میں رہنے کے لائق نہیں ہے۔ پس آدم ع کو سراندیپ میں اور حواء کو جدہ میں اور ابلیس کو بصرہ میں اور سانپ کو اصفہان میں اور طاؤس کو بابل میں پھینک دیا۔

پانچویں۔ ان کے درمیان سو سال تک جدائی پڑ گئی۔ حتیٰ کہ مزدلفہ میں جمع ہوئے۔ اسی جمع اور تعارف کے باعث اس کا نام نعمان اور عرفہ رکھا گیا ہے۔

چھٹے۔ آدم ع اور ابلیس اور سانپ کے درمیان عداوت ہوگئی۔

ساتویں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کا معصیت کے ساتھ پکارا۔ روایت ہے کہ

حضرت ابراہیم ع نے ایک رات حضرت آدم ع کا واقعہ یاد کیا اور کہا اے رب تو نے آدم ع کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور اپنی روح کو اس میں پھونکا۔ اور فرشتوں سے اس کو سجدہ کروایا۔ اور بلا عمل اُس کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر ایک ہی لغزش سے اُس کو معصیت کے ساتھ پکارا۔ اور جنت سے اس کو نکال دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم ع کی طرف وحی بھیجی۔ کہ اے ابراہیم کیا تو نہیں جانتا کہ دوست کی مخالفت دوست کے لئے نہایت ناگوار ہوتی ہے ٭

آٹھویں۔ ابلیس کو ان کی اولاد پر مسلط کر دیا تاکہ اس کو گمراہ کرے ٭

نویں۔ اللہ تعالےٰ نے ان میں سے مومنین کے لئے دنیا کو قیدخانہ بنایا ٭

دسویں۔ قوت و خوراک کی طلب میں ان کو رنج اُٹھانا پڑا۔ بیشک آدم ع اللہ تعالےٰ کے نزدیک حبیب تھا۔ پس اس کو اس نے چن لیا۔ اور اُس کی توبہ کو قبول کر لیا۔ اور اس کو راہ راست کی ہدایت دی۔ اور ابلیس کو بھی دس اشیاء سے عذاب دیا گیا ٭

اول۔ ولایت سے اس کو معزول کر دیا۔ حالانکہ وہ آسمان دُنیا اور زمین کے فرشتوں کا پیشوا اور جنت کے دربانوں میں سے ایک دربان تھا ٭

دوسری۔ جنت سے ایسا نکالا گیا۔ کہ پھر کبھی اس میں داخل نہ ہوگا ٭

تیسری۔ مسخ ہو کر شیطان بن گیا ٭

چوتھی۔ اس کا نام بدلا گیا۔ پہلے اس کا نام عزازیل تھا۔ پھر اس کا نام ابلیس ہو گیا۔ اور ابلیس اس کو کہتے ہیں۔ جو خدا کی رحمت سے محروم رہے ٭

پانچویں۔ اس کو تمام بدبختوں کا امام بنا دیا اب اُس کی تابعداری وہی کرتا ہے جو شقی و بدبخت ہو ٭

چھٹے۔ قیامت تک اس پر لعنت برستی رہیگی ٭

ساتویں۔ اس کی معرفت سلب کی گئی۔ اور ایک ذرہ علم کا اس کے پاس نہ رہا ٭

آٹھویں۔ اُس کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ٭

نویں۔ وہ سب کتب اور تمام نیکیوں سے خالی ہو گیا ٭

دسویں۔ تمام دوزخیوں کا خطیب بنایا گیا ٭

بعض کہتے ہیں۔ کہ پانچ چیزوں سے ابلیس بدبخت ہو گیا۔ اپنی خطا کا اقرار نہ کیا اور توبہ کو واجب نہ جانا اور توبہ نہ کی اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے تکبر کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت سے

نا امید ہوا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پانچ چیزوں سے سعادت مند ہو گئے۔ اپنے گناہ کا اقرار کیا اور توبہ کو واجب جانا۔ اور اللہ تعالےٰ کے آگے توبہ کی۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے تواضع انکسار کی۔ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوئے۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت آدم ع زمین پر گرائے گئے۔ سات دن تک آپ کے آنسو نہ تھمے اور شرم کے مارے سر کو جھکائے رکھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے وحی کی۔ کہ کس امر سے تم کو یہ مصیبت پیش آئی۔ حضرت آدم ع نے عرض کی۔ اے رب۔ میری مصیبت بڑھ گئی۔ اور میری خطا نے مجھے گھیر لیا۔ اور میں اپنے رب کے ملکوت سے نکالا گیا۔ اور کرامت کے بعد ذلت میں اور سعادت کے بعد شقاوت میں اور راحت کے بعد مصیبت میں اور عافیت کے بعد بلا میں مبتلا ہو گیا۔ پھر کس طرح میں اپنی خطا پر نہ روؤں۔ اللہ تعالےٰ نے حکم بھیجا۔ اے آدم ع کیا میں نے تجھے اپنے لئے برگزیدہ نہ کیا۔ اور تجھے اپنے گھر میں جگہ نہ دی اور اپنی کرامت کے ساتھ تجھے مخصوص نہ کیا۔ اور اپنے غصہ سے تجھے نہ ڈرایا۔ اور کیا میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہ کیا۔ اور اپنا روح تجھ میں نہ پھونکا۔ اور فرشتوں سے تجھے سجدہ نہ کروایا۔ پھر تو نے میرے حکم کو نہ مانا۔ اور میرے عہد کو بھلا دیا۔ اور تو نے میرے غضب کا معارضہ کیا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب تیری طرح میری عبادت اور تسبیح کریں۔ اور پھر میری نافرمانی کریں۔ تو میں ان سب کو عاصیوں کی منزل میں اتار دوں۔ یہ سن کر حضرت آدم ع تین سو سال تک روتے رہے۔ خیال کرو۔ کہ حضرت آدم ع نے تخت مملکت پر جلوس فرما کر ایک ہی دفعہ منہی عنہ لقمہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور جنت سے نکالے گئے۔ اے اس کی اولاد گناہوں کی آفات سے ڈرو۔ گناہوں کی شامت سے یہ سب مصیبتیں ان پر نازل ہوئیں۔ اور اُسجُدُوا لِاٰدَمَ کے مرتبے سے اِہبِطُوا منہا کی پستی میں گر گئے۔ اور وہ شخص کہ جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ پیشانی رگڑتے ہوئے نکالا گیا۔ اور اس کی زبان حال اس طرح فریاد کرتی رہی۔ شعر

حُدَاۃَ الْعِیْسِ رِفْقًا بِالْاَسِیْرِ　　لِیَغْنَمَ نَظْرَۃً قَبْلَ الْمَسِیْرِ

(ترجمہ) اے پچھلی رات کو حدی پڑھنے والو اس پر نرمی کرو۔ تاکہ چلنے سے پہلے

ایک نظر بھر کر دیکھ لے ۔ زمین میں اپنی خوشی کے وطن کو یاد کر کر روتے رہے۔ اور جب کبھی جبرئیلؑ کو دیکھتے زبان شوق سے اس طرح کہتے ۔ اَلَا یَا صَبَا نَجْدٍ مَتٰی هِجْتَ مِنْ نَجْدٍ۔ (اے نجد کی باد صبا تو نجد سے کب چلی ہے) اور جب کبھی فرشتوں کو اوپر چڑھتے اور اپنے بازوؤں کو کھلا ہوا دیکھتے ۔ ان کی بیقراری اور بھی بڑھ جاتی۔ اور مشتاق کے لیے سب سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ قافلے والے دوست کے شہر کو جائیں۔ اور وہ محبوس پڑا ہو۔ اور آنے والوں سے وصال کی ہوا سونگھے اور حسرتناک ہو کر یار کے ملک کا حال پوچھے۔ شعر

حَدِّثَانِی عَنِ الْعَقِیْقِ حَدِیْثًا　　اَنْتُمَا بِالْعَقِیْقِ اَقْرَبُ عَهْدًا

(ترجمہ) تم مجھے عقیق کی باتیں سناؤ۔ کیونکہ تم دونوں عقیق سے زیادہ قریب عہد والے ہو ۔ حضرت آدمؑ اپنے بیٹے کو کہا کرتے۔ اے میرے بیٹے مجھے اس گھر کا زیادہ غم ہے جس سے میں نکالا گیا ہوں۔ اگر تو اس کو دیکھ لے تو تیری جان شوق کے مارے نکل جائے ۔ اور اُن کی اولاد اُن کے اس قدر رونے سے تعجب کرتی تھی۔ ہاں سچ ہے جس نے یوسفؑ کو نہیں دیکھا۔ وہ یعقوبؑ کو کیسے معذور سمجھتا ہے۔ شعر

اَرْضِیْنَا بِنَبَاتِ اللَّوٰی　　عَنْ وُرُوْدٍ یَا لَهَا صَفْقَةَ غَبْنٍ

حضرت آدمؑ سے بلا نہ ٹلی اور باوجود کمال اور علم کے ان سے نافرمانی سرزد ہوئی۔ اور نہ ہی اُسْجُدُوْا لِآدَمَ کی عزت ان سے دور ہوئی اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا کے قول نے ان کو خالص کر دیا۔ اور جب سے وہ اپنے مرتبہ سے گرے اپنے غم و الم کا قصہ اور افسوس کا پیغام بھیجتے رہے۔ شعر

اَلَا یَا نَسِیْمَ الرِّیْحِ اِنْ کُنْتَ مُحْسِنًا　　تَحَمَّلْ اِلٰی اَرْضِ الْحِجَازِ سَلَامِیْ
وَ اِنِّیْ لَاَرْضٰی اَنْ اَکُوْنَ بِاَرْضِهِمْ　　عَلٰی اَنَّنِیْ مِنْهَا اسْتَعَدَّ سِقَامِیْ

(ترجمہ) اے باد نسیم تیرا بڑا احسان ہوگا۔ اگر تو میری سلام زمین حجاز کو جا پہنچائے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی زمین میں ہوں۔ خواہ میری بیماری اور بھی زیادہ ہو جائے ۔ دنیا جدائی کا گھر ہے جس نے اُس کی لذتوں کو چکھا اسی کو اُس نے ہلاک کیا۔ حضرت آدمؑ جب تک رہے روتے رہے۔ اور نوحؑ نوحہ کرتے کرتے گذر گئے۔ اور حضرت داؤدؑ کی عمر روتے پیٹتے گذری۔ اور یعقوبؑ اپنے دوست سے جدا رہے۔ حضرت یعقوبؑ کی

زندگی حضرت یوسفؑ کے ساتھ نہایت ہی اچھی تھی۔ جب درمیان جدائی پڑگئی تو بیمار ہو گئے اور اسی سال تک اس غم میں ان کو نیند نہ آئی۔ جب منظور اور محبوب گم ہو گیا۔ تو آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ اور جب بھائی اُن کے پاس پہنچے تو اُن سے سوال کرتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے اُن کی طرف بڑھے اور عاشق کی طرح بیقرار ہوئے تاکہ والد کی باتیں سنیں۔ جب آکر انہوں نے یعقوبؑ کی طرف سے سلام پہنچایا۔ تو محبوب کے ذکر سے شوق کا پرندہ پھڑپھڑایا۔ اور زبان سے پہلے اُس کے دل نے سلام کا جواب دیا۔ جب یعقوبؑ نے اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ کے ہاتھ سے غم کا پردہ کھولا۔ تو ملامت کرنیوالوں نے کہا تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ تو یوسف کا ہی ذکر کرتا رہتا ہے۔ تو انہوں نے وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے ہتھیار سے ان کا مقابلہ کیا۔ بخدا اگر ان پر بھی وہ کچھ گذرتا جوان پر گذرا تھا تو ہرگز انکار نہ کرتے۔ جو شخص محبت لگانا چاہتا ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ صبر کا درخت لگائے۔ کیونکہ جب وہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو تروتازہ میوہ دیتا ہے۔ اے غافل تو بھی محبت کی مجلس میں گذر کر۔ اور ان لوگوں کو پکار تو ان کو اس طرح دیکھیگا۔ جیسے پروانہ آگ پر ہوتا ہے۔ ان کی روح محبت سے بیقرار اور خوف کے مارے بیزار ہوگی۔ پاک ہے وہ ذات جوان کو اپنے لطف سے مقام رکھتا ہے۔ حضرت اویس قرنی رہ اپنے دوست کے ساتھ مشغول ہو کر اس قدر لوگوں سے بھاگتے تھے کہ لوگ ان کو مجنون اور دیوانہ کہتے تھے۔ شعر

وَلَقِیْتُ فِیْ حُبِّکَ مَا لَمْ یَلْقَہٗ ۔۔۔ فِیْ حُبِّ لَیْلٰی قَیْسُھَا الْمَجْنُوْنُ
لٰکِنَّنِیْ لَمْ اَتَّبِعْ وَحْشَ الْفَلَا ۔۔۔ کَفِعَالِ قَیْسٍ وَالْجُنُوْنُ فُنُوْنُ

ترجمہ۔ میں نے تیری محبت میں وہ کچھ پایا ہے جو قیس مجنون نے لیلٰی کی محبت میں نہ پایا تھا۔ لیکن میں قیس کی طرح جنگل کے وحشیوں کے پیچھے نہیں گیا۔ اور جنون کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کو جنون کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور محبت اُس کو اپنا حال بیان کرنے سے روکتی تھی۔ شعر

اُحِبُّھُمْ وَجْدِیْ وَھُمْ فِیْ غُمُّمْ ۔۔۔ فَاَرْجُوْا اِسْتِقَالِیْ مِنْھُمْ وَھُمْ ھُمْ
وَکَمْ عَنَّ اَلُوْمُنِیْ فِیْھِمْ غَیْرُ مَرَّۃٍ ۔۔۔ فَقُلْتُ لَھُمْ وَاللّٰہُ بِالسِّرِّ اَعْلَمُ
اِذَا کَانَ قَلْبِیْ مُوْثَقًا بِحِبَالِھِمْ ۔۔۔ وَرُوْحِیْ لَدَیْھِمْ کَیْفَ عَنْکُمْ

فَاِنْ سَمِعْتُمُوْا اَنْ نَعْذِلُوْا فَتُوْا حَلُّوْا اِلٰی اَنْ تَعُوْدُ الْقَلْبُ لَا يَتَكَلَّمُ

(ترجمہ) میرا دل دور رنج انکار کرتا ہے اور وہ میرے حال سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور میں ان سے یہی سما چاہتا ہوں اور وہ میرا غم جانتے ہیں۔ ان کے حق میں مجھے بہت دفعہ لوگوں نے ملامت کی لیکن میں نے ان کو کہا کہ اللہ میرے حال کو بہتر جانتا ہے۔ جب میرا دل ان کے خیال میں بندھا ہوا ہے اور میرا روح ان کے پاس ہے تو پھر میں تمہاری باتوں کو کس طرح سنوں۔ پس اگر تم چاہتے ہو۔ کہ انصاف کرو۔ تو پھر بہتر ہے کہ میری ان سے ملاقات کرا دو تاکہ میرا دل پھر مجھے مل جاوے۔ جو ہرگز بولتا نہیں ہے + جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اویس قرنیؒ کا حلیہ اصحابؓ کے پاس بیان کیا۔ تو حضرت عمرؓ و علی رضی اللہ عنہما کو اس کے دیکھنے کا شوق غالب ہوا۔ اور وہ ہر سال یمن والوں سے اس کی خیر وعافیت دریافت کرتے۔ جب حضرت عمرؓ و علیؓ نے آخری حج کیا تو عرفہ میں اسکو دیکھ کر پہچان لیا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو کہا کہ تو اسی جگہ ٹھیر تاکہ میں تیرے واسطے کچھ نفقہ لاؤں۔ اس نے کہا کہ میں اسکو نہیں تجھے نہ دیکھونگا۔ شعر

اِنْ كَانَتِ الْعَيْنُ مُذْ فَارَقْتُكُمْ نَظَرَتْ — اِلٰى سِوٰى حُسْنِكُمْ قَدْ خَانَنِيْ نَظَرِيْ
سَلْهَا هَلِ اكْتَحَلَتْ مِنْ مَنْظَرٍ حَسَنٍ — سِوٰى جَمَالِكَ يَا سَمْعِيْ وَيَا بَصَرِيْ
فَاَذِنْ لَهَا كُحْلُهَا السَّاقِيْ مُنَاظِرُهَا — سَهَرًا اَنْ تَمْنَعَ بَعْدَ الْعَيْنِ بِالْاَثَرِ

(ترجمہ) اگر میری آنکھ نے تم سے جدا ہونے کے بعد تمہارے حسن کے سوا کسی اور کے حسن کی طرف دیکھا ہے تو واقعی اس نے خیانت کی ہے۔ اے میری آنکھ اور اے میرے کان تم پوچھ لو۔ کہ میں نے تمہارے جمال کے سوا کسی اور بہتر منظر کا سرمہ اپنی آنکھوں میں نہیں ڈالا ہے۔ پس میری آنکھ کو شفا دینے والا سرمہ دے دو۔ کیونکہ میری آنکھ جاگتی رہی ہے تاکہ عین کے بعد اثر پر قناعت کرے + اے حرص کے جنگل میں حیران پھرنیوالے یہ کیا طریق ہے کہ تو اپنی عمر کو براہکہ کی طرح تفریط میں خرچ کرے اور حاجب کی طرح دنیا کا حریص ہو جائے۔ یاد رکھ جو شخص لذت کے منہ کو چوستا ہے۔ اس کو افسوس کی انگلی ندامت کے دانتوں سے کاٹنی پڑتی ہے۔ اے عجمی ذہن والے عربی دانا دل کے ساتھ موافقت کر۔ تو کب تک متلون مزاج والوں کے ساتھ رہیگا۔ اور کب تک دولتمندوں کے ساتھ ضیافتیں کھاتا رہیگا۔ تو باوجود اپنی کوتاہیوں کے بیخوف ہے۔ اور وہ لوگ باوجود اجتہاد اور ریاضت کے ڈرتے تھے۔ اور تو باوجود گناہوں کے ہنستا ہے۔ اور وہ لوگ

باوجود طاعت کے روتے تھے۔ خائفین کے آنسو دن میں بند ہوتے ہیں۔ لیکن جب رات آجاتی ہے۔ تو شوق ان کے دلوں میں بھڑک اٹھتا ہے اور ان کے گوشت کو پگھلا کر آنسو بہانے لگتا ہے۔ پھر آنکھوں میں شعلہ مار کر چنگاری کی طرح ان کے باطن میں غم کی آگ لگاتا ہے۔ زید بن ہارون سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ رات کو کس قدر سوتے ہیں۔ فرمایا کہ میں تو کچھ سونا چاہتا ہوں۔ لیکن میری آنکھیں نہیں سوتیں شعر

سَلُوْا عَيْنَ طَرْفِيْ اِنْ سَئَلْتُمْ عَنِ الْكَرٰى
فَمَا يَجْفُوْنَ الْعَاشِقِيْنَ مَنَامُ

(ترجمہ) اگر تم قافلے سے پوچھو تو میری آنکھ کی نسبت ضرور پوچھو۔ کیونکہ عاشقوں کی آنکھوں کو نیند نہیں آتی + ان لوگوں کے دل اس کی محبت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر وہ بولتے ہیں تو اسی کے ذکر سے۔ اور اگر وہ حرکت کرتے ہیں تو اسی کے امر سے۔ اور اگر خوش ہوتے ہیں تو اسی کے قرب سے۔ اور اگر غمناک ہوتے ہیں تو اسی کے عتاب کے باعث۔ ایک لحظہ بھی اسکی مناجات سے صبر نہیں کرتے اور اسکی رضا کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں بولتے جب حضرت موسیٰؑ کے دل میں محبت کی آگ برقرار ہوگئی تو طور کی آگ سے چنگاڑا لینے کے لئے دوڑے اور وہ آگ پوشیدہ ہوگئی۔ پس جب ندا ان کے کان میں پہنچی۔ تو نداء کرنیوالے کی طرف مشتاق ہوئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے درمیان طواف کرتے اور کہتے کوئی ہے جو میرا پیغام میرے رب کی طرف لیجائے اور اس سے آپ کی مراد یہ تھی۔ کہ زیادہ دیر تک دوست کے ساتھ مناجات کریں۔ جب معراج کی رات ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس سے گذرے تو نماز کے بارہ میں کئی بار حضورؐ کو واپس بھیجا۔ اور اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ حبیب کے حبیب کی کثرت دیدار کی سعادت حاصل کریں۔ واقعی شوق بدنوں کو لاغر اور دلوں کو بیقرار کر دیتا ہے۔ حضرت فتح موصلیؒ روتے اور کہتے۔ کہ میرا شوق تیری طرف بڑھ گیا ہے۔ مجھے جلدی اپنے پاس بلالے۔ بعض صالحینؒ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں مجھے ایک غلام ملا۔ میں نے اس کو کہا کہ تجھے تنہائی کی وحشت نہیں ستاتی اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ کے انس نے تمام وحشتوں کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔ پھر میں نے اس کو کہا کہ میں کہاں تجھے ملوں۔ کہا کہ آخرت میں۔ پھر میں نے کہا

کہ کہاں تجھے طلب کروں۔ کہا کہ اللہ کی طرف دیکھنے والوں کے زمرہ میں مجھے تلاش کرنا۔ میں نے تمام محرمات سے اپنی آنکھ کو بند رکھا ہے۔ پھر میں نے اس سے سوال کیا۔ کہ مجھے ایک نظر بھر کر دیکھ لینے دے۔ یہ سن کر اس نے زور سے چیخ ماری اور میری آنکھوں سے غائب ہو گیا + اے غافل تو دنیا کے لئے نہیں پیدا ہوا۔ پھر تو ایسے گھر کے ساتھ کیوں الفت لگاتا ہے۔ جو رہنے کے لائق نہیں ہے۔ تیرا رفیق قیمتی ہے۔ اور تو یہاں ہے جس شخص نے آخرت کے جمال کو دیکھ لیا اس کے لئے دنیا کا چھوڑنا آسان ہو گیا۔ جب باشق کو شکار نظر آجاتا ہے۔ تو اس کو ہاتھ کی محبت بھول جاتی ہے۔ آرام و راحت کی حلاوت کو یاد کرتا کہ تجھ پر سفر کی کڑواہٹ آسان ہو جائے جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ آگ میں ڈالے گئے۔ تو فرشتے بہت بیقرار ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے۔ اے ہمارے رب ہم کو حکم دو تاکہ ہم اس آگ کو اس سے ٹال دیں اللہ تعالے نے فرمایا کہ اگر وہ تمہاری مدد کا محتاج ہے تو جاؤ اس کی مدد کرو۔ پس جب ان کو جبرئیلؑ نے دیکھا کہ عادت کے شہروں کو چھوڑ دیا ہے۔ تو گمان کیا کہ توکل کے قدم ضعیف ہو گئے ہیں۔ اس وقت ان سے عرض کیا۔ کہ اگر کچھ حاجت ہو۔ تو فرمائیں آپ نے جواب دیا۔ کہ تیرے ساتھ میرا کوئی کام نہیں ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے مولیٰ سے تیرے لئے سوال کروں۔ جواب دیا کہ وہ میرے حال کو جانتا ہے سوال کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ شعر

تَمَلَّکُوْا وَاحْتَکَمُوْا ۔۔۔ وَصَارَ قَلْبِیْ لَهُمْ
تَصَرَّفُوْا فِیْ عَبْدِهِمْ ۔۔۔ فَلَا یُقَالُ ظَلَمُوْا
اِنْ وَاصَلُوْا مُحِبَّهُمْ ۔۔۔ اَوْ هَجَرُوْا فَهُمْ هُمْ
قَدْ اَدَّعُوْا سِرًّا قُوًا ۔۔۔ دِمَا حُبُّهُمْ وَاسْتَمْکَنُوْا
یَا اَرْضُ سَلْ عَنْ حَیْرَتِیْ ۔۔۔ وَحَلَّ بَیْنِیْ عَنْهُمْ
یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اِذْ غَدَوْا ۔۔۔ وَاتَّخَذُوْا لِمَ اِتَّهَمُوْا
مَا ضَرَّهُمْ حِیْنَ سَرَوْا ۔۔۔ لَوْ وَقَفُوْا وَسَلَّمُوْا

(ترجمہ) وہ میرے مالک و حاکم ہو گئے۔ اور میرا دل ان کا ہو گیا۔ انہوں نے اپنے غلام میں تصرف کیا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے ظلم کیا ہے۔ خواہ اپنے عاشق سے ملیں یا جدا ہیں

وہ مالک ومختار ہیں۔ ان کی نسبت میرے دل میں پوشیدہ اور برقرار ہے۔ اے زمین میرے ہمسائیوں کا حال پوچھ اور ان کی باتیں مجھے سنا۔ کاشکے جب وہ روانہ ہوئے مجھے تہمت نہ لگاتے۔ اور جس وقت وہ چلے تھے۔ اگر ذرا ٹھیر جاتے اور سلام کرتے تو ان کا کیا بگڑتا تھا۔ محبوں کے بدن تمہارے سامنے ہیں اور ان کے دل سفر میں۔ شعر

اِنَّ قَوْمِیْ یَوْمَ بَانُوْا　فَرَّقُوْا بَیْنِیْ وَبَیْنِیْ
اَخَذُوْا قَلْبِیْ وَرُوْحِیْ　وَلَهُمْ سَمْعِیْ وَعَیْنِیْ
فَاِذَا کُنْتُ اَنَا الرَّا　هِنَ مَنْ یَقْبِضُ دَیْنِیْ

(ترجمہ) میرے لوگ جب مجھ سے جدا ہوئے تو میرے دل اور روح کو بھی ساتھ لے گئے۔ اور میرے کان اور آنکھ بھی انہی کے پیچھے چلے گئے۔ جب میں خود ہی راہن ہوں تو میرے قرضہ پر کون قابض ہوگا۔ جب صالحین نے اپنی زندگی کی قدر وقیمت کو جان لیا۔ تو انہوں نے ہوا و حرص کو مار دیا اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہوئے۔ جب ان میں سے کوئی شہوت کو ترک کرکے نفس کو مغلوب کرتا۔ تو ایسا خوش ہوتا جیسے کوئی تیرانداز خوش ہوتا ہے۔ اور جب انہوں نے اپنے مقصد کو جان لیا تو ان پر لمبا رستہ آسان ہوگیا۔ ان کو مبارک ہو۔ ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (تمہارا یہ دن وہ ہے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔ شعر

لَمْ تُبْقِ فِیْهِمْ حَرَارَاتُ الْهَوٰی جَوَلَ　اِلَّا اَتِیْ مِنْ خَیَالَاتٍ وَاَشْبَاحٍ
تَکَادُ تُنْکِرُهُمْ عَیْنُ الْخَبِیْرِ بِهِمْ　لَوْلَا تَرَدُّدُ اَنْفَاسٍ وَاَرْوَاحٍ

(ترجمہ) عشق کی حرارت اور غم کی سوزش نے ان میں خیالات اور ظاہری صورت کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ اگر ان کی سانس اور ارواح نہ آتے جاتے۔ تو ممکن ہے کہ ان کی خبر لینے والا ان سے انکار کردے۔ جب کبھی وہ آرام وسکون کے کوچہ میں داخل ہوتے۔ تو جھٹ خوف ان کو بے آرامی کی راہ میں جلاتا۔ شعر

حُبُّکُمْ یُبْلِیْنِیْ وَالْغَرَامُ یُبْلِیْنِیْ　کُلَّمَا یَئِسْتُ اَتٰی لُطْفُکُمْ یُعَنِّیْنِیْ
اِنْ طَرَدْتَ یَا اَمَلِیْ مَنْ سِوَاكَ یُدْنِیْنِیْ　قَدْ اَسَتُّ بَابَکُمْ فِیْ شِعَارِ مِسْکِیْنِ
وَالْفُؤَادُ یَطْلُبُکُمْ طَائِعًا وَیُحْیِیْنِیْ　اَنْ اَکُنْ جَهِلْتُکُمْ هٰذِهٖ بَاحَ لِیْ دِیْنِیْ

(ترجمہ) تمہارا عشق ومحبت مجھے نہایت بیقرار کردیتے ہیں۔ اور جب کبھی میں مایوس ہوجاتا ہوں

تو تمہارا لطف اگر مجھے امید دلاتا ہے۔ اے میری امید اگر تو مجھے دھتکار دے تو پھر اور کون مجھے نزدیک کریگا۔ میں تمہارے دروازہ پر مسکین کے لباس میں آیا ہوں۔ اور میرا دل تمہارا نالہ دار ہو کر تمہارا طالب ہے اور میری نافرمانی کرتا ہے۔ اے غافل! اگر تو اندھیرے کی وادی میں پہنچے تو دیکھیگا کہ ان لوگوں نے گریہ زاری کی نہروں کے کنارہ پر اپنے خیمے لگائے ہیں۔ اور خلوت میں اپنے دوست کے ساتھ طویل طویل باتوں میں مشغول ہیں۔ اے قوم سے پیچھے رہے ہوئے تو بھی اپنے آپ کو ان کی محبت کی رسی سے باندھ لے شائد کہ تو بھی ان کے ساتھ مل جائے مناجات کرنے کے لئے تجھے کافی راتیں تھیں۔ لیکن تو نے معاملہ کو منقطع کر دیا۔ شعر

عُودُوا إِلَى الْوَصْلِ عُودُوا فَالْهَجْرُ صَعْبٌ شَدِيدٌ

(ترجمہ) وصل کی طرف آؤ۔ کیونکہ ہجر نہایت ہی سخت اور مشکل ہے جنگل کی تکلیف مستی کے ذکر سے آسان ہو جاتی ہے۔ اور طول طریق کے طے کرنے پر سب سے زیادہ مددگار دوست کے گھر کی بو ہے۔ شعر

قُولِي لِسَلْمَانَ نَجْدٍ بِالشَّيْحِ مِنْ ذَاكَ الْحِمَى وَالرَّنْدِ
لَعَلَّ رَيَّاكَ إِذَا مَا نَفَحَتْ يَبُلُّ حَرَّ لَوْعَتِي بِبَرْدِ

حضرت شبلی روتے اور کہتے۔ کاش کہ میں جانتا کہ اے علام الغیوب کل کو تیرے نزدیک میرا کیا نام ہوگا۔ اور اے غفار الذنوب میرے ساتھ کیا معاملہ کریگا۔ اور مقلب القلوب میرا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ شعر

هَجْرُ أَمِكَ قَاتِلِي سَرِيعًا وَالْهَجْرُ مِنَ الْحَبِيبِ قَاتِلٌ
إِنْ كُنْتَ هَجَرْتَنِي فَعِنْدِي شُغْلٌ بِكَ يَا حَبِيبُ شَاغِلٌ
يَا غَايَةَ مُنْيَتِي وَسُؤْلِي مَا أَنْتَ بِمَنْ تُحِبُّ فَاعِلٌ

(ترجمہ) تیرا ہجر مجھے بہت جلدی قتل کرنے والا ہے۔ اور واقعی دوست کا ہجر قاتل ہوتا ہے اگرچہ تو نے مجھے جدا کر دیا ہے لیکن اے میرے دوست میرے پاس تیرا شغل ہے۔ جس کے ساتھ میں مشغول رہتا ہوں۔ اے میری امید اور مقصد تو اپنے محب کے ساتھ کیا کریگی؟ اے آنسوؤں کے بادل دل کی زمین پر برس اے وہ شخص کہ جس کا دل گم ہوا ہوا ہے اس کے ڈھونڈھنے کے لئے حیلہ کر۔ بادشاہوں کے دروازوں کو ہاتھوں

کو ہاتھوں سے نہیں کھٹکھٹایا جاتا ۔ بلکہ نفس محتاج کے ساتھ کھٹکھٹایا جاتا ہے ۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو ایک پہاڑ کے دامن میں دیکھا کہ اس پر بیقراری کے آثار ظاہر تھے ۔ میں نے اس کو کہا کہ تو کہاں سے ہے اُس نے کہا کہ میں ایک نافرمان غلام ہوں جو آقا سے بھاگ کر آیا ہوں ۔ میں نے اس کو کہا کہ اپنے مولی کے پاس جا کر عذر خواہی کر ۔ اُس نے کہا کہ عذر خواہی کے لئے کوئی وجہ اور حجت میرے پاس نہیں ہے ۔ میں نے کہا کہ پھر تو ایسے شخص سے تعلق پیدا کر جو تیرے لئے سفارش کرے ۔ اُس نے کہا میں کس سے سفارش طلب کروں ۔ جبکہ سب اس سے ڈرتے ہیں ۔ میں نے کہا وہ کون ہے اُس نے کہا کہ میرا مولی وہ ہے جس نے مجھے بچپن سے پالا اور جب میں بڑا ہوا ۔ تو اُس کی نافرمانی کی ۔ اب مجھے اپنے بُرے فعل اور اُس کے حسن سلوک سے حیا آتا ہے ۔ یہ کہہ کر اس نے ایک ایسی زور سے چیخ ماری کہ اس کا روح نکل گیا ۔ اُس کے بعد ایک بڑھیا آ نکلی ۔ اور کہنے لگی اس محروم حیران کے قتل پر کس نے اعانت کی ۔ میں نے اس بڑھیا سے کہا کہ میں تیرے پاس ٹھیرتا ہوں تاکہ اس کی تجہیز و دفن پر تجھے مدد دوں ۔ بڑھیا نے کہا نہیں تو اس کو اپنے قاتل کے سامنے پڑا رہنے دے ۔ شاید کہ جب اس کو دیکھے ۔ کہ اس کا معین و مددگار کوئی نہیں ہے تو اس پر رحم کرے ✦

فصل تیئسویں مراقبہ اور انابت میں

اللہ تعالٰے کا حمد ہے ۔ جو غنی و خفی و قوی اور ولی و دنی اور وہم کے ادراک سے برتر و بزرگ ہے ۔ اور وہ عظیم و علیم اور حکیم و حلیم اور رحیم اور علاّم ہے ۔ وہ اول ہے اور قدم کے وصف سے موصوف ہے وہ آخر ہے اور اس پر عدم کا اطلاق جائز نہیں ہے ۔ وہ ظاہر ہے اور اس کی معرفت سوائے منکر اور ظالم کے کسی پر مخفی نہیں ہے ۔ وہ باطن ہے ۔ اُس کے وصف کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ۔ اور نہ فہم اس کی مثال بیان کر سکتا ہے ۔ اور نہ ہی فہم اس کو پا سکتے ہیں ۔ وہ اپنے اوصاف کمال میں یگانہ اور نعت جلال میں یکتا ہے ۔ وہ ہمیشہ سے بے نیاز ہے اور ہمیشہ تک ایسا ہی رہیگا ۔ وہ حیا اور علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام کے ساتھ موصوف ہے ۔ تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بہت ہی بابرکت ہے تیرے رب کا نام جو جلال و اکرام والا

ہے اُس نے عارفوں کے دلوں کو الہام کی روشنی سے منور کیا۔ اور اپنے طالبوں کے اسرار کو آگاہ کیا۔ اور اُن کے لئے اپنے نشان ظاہر کئے اور اُن کے کانوں کو ملامت کے سُننے سے ہٹا کر اپنے خطاب کی لذت میں دخول کیا۔ اور اپنی طرف اُن کے ارادوں کو برانگیختہ کیا۔ اور وہ اندھیروں میں اسکی طرف ایسے حال میں چلے کہ عشق انکے لئے حد سے بڑھتا گیا۔ اور قصد و طلب ان کا رہنما بنا۔ اور جوش و سوزش اُن کو پیچھے سے ہانکتا گیا۔ اور وہ ایسی نیاری سے چلے کہ اس سے جا واصل ہوئے۔ اور جو کچھ انہوں نے طلب کیا پالیا اور وہ اپنے مالک کے دروازہ پر اس قدر کھڑے رہے کہ قبول ہو گئے۔ اور غفلت والے سوتے رہ گئے۔ مقبول مطرود کی طرح نہیں ہے۔ اور محبوب مردود جیسا نہیں ہے اور نہ ہی وصال جدائی کی مانند ہے۔ اور نہ ہی وہ شخص جو عشق سے خالی ہے عاشق کیطرح ہوتا ہے۔ اور عذر و جفا کرنیوالا اس شخص کی طرح نہیں ہے جو حق وفا کو ادا کرتا ہے۔ تیرے اور تیرے مولےٰ کے درمیان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا عہد ہے۔ اور عہد کو نگاہ رکھنا کریموں کا طریقہ ہے اس نے تیرے لئے دلیل کو واضح اور حجت کو روشن کیا۔ اور تجھے طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ کیا تجھے اس ذات پاک سے حیا نہیں آتا جس نے تجھے عدم سے موجود اور زندہ کیا اور تجھے اپنی معرفت وہدایت بخشی۔ اور تیرے ہر حال میں مدد کی اور تجھے دوست رکھا۔ اور تجھے محبت سے پکارا۔ اور تجھے بلند مرتبہ کا وعدہ دیا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ۔ (ترجمہ) اے ایماندارو اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ وہ آپ اور اُس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں تاکہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور وہ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ ان کا تحفہ جس دن اس سے ملینگے سلام ہے + میں اس کے الہام و انعام و اکرام و احکام پر جو ہم پر صادر فرمائے اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جنکے وجود کی برکت سے اسلام کے ارکان مضبوط ہوئے۔ اور اصنام و ازلام باطل ہو گئے۔ ان پر اور ان کی آل و اصحاب

پر جو تمام مخلوقات کے ہادی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اور باقی رہنے والی صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ رات اور دن یکے بعد دیگرے آتے جاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (ترجمہ) تم اپنے قول کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تمہارے سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (ترجمہ) جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی باتوں کو جانتا ہے۔ پس اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا حلم والا ہے۔ مراقبہ تقویٰ کے اصول میں سے ایک بڑا بھاری اصل ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امر کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا اور دیکھتا ہے۔ جب یہ علم دل میں حاصل ہو جائے اور دل میں غفلت نہ آئے اور یہ علم اس قدر قوی ہو جائے کہ حیا اور ہیبت اور مولیٰ کی تعظیم دل میں پیدا ہو جائے۔ تو اس وقت بندہ ہر حال میں مراقب رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کی نسبت فرماتا ہے۔ أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ۔ کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ حیا ایمان کی شاخ ہے اور اس کا ثمرہ یہ ہے کہ بندہ بلا و مصیبت کے رنج سے نہیں گھبراتا اور شکایت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا اپنے رب کے حکم پر صبر کر کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور یہی مطلب ہے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کا جو انہوں نے جبرئیلؑ کو کہا تھا کہ مجھے سوال کی کچھ حاجت نہیں ہے وہ میرے حال کو جانتا ہے اور ایک اس کا ثمرہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ مکروہات کے دفع کرنے اور مطلب و مقصود کے حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و حفاظت اور مدد پر کفایت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرماتا ہے۔ إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اس کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ عابدین پر مجاہدے آسان ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ وہ تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور ساجدین میں تیرے برتنے کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مراقبہ پر اس آیت سے آگاہ کیا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم

مُبْصِرُوْنَ ؕ وہ لوگ جو ڈرتے ہیں جب شیطان کی طرف سے بُرا خیال ان کو آتا ہے۔ تو اس طرح وہ یاد کرتے ہیں گویا کہ اس کو دیکھتے ہیں ؕ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ اور وہ لوگ جب بُرا کام کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کماتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب ذکروں سے افضل ذکر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے محرمات کے وقت کیا جاوے۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے انصاف نہیں کیا کہ جب وہ مجھے بلاتا ہے تو مجھے شرم آتی ہے کہ اسے رد کروں اور وہ میری نافرمانی کرتا ہے اور مجھ سے حیا نہیں کرتا۔ اور اسی کتاب میں اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے تو مجھ سے حیا نہیں کرتا میں نے لوگوں کو تیرے عیب بھلا دئے اور زمین کو تیرے گناہ بھلا دئے۔ اور تیری لغزشوں کو ام الکتاب سے مٹا دیا۔ اور قیامت کے دن حساب کے لئے کوئی مناقشہ نہ کرونگا۔ اور اسی کتاب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر تم جانتے ہو کہ میں تمہیں نہیں دیکھتا۔ تو تمہارے ایمان میں خلل ہے۔ اور اگر تم جانتے ہو کہ میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر تم کبھی اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے زیادہ رہوں و آسان کیوں بناتے ہو۔ شعر

كُنْ حَيِيًّا اِذَا خَلَوْتَ بِذَنْبٍ ۔۔۔ لَيْسَ يَخْفٰى عَلَى الرَّقِيْبِ الشَّهِيْدِ

اَنْهَاوُنَ بِالْاِلٰهِ سَدِيْدًا ۔۔۔ وَلَوَا بْتَاعَ عَنْ عُيُوْنِ الْعَبِيْدِ

اَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ اَمْ لَسْتَ قَارِئِي ۔۔۔ اِنَّهُ هُوَ لَكَ دُوْنَ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

(ترجمہ) جب تو گناہ کرنے لگے تو حیا کر کیونکہ اس رقیب وشہید پر مخفی نہیں ہے۔ یہ کیا عقل کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے گناہ کرنے سے تو سستی کرتا ہے اور بندوں کی آنکھوں سے چھپاتا ہے۔ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے یا نہیں۔ کہ مولیٰ تیرا تیری رگ گردن سے نزدیک ہے۔

حکایت حضرت فضیل رح فرمایا کرتے تھے۔ اے مسکین تو دروازے کو بند کرتا اور اس کے آگے پردے لٹکاتا ہے۔ اور لوگوں سے حیا کرتا ہے اور ان وہ فرشتوں سے حیا نہیں کرتا جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور نہ ہی تو قرآن سے حیا کرتا ہے جو تیرے سینے میں ہے اور نہ تو اس جلیل سے حیا کرتا ہے۔ جس سے کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے ؕ

روایت ہے کہ ایک حبشی شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ میں بہت برے کام کرتا ہوں کیا میرے واسطے بھی توبہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر اس نے عرض کی۔ کہ آیا اللہ تعالےٰ مجھے دیکھتا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سنکر حبشی نے زور سے چیخ ماری اور مرگیا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بوڑھے شخص کو جب کہ وہ حساب کے لئے کھڑا کیا جاویگا فرماویگا۔ یہ بڑی بے انصافی ہے۔ کہ جب تو چھوٹا تھا تو میں نے تجھے طرح طرح کی نعمتوں سے پالا اور جب تو بڑا ہوا۔ تو میری نافرمانی کرنے لگا۔ لیکن اب میں تجھ سے ایسا نہیں کرتا جیسے کہ تو نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ جا میں نے تجھے بخشا۔ اور یہ بھی روایت ہے۔ کہ نوجوان عاصی کو جب حساب کے لئے لاکر سامنے کھڑا کرینگے۔ تو اس وقت خوف کے مارے اس کے اعضا اور ارکان کانپینگے۔ پس اللہ تعالےٰ فرماویگا۔ کیا تو نے مجھ سے حیا نہ کیا۔ کیا تو نے مجھے رقیب نہ جانا۔ کیا تو میرے عذاب سے نڈرا۔ کیا تو نے نہ جانا۔ کہ میں تیرے حال پر مطلع ہوں۔ پھر فرماویگا۔ اس کو اپنے مقام دوزخ کی طرف لیجاؤ۔ اور منصور ابن عمارؒ ایک دفعہ جارہے تھے۔ اُنہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا۔ کہ ایک عورت سے باتیں کررہا ہے۔ ان کو دیکھ کر وہ نوجوان ہٹ گیا اور خود منصورؒ اس عورت کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ باتیں کرتے کرتے اپنے گھر کی طرف لے آئے۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو وہ عورت بھی آپ کے پیچھے ان کے گھر میں آکر بیٹھ گئی۔ اور آپ نماز پڑھنے لگے۔ جب دیر کے بعد آپنے سلام دی تو اس عورت نے کہا کہ آپنے بڑی دیر کی۔ آپ نے اس کو کہا کہ تو اس شخص کے حق میں کیا کہتی ہے کہ جس پر چار گواہوں کی موجودگی میں کسی کا حق ہو۔ اور حاکم کو بھی معلوم ہو۔ کہ اس پر واقعی حق ہے تو کیا پھر وہ شخص اس سے انکار کرسکتا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس آپنے فرمایا کہ میرے ساتھ بھی دو فرشتے ہیں اور تیرے ساتھ بھی دو فرشتے ہیں۔ اور ہمارا حاکم جانتا ہے۔ یہ سنکر وہ عورت نہایت اضطراب میں آئی اور تڑپ تڑپ کر مرگئی۔ اور طاؤس یمانیؒ مکہ میں تھے کہ ایک عورت نے ان سے برائی کا ارادہ کیا۔ اور ان کے پیچھے پیچھے مسجد حرام تک آگئی۔ لوگ بہت سے جمع تھے۔ انہوں نے اس عورت کو کہا کہ آ اپنی حاجت پوری کرلے۔ اس عورت نے کہا کہ اس مقام میں اور اتنے لوگوں میں۔ پس آپنے فرمایا۔ کہ ان لوگوں سے اللہ زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کیا جاوے۔ اس بات سے اس عورت نے توبہ کی اور نہایت ہی اچھی توبہ کی۔ شعر

اِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ خَلَوْتُ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيْبٌ
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ يَغْفُلُ سَاعَةً وَلَا اَنَّ مَا تُخْفِيْهِ عَنْهُ يَغِيْبُ

(ترجمہ) جب زمانہ سے ایک دن تیرا گذر جاوے تو یہ نہ کہ۔ کہ میرا ایک دن گذر گیا بلکہ یوں کہ یہ دن مجھ پر رقیب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک ساعت بھی تیرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اور نہ ہی جو کچھ کہ تو چھپاتا ہے اس سے پوشیدہ ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ میں چند لوگوں کے پاس سے گذرا جو تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک شخص ان میں سے الگ بیٹھا ہوا تھا۔ پس میں اس کی طرف آیا۔ اور چاہا کہ اس سے کلام کروں۔ اس نے کہا کہ میں اللہ کا ذکر چاہتا ہوں۔ میں نے کہا تو اکیلا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ میرے ساتھ میرا رب اور دو فرشتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان میں سے کون سبقت والا اور بڑھا ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ شخص جس کو خدا نے بخشدیا۔ پھر وہ اٹھ کر یہ کہتے ہوئے چلا گیا تیری اکثر خلقت تجھ سے غافل و شاغل ہے۔

محمد بن خفیف رحہ فرماتے ہیں۔ کہ میں بصرہ سے رملہ کی طرف حضرت ابو علی رودباری رحہ کی زیارت کے لئے نکلا۔ مجھے ایک شخص نے کہا کہ صور میں بہت سے جوان اور درمیانی عمر کے لوگ ہیں۔ جو ہمیشہ مراقبہ میں لگے رہتے ہیں۔ میں صور آیا اور مجھے نہایت بھوک پیاس لگی تھی۔ اور میری کمر میں ایک خرقہ تھا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو دو شخصوں کو دیکھا کہ منہ قبلے کی طرف کیا ہے۔ اور سر کو گھٹنوں پر رکھا ہے۔ میں نے ان دونو کو سلام دی۔ ان میں سے ایک نے اپنا سر اٹھایا۔ اور کہا اے ابن خفیف دنیا قلیل ہے اور قلیل میں سے بھی قلیل باقی رہ گئی ہے۔ تو اس قلیل سے کثیر کا سامان حاصل کر۔ پس میں ان کے پاس تین دن تک رہا۔ نہ ہم نے کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہم سوئے۔ پھر میرے دل میں گذرا۔ کہ ان سے سوال کروں۔ تاکہ مجھے نصیحت کریں۔ پس ان میں سے ایک نے سر اٹھایا اور کہا اے ابن خفیف ہم مصیبت والے لوگ ہیں۔ ہماری وہ زبان ہی نہیں ہے جس سے ہم کسی کو نصیحت کریں۔ اے ابن خفیف تجھے لازم ہے۔ کہ تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے جس کی صحبت میں تجھے اللہ یاد آ جائے۔ اور اس کی ہیبت تیرے دل میں پڑے۔ اور وہ تجھے اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے نہ کہ قول کی زبان سے والسلام جا ہم سے دور ہو جا۔ اور فرقد السنجی فرماتے ہیں کہ منافق ادھر ادھر دیکھتا

ہے جب اس کو کوئی نظر نہیں آتا۔ تو دوسری جگہ میں جا گھستا ہے اور جب وہاں بھی کوئی نظر نہیں آتا تو بُرائی پر حملہ کرتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو نگاہ نہیں رکھ سکتا۔ اور مومن جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اور میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور وہ مجھے دیکھتا اور میری سرگوشی کو جانتا اور سنتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میرا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے بعض لوگوں کو فضیلت دی اور ان کو اپنا قرب بخشا۔ اور اُنکے درجوں کو بلند کیا اور ان کو اپنی خدمت کے لئے خاص اور برگزیدہ کیا۔ اور بعض لوگوں پر تکبر کیا۔ اور اپنی طرف سے اُن پر حجاب ڈال کر ان کو ذلیل اور خوار کیا۔ اور اپنے دروازہ سے ان کو دھتکار دیا۔ اور وصل سے ان کو محروم رکھا۔ اور ان کے پاس ڈرانیوالے بھی آئے مگر ان کو کچھ نفع نہ ہوا۔ اور اگر اللہ تعالےٰ جانتا کہ ان میں کچھ خیر ہے تو ان میں سننے اور عمل کی طاقت بخشتا۔ وہ لوگ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں چھپ سکتے۔ وہ ہر حال میں ان کے ساتھ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بعض مومنوں کو جبکہ وہ پل صراط سے گذر جاوینگے۔ اُن کے عملنامے مہر لگے ہوئے دئے جاوینگے۔ ان میں لکھا ہوگا کہ تم نے ایسا ایسا کیا ہے۔ اور میں حیا کرتا ہوں۔ کہ تیرے سامنے ظاہر کروں۔ جا میں نے تجھے بخشا۔ پس کیسی ہی پاک ہے وہ ذات کہ جب بندہ اُس کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے۔ یہ اس کا محض کرم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور حضرت ذوالنون رح فرماتے ہیں کہ مراقبہ کی علامت یہ ہے کہ اس چیز کو اختیار کریں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے۔ اور اس چیز کی تعظیم کریں جس کی تعظیم اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے اور اس چیز کی حقارت کریں جس کو اللہ تعالےٰ نے حقیر کیا ہے۔ اور حضرت ابن عطاء فرماتے ہیں۔ کہ تمام اوقات میں حق کا مراقبہ کرنا سب طاعتوں سے افضل طاعت ہے۔ مالک بن دینار رح فرماتے ہیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا ہوں۔ کہ بکثرت اور بار بار بیت الخلا (پاخانہ) میں جاؤں میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سنگریزوں کو میرا رزق بنا دے تاکہ میں ان کو نگل جاؤں۔ اور اس حال میں اللہ تعالےٰ سے جا ملوں بعض بزرگوں کا قاعدہ تھا۔ کہ مسجد سے باہر نماز ادا کرتے۔ لوگوں نے کہا کہ تم مسجد میں کیوں نہیں داخل ہوتے۔ جواب دیا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے۔ کہ اسی کی نافرمانی کریں اور پھر اس

کے گھر میں داخل ہوئیں ۔
حکایت ہے کہ کسی شیخ نے اپنے یاروں میں سے کسی یار کو فضیلت دی اور اس کو اپنی شفقت و نوازش کے ساتھ خاص کیا۔ یہ دیکھ کر باقی دوستوں کے دلوں میں تردد پیدا ہوا شیخ نے یہ حال معلوم کر کے چاہا کہ ان کو اس کا مرتبہ بتلاتے۔ پس ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک پرندہ دیا۔ اور ان کو کہا کہ ایسے مکان میں ذبح کریں جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ وہ سب کے سب اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کر کے لے آئے۔ اور وہ فقیر اپنے جانور کو زندہ واپس لے آیا۔ اور عرض کیا کہ اے میرے آقا تو نے مجھے ایسی جگہ میں ذبح کرنے کا حکم دیا تھا جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ اور میں جہاں کہیں گیا۔ وہیں اللہ تعالے مجھے دیکھتا تھا پس اُنہوں نے معلوم کر لیا کہ اس فقیر پر اللہ تعالے کا مراقبہ غالب ہے۔ اور سہل بن عبداللہ اپنے ماموں محمد بن سوار کے ساتھ رات کو بیدار رہتے تھے۔ پس ان کے ماموں نے ان کو یہ وصیت کی کہ اس طرح کہا کر اَللّٰہُ مَعِیَ اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ اَللّٰہُ شَاھِدِیْ۔ اور ان کو حکم دیا۔ کہ اس ذکر کو دل سے لازم پکڑ کیونکہ مراقبہ اور حضور قلب میں اس ذکر کو بڑا اثر ہے اور حضرت فضیل رح فرماتے ہیں۔ کہ شقاوت کی علامتیں پانچ ہیں۔ سخت دلی جمود چشم۔ حیا کی کمی۔ دُنیا کی رغبت اور طول امل۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بندوں پر محافظ کیا ہے۔ جو ان کے اعمال و اقوال کو لکھے جاتے ہیں۔ پس جس کی عقل اللہ تعالے کے مراقبہ تک نہ پہنچے اس کو چاہیئے کہ فرشتوں ہی سے حیا کرے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ تم پر کراماً کاتبین محافظ ہیں اور وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ جب ملنے والے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے آکر ملینگے۔ کوئی بات نہیں بولتا۔ کہ اس کے پاس اس کا محافظ ہوتا ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ دن کے اور رات کے فرشتے ایک دوسرے کے پیچھے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ دائیں طرف کا فرشتہ نیکیوں کو لکھتا ہے۔ اور وہ امین ہے اور بائیں طرف کا فرشتہ برائیوں کو لکھتا ہے پس جب بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے۔ اس کو دائیں طرف والا جھٹ لکھ لیتا ہے۔ اور جب بُرا عمل کرتا ہے تو دائیں طرف کا فرشتہ اس کو کہتا ہے کہ چھ ساعتوں تک مُہلت دے۔ شاید کہ توبہ کرے

اور معافی مانگ لے پس اگر اس نے توبہ کرلی۔ تو پھر اس پہ کچھ نہیں لکھتا۔ اور اگر بندے نے توبہ نہ کی تو پھر اس کو کہتا ہے کہ اب لکھ لے کہ اللہ تعالے نے ہم کو اس سے راحت دیوے اس کا اللہ تعالیٰ سے مراقبہ کس قدر کم ہے۔ اور یہ کس قدر بے حیا ہے۔ اور سب آفات سے زیادہ سخت آفات زبان کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے حق میں قرآن مجید کی بہت سی آیات میں زجر و وعید وارد ہوتی ہے۔ اللہ تعالے نے فرماتا ہے اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ہ آیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھید اور مشورہ کو نہیں سنتے۔ کیوں نہیں ہمارے رسول ان کے پاس لکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ تم اپنے قول کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تمہارے سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس کو اللہ تعالے نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک وہ چیز جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان۔ اور دوسری وہ جو دونو پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ۔ آپ نے اس کو تین دفعہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس کی کلام بکثرت ہو اس کی لغزش بھی بکثرت ہوتی ہے اور جس کی لغزش بکثرت ہو اس میں حیا بہت کم ہوتا ہے اور جس میں حیا بہت کم ہو۔ اس میں ورع و پرہیزگاری بہت کم ہے۔ اور جس میں ورع و پرہیزگاری کم ہو اس کا دل مرجاتا ہے۔ اور حضرت ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں کہ خیر کے ساتھ موصوف ہو۔ اور خیر کی وصف کرنیوالا نہ بن۔ کیونکہ کافر سے بھی حکمت کی باتیں سرزد ہوتی ہیں۔ فارس کے چار حکیم جمع ہوئے۔ ایک نے ان میں سے کہا۔ کہ میں اس بات کے رد کرنے پر جو ابھی نہیں کہی اپنے آپ سے بھی زیادہ قدرت والا ہوں بہ نسبت اس بات کے رد کرنے کے جو میں نے کہی ہے۔ یعنی میں کہنے کی نسبت نہ کہنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ اس بات پر جو میں نے نہیں کہی مجھے ندامت نہیں ہوئی لیکن اس بات پر جو میں نے کہی ہے مجھے اکثر ندامت حاصل ہوئی تیسرے نے کہا۔ کہ جب میں کوئی کلمہ بولتا ہوں تو وہ مجھ پر سوار ہوجاتا ہے اور جب تک میں نہ بولوں میں اس پر سوار ہوتا ہوں۔ چوتھے نے کہا کہ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جو ایسی کلام کرے کہ اگر اس سے نقل کیا جاوے تو اس کو ضرر دیوے۔ اور اگر اس سے نقل نہ کیا جاوے تو اس کو نفع نہ دیوے

ابن شمعونؒ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ کے ذکر کے بغیر بولنا لغو ہے۔ اور تفکر کے بغیر خاموش ہو رہنا غفلت اور عبرت کے بغیر نظر کرنا لہو ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر رحم کرے جو اندازہ کے موافق کلام کرے اور دیوار کی طرف التفات کرے۔ کیونکہ یہ خاموشی اور گھر کو لازم پکڑنے اور مرتے دم تک قوت لایموت کے ساتھ راضی ہونے کا زمانہ ہے۔ اور مراقبہ کے ثمرات میں سے ایک انابت ہے اور انابت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کریں کہ وہ دیکھتا ہے اور اس کی نافرمانی کو چھوڑ کر اس کی طاعت کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی طرف جھک جاؤ۔ پہلے اس کے کہ تم پہ عذاب آئے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ھٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ۔ یہ ہے وہ چیز جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔ ہر ایک رجوع کرنیوالے حفاظت کرنیوالے کے واسطے جو غائبانہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور رجوع کرنیوالے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ داناؤں کے سوا اور کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔ پس جب نفس مخالفت کے میدان میں حرص ہوا کے تابع ہو کر سرکشی کرنا چاہتا ہے تو اس وقت دل کو یاد آجاتا ہے کہ میرا رب مجھ سے مطلع ہے۔ تو اس برائی سے مڑ جاتا ہے اور نفس جبار کی لگام سے مغلوب ہو کر اس طرف سے رجوع کر آتا ہے مسلم نے ابو ذرؓ سے اور انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اس کو حرام کیا ہے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو۔ مگر جس کو میں نے ہدایت دی پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دونگا۔ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو۔ مگر جس کو میں کھانا کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھانا کھلاؤنگا اے میرے بندو تم سب ننگے ہو۔ مگر جس کو میں کپڑے پہناؤں۔ پس تم مجھ سے کپڑے مانگو میں تمہیں کپڑے پہناؤنگا اے میرے بندو تم سب دن رات میری نافرمانی کرتے ہو۔ اور میں تمہارے سب گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ پس تم مجھ سے مغفرت مانگو میں تم کو بخشونگا۔ اے میرے بندو نہ تم مجھے ضرر دے سکتے ہو۔ نہ

مجھے کچھ نفع پہنچا سکتے ہو۔ اے میرے بندو۔ اگر تمہارے اول و آخر اور انس و جن رب کے سب متقی ہو جائیں۔ تو میرے ملک میں کچھ زیادہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو۔ اگر تمہارے اول اور آخر اور جن و انس سب کے سب فاجر ہو جائیں تو میرے ملک کے کچھ کم نہ ہوگا۔ اے میرے بندو۔ اگر تمہارے اول و آخر اور جن و انسان سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر الگ الگ اپنی حاجتیں مجھ سے مانگیں تو سب کی حاجتوں کو الگ الگ پورا کر دوں اور میرے خزانے سے اتنا بھی کم نہ ہو جتنا کہ سمندر سے سوئی کے ساتھ پانی باہر آتا ہے۔ اے میرے بندو۔ میں تمہارے اعمال کو تمہارے لئے شمار کرتا جاتا ہوں۔ پھر میں تم کو ان کا بدلہ پورا دونگا۔ پس جو شخص خیر و بھلائی معلوم کرے اُس کو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کا حمد کرے۔ اور جو شخص برا فعل معلوم کرے اُسے چاہئے کہ اپنے نفس کو ملامت کرے۔ سعیدؒ فرماتے ہیں کہ ابو ادریس خولانی جب اس حدیث کو بیان فرماتے۔ تو گھٹنوں کے بل ہو جاتے۔ حضرت فضیل رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ گناہگاروں کو خوشخبری دو۔ کہ اگر وہ توبہ کرینگے تو میں انکی توبہ کو قبول کرونگا۔ اور صدیقین کو ڈراؤ کہ اگر میں عدل کروں۔ تو ان کو عذاب دونگا۔ حضرت طلق بن حبیبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حق اس قدر بڑے ہیں کہ انسان ان کے ادا کرنے سے عاجز ہے اور اس کی نعمتیں اسقدر ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ بس تمہیں چاہئے کہ صبح و شام توبہ کرتے رہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی خطا کو یاد کیا۔ اور اس سے اس کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ تو یہ گناہ ام الکتاب سے محو کیا جاتا ہے۔ حضرت فضیل رح فرماتے ہیں۔ کہ عذاب سختی کو تلواروں کے ساتھ رد نہیں کر سکتے۔ بلکہ توبہ کے ساتھ رد کر سکتے ہیں۔ ابو الجوزا فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی شخص سے گناہ صادر ہو اور پھر ہمیشہ اس کو یاد کر کے نادم ہوتا رہے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس وقت ابلیس کہیگا۔ ہائے افسوس میں نے اس کو کیوں اس گناہ میں ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رح فرماتے ہیں۔ کہ کیا میں تمہارے پاس نبی مرسل یا کتاب منزل کی باتیں نہ کروں۔ بندہ جب گناہ کرتا ہے۔ پھر ایک لحظہ کے بعد اس پر ندامت کھاتا ہے۔ تو وہ گناہ ایک لحظہ سے زیادہ جلدی معاف کیا جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن رح فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات کسی نے سنائی ہے کہ مسلم کی توبہ ایسی ہے جیسے اسلام کے بعد اسلام لانا۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ فرماتے ہیں۔ کہ توبہ کرنیوالوں کے پاس بیٹھو۔ کیونکہ ان کے دل بہت نرم ہوتے ہیں۔ حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کریم تم کو تمہاری بیماریاں اور دوائیں بتلاتا ہے یعنی

تمہارے گناہ تمہاری بیماریاں ہیں اور انکی دوا توبہ ہے اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے کوئی گناہ کیا پھر معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے مطلع ہے تو وہ گناہ اس سے معاف کیا جاتا ہے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو۔ تم سب گناہگار ہو۔ مگر جس کو میں عافیت دوں پس تم مجھ سے بخشش مانگو۔ تمہیں بخشدونگا۔ اور جو شخص جانتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشنے پر قادر ہوں۔ تو میں اس کے گناہ بخشدیتا ہوں۔ اور مجھے کچھ پرواہ نہیں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس شخص سے تعجب آتا ہے کہ باوجود نجات کے پھر ہلاک ہو جائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ نجات کونسی ہے آپ نے فرمایا کہ استغفار۔ حضرت علی رضہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عذاب دینا چاہتا تو اس کو استغفار کا الہام نہ کرتا۔ ایک شخص کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اسطرح کہہ رہا تھا۔ کہ باوجود گناہ پر اصرار کرنے کے میرا استغفار کرنا سراسر میرے لئے موجب ملامت ہے۔ اور باوجود اس علم کے کہ تیرا عفو وسیع ہے۔ اگر استغفار کو ترک کر دوں تو یہ میرا عجز ہے۔ پس کب تک تو باوجود مجھ سے غنی و بے پرواہ ہونے کے اپنی نعمتیں مجھے بخش کر اپنی محبت ظاہر کرتا رہیگا۔ اور میں باوجود تیرے آگے محتاج ہونے کے کب تک گناہ کر کے تجھے بغض دلاؤنگا۔ اے وہ کریم کہ جب وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرتا ہے اور جب وعید کرتا ہے۔ تو معاف فرماتا ہے تو اپنی عفو عظیم سے میرے جرم عظیم کو بخشدے تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ بعض صالحین خلوت میں بیٹھے اور اس طرح کہا۔ الٰہی تو نے فیصلہ کیا اور تو نے ہی حکم دیا۔ اور تو نے ہی ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا۔ اور تو نے جو کچھ چاہا کیا پس ہاتف نے آواز دی کہ یہ توحید ہے عبودیت کا ادب کہاں گیا۔ پس کہنے لگا میں نے نافرمانی کی اور میں نے گناہ کیا۔ اور میں نے برائی اور خطا کی۔ پھر اس نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ کہ تیرا رب اس طرح فرماتا ہے میں نے بخشا۔ اور میں نے رحم کیا۔ اور میں نے درگذر کیا اور میں نے پردہ ڈالا۔ اور میں نعمت دینے والا اور مغفرت والا ہوں۔ حضرت عمر ابن خطاب رضہ فرماتے ہیں۔ کہ لوگ تجھے تیرے اپنے نفس سے دھوکا نہ دیں کیونکہ معاملہ ان کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ خالص تیرے ساتھ ہے۔ اور دن کو بیہودہ گفتگو میں نہ گزار کیونکہ وہ دن تیرے عملوں کو تیرے لئے گننے والا ہے۔ اور جب تو برائی کرے تو پھر نیکی کر۔ کیونکہ نئی نیکی سے بڑھ کر اور کوئی چیز پرانے گناہ کو مٹانے والی نہیں ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے کو فرمایا کہ اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے بہت خوف کر اور خیال

کہ اگر تو نے تمام اہل زمین کی نیکیوں کے برابر نیکیاں کی ہوں۔ تو وہ مجھ سے قبول نہ ہونگی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس قدر امید رکھ کہ اگر تو نے تمام زمین والوں کے گناہوں جتنے گناہ کئے ہونگے تو سب معاف کئے جاوینگے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں کہ سوائے اس برائی کے جو دو نیکیوں کے درمیان ہو اور کوئی مومن کی برائی در گذر نہیں کی جاتی یعنی جس کے پہلے معافی کی امید ہو اور اس کے بعد عذاب کا خوف ہو۔ حضرت ابراہیم خواص رح فرماتے ہیں۔ کہ میں مکہ کے رستہ میں جا رہا تھا کہ میرے دل میں تنہائی کا خیال گذرا۔ پس میں لوگوں سے الگ ہوگیا اور تین دن تک چلتا رہا اور میرے دل میں کھانے اور پینے کا کوئی خیال نہ گذرا یہانتک کہ میں ایک سبز باغیچہ میں جا نکلا جس میں بہت سے خوشبودار پھول تھے۔ اور اس میں پانی کی ایک نہر جاری تھی میں وہاں کھڑا ہو کر تعجب کرنے لگا۔ اسی اثناء میں چند غلام نہایت عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے میرے سامنے آئے۔ اور مجھے سلام دی اور مجھے گھیر لیا میں نے ان کو کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مومن جن ہیں۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ہم نے قرآن کو سنا اور اس کلام کی لذت نے ہماری تمام لذتوں کو دور کر دیا۔ اور ہم سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ کر اس مکان میں آ گئے۔ اور یہ باغیچہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام فرمایا جس کو تو دیکھ رہا ہے۔ ہم کو ایک مسئلہ میں اختلاف پڑ گیا تھا۔ اور ہم نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا تھا۔ کہ کوئی ایسا آدمی ہمارے پاس بھیجے جو اس مسئلہ کو ہمارے پاس بیان کرے۔ پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ میرے اور اس جگہ کے درمیان کہ جہاں سے میں اپنے دوستوں سے الگ ہوا کس قدر فاصلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تین مہینے کی راہ ہے۔ اور یہ ایسی جگہ ہے کہ اس جگہ آگے کوئی آدمی نہیں آیا تھا صرف آج تم آئے ہو یا آگے ایک دن ایک نوجوان آیا تھا۔ ہم باہم بیٹھے ہوئے محبت کی باتیں کر رہے تھے۔ کہ اس نے ہم کو سلام دی اور ہم نے اس کو سلام کا جواب دیا۔ اور پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے کہا شہر نیشاپور سے۔ وہاں سے نکلے ہوئے سات دن ہوئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ تجھے وہاں سے کس چیز نے نکالا۔ کہا کہ اس آیت نے جس کو میں نے سنا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ۔ اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے لئے اسلام لاؤ۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آوے۔ پس ہم نے اس سے پوچھا کہ انابت کے کیا معنی ہیں۔ اس نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو تجھ سے ہٹا کر اپنی طرف

نے آتے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ عذاب کیا ہے۔ کہا کہ جدائی اور فراق کا عذاب۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ ماری اور مرگیا۔ پس ہم نے اس کو اسی جگہ دفن کر دیا اور یہ اُس کی قبر ہے۔ ابراہیم خواص فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ اس کی قبر باغیچہ کے درمیان ہے۔ اور اس کے گرداگرد بہت سے خوشبودار پھول ہیں اور اس کی قبر پر یہ لکھا ہے هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ قَتِيْلُ الْغَيْرَةِ یہ اللہ کا دوست ہے جو غیرت کا مقتول ہے۔ اس اثناء میں میری نظر ایک نرگس کے تختے پر جا پڑی جو بڑی چکی کے پاٹ کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اور اس کے ایک پتے پر اتنا یت کی صفت لکھی دیکھی۔ میں نے اُس کو پڑھ کر انکے آگے اس کی تفسیر بیان کر دی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے مسئلہ کا جواب کافی ملگیا ہے۔ وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور مجھ پر نیند غالب آگئی۔ اور میں سوگیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں مسجد عائشہ رضؓ کے پاس ہوں۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا کرم ہے کہ وہ دل کی توبہ کو قبول کرلیتا ہے اگرچہ نفس اُسکے ساتھ موافق نہ ہو۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ اور اس طرح نہیں فرمایا بِنَفْسٍ مُّنِيْبَةٍ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالےٰ کے قول وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر کوئی حرج نہیں بنایا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم واحسان سے توبہ کو مقبول بنایا ہے۔ پس کیسا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور کیسا ہی اچھا ہے وہ مددگار۔ اور کیسا ہی بُرا ہے وہ بندہ جس کو اس نے اپنے احسان سے غذا دی اور اپنے ستر کے نیچے اُس کی پرورش کی۔ اور پھر وہ اسکی مخالفت کرنے سے نہیں ڈرتا۔ بہت ہی بُرا ہے وہ بندہ جس نے اس کی نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا اور اپنے دن کو کھیل و لہو میں اور اپنی راتوں کو سہو و غفلت میں بسر کیا۔ بہت ہی بُرا ہے وہ بندہ جو اپنی جہالت پر اتار رہا۔ اور اپنے دنوں کو بیہودہ کاموں میں گذارا۔ بہت ہی بُرا ہے وہ بندہ جو اس بات کو جان کر کہ میرا مولیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر کھلم کھلا گناہ کرتا ہے۔ اور اس سے نہیں ڈرتا۔ اور کیسا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ جو تجھے اپنے پردہ سے ڈھانپتا اور اپنے احسان سے تجھ پر مہربانی کرتا اور اپنے ستر اور بھید پر تجھے اطلاع بخشتا ہے۔ وہ ایسا مولیٰ ہے جو نیکیوں کو قبول کرتا اور بُرائیوں کو مٹاتا ہے۔ وہ ایسا مولیٰ ہے کہ اگر تو اس کی طاعت کرے تو تیرا شکر کرتا

شَكَا إِلَيْكَ مَا وَجَدْ مَنْ خَانَهُ فِيكَ الْجَلَدُ
حَيْرَانُ لَوْ شِئْتَ اهْتَدَى ظَمْآنُ لَوْ شِئْتَ وَرَدْ

(ترجمہ) یا اللہ تو ہم کو متقین ابرار میں سے بنا اور ہم کو نیک بندوں کے رستہ پر چلا۔ اور ہم کو ہدایت فرما۔ اور اپنی رضا ہمارے نصیب کر۔ اور ہم کو ہمارے گناہوں کے بدلے محروم نہ رکھ۔ اور ہم کو ہمارے عیبوں کے باعث اپنی بارگاہ سے نہ دھتکار۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمان عورتوں و مردوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا ۔

فصل چھبیسویں۔ دعوت میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس نے اپنی لطیف حکمت سے درخت کے درمیان پانی جاری کر کے اس کو نرم کیا۔ اور برہنہ باغ کو نباتات کا سبز لباس پہنا کر آراستہ پیراستہ کر دیا اور اُس نے باردار ہواؤں کو شاخوں کی طرف بھیجا اور اُس کی ہر ایک ٹہنی کو حرکت دی۔ اور بلبل کے شوق اور اس کی خوش آوازی کو دیکھ کر ہر غمناک ٹہلنے لگا اور ہر مسکین چہچہانے لگا۔ ہر ایک چیز اپنے صانع کے کمال پر شہادت دے رہی ہے۔ اگرچہ عجز اُس کی زبان کو گونگا کر دے۔ اُس نے اپنی معرفت کے آفتاب اپنے دوستوں کے دلوں میں چڑھائے۔ اور اپنا احسان اُن کے حق میں کامل کیا۔ اور اپنے دوستوں کے باطنوں کی طرف محبت کا مینہ بھیجکر اپنی عطا کو محفوظ رکھا۔ اور اپنے بندوں میں سے جس کو پسند کیا اُس کو اپنی عبادت کی توفیق دی۔ اور اُس کو اپنے محبوں میں سے بنا کر اس پر اپنی امانت کو پورا کیا۔ اور خائفین کی سوزش کو اپنے دیدار سے فرو کیا۔ اور اپنا امن ان کے نصیب کیا۔ اور محسنین کے لئے زیادتی کا وعدہ دیا اور وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ وہ ذاتِ پاک اپنے بقا اور قدم اور عزت وکبریا اور مجد وثنا میں یگانہ ہے۔ اور اس کا غلبہ اور دبدبہ سب سے بڑھ کر ہے۔ وہ حی و علیم اور قدیر اور مدبر و سمیع و بصیر اور قیوم اور ملک کبیر ہے۔ سبحان اللہ وہ کیسا جابر ہے۔ اور اس کا کیسا عظیم شان ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کسی مخلوق کے کلام سے مشابہ نہیں ہے۔ جس نے اُس کی کلام کو کسی کی کلام کے مانند سمجھا اُس نے بہت خسارہ کھایا۔ اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس کو اُس نے روح الامین

کے ذریعے حضرت محمد سید المرسلین کے دل پر نازل کیا۔ اور اس میں اس لئے کہ نسیان سے
محفوظ ہے اس طرح فرمایا۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ " مت حرکت دے اپنی زبان کو اس کے
ساتھ تاکہ تو اس سے جلدی کرے اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہم پر ہے۔ پس جب ہم اس کو
پڑھیں تو بھی اس کے پیچھے پیچھے پڑھ۔ وہ علی و عظیم تشبیہ و مانند سے برتر ہے جس نے اس
کو کسی کی مانند سمجھا وہ اپنے خیالات کے تابع ہے۔ اور شیطان کے ساتھ موافق ہے
جلال و کمال اسی کے لئے ہے جس نے اس کی صفات کا انکار کیا اس کا ایمان سست
ہے۔ فہم اس کی تعظیم و جبروت کے بحر میں غرق ہیں۔ اور عقلیں اس کی دوام ملکوت میں حیران
ہیں اور اعانت کے طالب ہو کر سر کے بل واپس مڑتے ہیں۔ اس نے اپنی عطا کو اپنی خلق
کے درمیان تقسیم کیا ہے جس کو وہ عزت دیوے اس کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ اور جس کو وہ
ذلیل کرے اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ سعید وہی ہے جس کو اس نے اپنی خدمت
میں مقرر کر لیا اور اس کے ساتھ اپنی رحمت سے معاملہ کیا اور اپنے ذکر کو اس کے
لئے راحت و آرام بنایا۔ پس قرآن اس کا انیس اور مولیٰ اس کا جلیس ہے۔ پھر اس کے
غم دوست کی ہمنشینی سے کیسے دور رہوں۔ اور طرید و مردود وہ ہے جس کو اس نے اپنی
معرفت سے محروم رکھا اور اپنی خدمت سے اس کو ہٹا دیا اور اس کو اپنی خواہش کے تابع
کیا۔ امر اسی کا اور حکم اسی کا اور ملک بھی اسی کا ہے۔ جس نے اس کی طرف سے منہ پھیرا
اس نے گویا بیہودگی میں اپنا زمانہ کھو دیا۔ اسی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو ماریگا۔
پھر زندہ کریگا۔ بتلاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو اس قسم کے کام کر سکے۔
میں اس بات پر کہ اس نے اپنا فضل ہم پر منبسط کیا اور اس کے ارکان کو قوی کیا اور برائی
سے ہٹایا اور اس کے شعلہ کو بجھایا۔ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ
اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے
اور اس کی وحدانیت کے دلائل اور براہان واضح اور ظاہر ہیں۔ اور میں شہادت دیتا
ہوں کہ حضرت محمد اسکے بندے اور رسول ہیں جنہوں نے اس کے سر اور اعلان کو تحقیق کے
ساتھ ظاہر کیا۔ اور جن کے خیمے سے ہدایت کا راستہ روشن ہو گیا۔ اور باطل و بہتان
سب زائل ہو گیا۔ ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اللہ تعالے کی طرف سے ہمیشہ صلوۃ وسلام

ہو جب تک کہ صبح کی ہوا درختوں پر عمل کر اُن کی ٹہنیوں کو ملائے۔ اور مشتاق کے ٹھیرے ہوئے غم کو حرکت دیکر اس کو اپنے وطن کی یاد دلائے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اللہ تعالٰی دارالسلام کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے اپنی تمام منزلہ کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبان پر تمام مخاطبین کے لئے عام دعوت فرمائی ہے۔ اور سب کو ایمان اور طاعت کے لئے امر کیا ہے۔ اور کفر اور مخالفت سے منع کیا ہے۔ پس ہم پر واجب ہے۔ کہ اس کی ربوبیت کے حق کو مد نظر رکھ کر اُس کے امر کو بجا لائیں اور نواہی سے ہٹ جائیں اور عبودیت کے وصف پر اعتراض کے سر کو نیچے کیا رکھیں۔ اور ہدایت خاصکر مومنوں کے لئے ہے اور اُسی کی مشیّت اور ارادے اور حلم اور قضا کے ساتھ ہے۔ اور کل کو دعوت کی ہے اور بعض کو ہدایت دی ہے اور کل کو امر کیا ہے اور بعض کو توفیق دی ہے اور کل کو منع کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بچایا ہے۔ وہ اپنے ملک میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ نہیں پوچھا جاتا اس کام سے جو وہ کرتا ہے اور وہ پوچھے گئے ہیں۔ اس نے مخلوقات کو رنج والم کے گھر سے دارالسلام کی طرف بلایا ہے۔ پس جس نے لبیک کہا۔ اُس کے لئے نشان لگائے جاتے ہیں۔ اور جس نے انکار کیا اُس کی شقاوت میں قلم جاری ہوئی۔ اس نے اُن کو عبادت کے گھر سے زیادت کے گھر کی طرف اور شقاوت کے گھر سے لقا کے گھر کی طرف بلایا ہے اور اس نے ایسے گھر کی طرف سے کہ جس کا اول گریہ وزاری اور اس کا درمیان رنج و شکایت اور اس کا آخر فنا ہے ایسے گھر کی طرف بلایا ہے جس کا عطا اور اس کا درمیان لقا اور اس کا آخر بقا ہے۔ اور ان کو دنیا کمینی کے گھر سے پسندیدہ عیش کی طرف بلایا ہے۔

اور ان کو ایسے گھر سے جس کا اصل مٹی اور اس کا عیش خراب اور اس کا نفع ضرر اور اس کا آرام شر اور اس کا وعدہ بیوفائی ہے۔ ایسے گھر کی طرف بلایا ہے۔ جس کا اصل موتی اور اس کا عیش لقا و نظر اور اس کی زیب و زینت جنات و نہر ہے پس دعوت عام ہے تا کہ حجت لازم ہو۔ اور ہدایت خاص ہے تا کہ دلیل روشن ہو۔ اور دارالسلام سے مراد جنت ہے۔ اور سلام اللہ تعالٰے کے

اسماء میں سے ہے۔ تو دارالسلام کے معنی اللہ تعالےٰ کا گھر ہیں یعنی ان کو اپنے گھر کی طرف بلایا ہے۔ پس خیال کرنا چاہیئے کہ ان کا گھر کیسا اچھا اور ان کی ملاقات کیسی اچھی اور ان کا ہمسایہ کیسا اچھا ہوگا۔ اور فردوس اعلےٰ کیسا عمدہ رہنے کا مقام ہے اور سیدالمرسلین کیسا عمدہ ہمسایہ ہے اور حضرت سید محمد مصطفےٰ صلعم کیسا عمدہ رفیق ہے۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جنت کا نام دارالسلام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ آفات و بلیات اور مصیبتوں سے سلامتی کا گھر ہے۔ اور اس میں اہل جنت ضرر و فقر اور فتنے اور ہجر اور درد و رنج اور امراض اور اعراض اور قوت کی طلب اور گھروں کی تنگی اور موت کی تکلیف اور فوت کی حسرت سے سلامت رہینگے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنت کا نام دارالسلام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ اس میں سلام کے ساتھ داخل ہونگے۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ اور اس میں وہ ایک دوسرے پر سلام کہینگے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا اور اس میں فرشتے ان کو سلام دینگے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور اس میں اللہ تعالےٰ کا سلام بلا واسطہ ان پر ہوگا۔ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ پس جس شخص کو اس کے مولےٰ نے اپنے گھر کی طرف بلایا۔ اور اپنے انوار سے اس کے سینے کو کھولا۔ اور اُس کے دل کو پوشیدہ اسرار سے بھر دیا۔ وہ اُس کے قرب و جوار کی نعمت سے کامیاب ہوا۔ اور جس شخص کو اُس نے اپنے گھر کی طرف بلایا لیکن وہ اپنے بُرے اختیار سے شقاوت میں پڑا رہا اُس کو اس نے پڑوس سے دور کر دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اُس کو آگ میں ڈال دیا۔ اور کسی کو اُس نے اپنی طرف بلایا اور اُس کو اپنی طرف ہدایت دی۔ اور تمام بُرے رستوں سے اس کو بچایا۔ اور اس کو اپنی بارگاہ میں پناہ دی اور ہر طرح اُس کی رعایت کی اور اُس کو اپنے قرب کی نعمت بخشی پھر وہ کس طرح اس کی دعوت کا جواب نہ دے۔ اور کسی کو اُس نے اپنی طرف بلایا۔ اور اس کو اپنی طرف سے اندھا کر دیا۔ اور بدبختی میں اُس کو رسوا و خوار کیا پھر وہ کس طرح اس کو جواب دیوے اور صحیح حدیث میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایک مخلوق جنت کے لئے پیدا کی ہے۔ جو جنت کے اعمال بجا لاتے ہیں۔ اور ایک خلق دوزخ کے لئے پیدا کی ہے۔ جو دوزخ والوں کے اعمال پیدا کرتے ہیں پس اللہ تعالےٰ کے دوست دنیا میں اُن کے

ذکر کی لذت پاتے اور اُس کی طاعت وشکر سے آراستہ ہوتے ہیں۔ اُس کے سامنے ذلیل ہوتے ہیں ان کے دلوں کو آرام ہوتا ہے۔ اور اُس کی بارگاہ کی طرف بڑھتے ہیں ان کو اسرار حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دُنیا میں بھی نعیم معجل ہے اور آخرت میں ان کے لئے جنت ہے۔ اور غافل لوگ حرص وعصیان کی زنجیر اور شقاوت وحرمان کی قید میں اُس کے دروازے سے دور اور غفلت کے حجاب میں مستور ہیں۔ ان کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے کہ وہ اُسکی خدمت سے محروم ہیں۔ اور قیامت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب سخت ہے۔ شعر

بل هجره اصعب من ناره ووصله احسن من جنته
فالويل كل الويل في بعده والنيل كل النيل في قربه
يا من يريد العز يحظى به العز كل العز في خدمته
اقطع تصل اقبل ترى بره فاستسق غيث الجود من رحمته
لله عبد شغله ذكره اسعده بالقرب من حضرته
فشغله تصعيد انفاسه يتبعها التقطير من عبرته
ان قال يا رب يقل ربه لبيك عبدي سل ولا لاديه

(ترجمہ) بلکہ اس کی جدائی اس کے دوزخ سے زیادہ سخت تکلیف دینے والی ہے اور اس کا وصل جنت سے کئی درجے بہتر ہے۔ اور اُس کی جدائی میں سراسر وبال وہلاکت ہے اور اس کا قرب سراسر کامیابی ہے۔ اے وہ شخص کہ عزت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سب قسم کی عزت اس کی خدمت میں ہے۔ تو سب سے قطع کرلے اس سے واصل ہو جاویگا۔ اور اُس کی طرف مُنہ کر تو اس کا احسان دیکھ لیگا۔ اور اُس کی رحمت سے سخاوت کا مینہ طلب کر۔ وہ بندہ بہت ہی اچھا ہے۔ جو اس کے ذکر میں مشغول ہے۔ اور اس کو اس کی بارگاہ میں قرب کی سعادت حاصل ہے اور اس کا شغل ہر دم آہوں کا نکالنا اور ان کے بعد آنسوؤں کا بہانا ہے۔ اگر وہ کہے کہ یا رب تو اللہ تعالے فرماتا ہے لَبَّيْكَ عَبْدِي مجھ سے مانگ میں تیری حاجت کو پورا کرونگا +

اور مکلف چار قسم پر ہیں (قسم اول) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنی خدمت وجنت کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور مومنین ہیں۔

جو دنیا میں اس کے آثار و انوار میں زندہ رہے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی طاعت سے آپ کی زندگی پاک صاف ہوگئی اور اللہ جل جلالہ کی محبت سے ان کے انوار اعلیٰ اور ان کے اذکار ملکوت کی طرف بلند ہوئے جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً جس مومن مرد اور عورت نے نیک عمل کئے ان کو ہم پاک زندگی دینگے۔ اور حیات طیبہ دراصل طاعت کی لذت اور قناعت کی عزت ہے۔ یعنی وہ دونوں جہان کی عزت حاصل کر گئے۔ اور انہوں نے دونوں جگہوں کا شرف پا لیا۔ فَطُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔ پس ان کے لئے مبارک اور اچھی جگہ ہے۔

دوسری قسم، وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور ان سے کوئی خدمت نہیں لی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تمام عمر کافر رہے پھر ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا یا اپنی تمام زندگی میں گناہ و عصیان میں غرق رہے۔ پھر خاتمہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے توبہ ان کے نصیب کی۔ اور وہ توبہ و احسان کی حالت میں فوت ہوئے۔ جیسے کہ فرعون کے ساحران کا حال ہوا۔ جو تیس ہزار کے قریب تھے۔ ربّ کے سب ایمان لے آئے۔ اور اسی دن قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گئے۔ دن کے اول حصہ میں فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم غالب ہونگے۔ اور گھڑی کے بعد اس ذات پاک کے ساتھ قسم کھائی جس نے ان کو پیدا کیا تھا۔ پہلے وہ فرعون سے جزاء طلب کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اگر ہم غالب آگئے تو ہم کو اچھا بدلہ دینگے پھر ایک ساعت کے بعد اس طرح پکار اٹھے کہ ہم تجھے ہرگز ان آیات بینات پر جو ہمارے سامنے ظاہر ہوئی ہیں اختیار نہیں کر سکتے۔ اسی ذات کی قسم ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ جو کچھ ہمارے ساتھ کرنا چاہتا ہے کر۔ عجیب معاملہ ہے کہ جو کچھ بشارت ان کے حق میں ہونیوالی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی زبان سے نکلوائی جیسے کہ اس نے کہا تھا کہ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ہاں تم مقربین میں سے ہو گے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب تھے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ اللہ تعالےٰ انہی لوگوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے جو جہالت سے برائی کرتے ہیں۔ پھر قریب ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ پس جس شخص نے برا

فعل کیا تو گویا اُس نے جہالت و غفلت اور اللہ کے امر کی تعظیم مدِنظر نہ رکھنے کے باعث کیا اگرچہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس شخص نے موت کے حاضر ہونے اور فرشتوں کے دیکھ لینے اور غرغرہ کرنے سے پہلے توبہ کرلی گویا اُس نے قریب ہی توبہ کرلی۔ اور توبہ بعید وہ ہے جو فرشتوں کو دیکھ کر کی جائے گویا یہ توبہ آخرت کے وقت میں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ ، اور ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں جو بُرائیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کی۔ اور اس سے بعید تر وہ لوگ ہیں جو آخرت میں توبہ کرینگے۔ اور دوزخ کے درکات میں اپنے قصوروں کا اقرار کرینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ اور نہ ہی ان لوگوں کی توبہ ہے جو کافر ہی مر گئے۔ یعنی ان کی توبہ آخرت میں قبول نہ کی جاویگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ یعنی ان کو توبہ کی طرف کوئی راستہ نہ ملیگا۔ اور نہ ہی وہ توبہ کو پا سکینگے۔ کیونکہ توبہ کا وقت گذر چکا ہوگا۔ انکی توبہ کا وقت تو دنیا میں تھا۔ دنیا میں اگر وہ توبہ کرتے تو قبول کی جاتی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرینگے پس دوزخ والوں کو کھینچے ہوئے لے آؤ۔

(تیسری قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نہ تو اپنی خدمت کے لئے اور نہ ہی جنت کے لئے پیدا کیا ہے یہ وہ کافر ہیں جو کفر کی حالت میں مر گئے۔ اور یہ لوگ دنیا میں نعمت ایمان سے محروم رہے اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

(چوتھی قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور جنت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طاعت بجا لاتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مکر کیا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دیا اور وہ کفر پر مرے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے کرم و احسان کے ساتھ اس سے عافیت مانگتے ہیں۔ کیونکہ وہ بغیر رنج و تکلیف کے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے بے سبب و بغیر واسطہ کے پسند کر لیتا ہے۔ ایک قوم کو اس نے ذلیل و بدبخت کیا۔ اور گمراہ اور

محبوب کیا اگرچہ ان کو کچھ زمانہ تک نیکوں کا لباس پہنایا۔ ایک دن ضرور اس لباس کو اُن سے اُتار لیگا۔ اور ذلت و خواری کا لباس انہیں پہنادیگا اور ایک قوم کو اپنے لئے چن لیا۔ اور اُن کو اپنے لئے برگزیدہ کرلیا اور اُن کو اپنی محبت و عزت بخشی۔ اگرچہ کچھ وقت تک اُن کو دوری اور حجاب کا لباس پہنایا۔ ایکدن ضرور ان کو اپنے دروازے کی طرف بلاویگا۔ اور دوستوں کا لباس ان کو پہنا دیگا۔ اور وہی کریم وہّاب ہے یا اللہ تو ہم کو اپنے ان خلاصی یافتہ بندوں اور شفیق دوستوں میں سے بنا جن کو تونے اپنی خدمت کے لئے مقرر کیا۔ اور جن کو اپنی اُنس و حضور کی نعمت تونے بخشی۔ اور جن کو تونے اپنا لذیذ شراب معرفت کا پلایا۔ اور جن کو تونے اپنے دوستوں کا لباس پہنایا۔ یا اللہ ہم تیرے بندے ہیں۔ ہم نے اپنی جانوں کو تیرے سامنے ڈال دیا۔ اور ان نعمتوں کے لئے جو تیرے پاس ہیں عمدہ وعدہ کی طمع رکھتے ہیں یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے ماں باپ اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اٰمِیْن ٭

فصل چھبیسویں فقر میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس کے پاس کوئی امیدوار اپنی اُمید سے خالی نہیں جاتا۔ اور جس پر کہ وہ راضی ہوا۔ اور جس کو اُس نے قبول فرمایا۔ وہ اس کی بساط قرب سے غائب نہیں ہوتا۔ وہ اوّل ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں وہ غنی ہے اور ان صفات میں جو اسکے لئے ثابت ہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ قدوس اور صمد اور واحد واحد اور جو کچھ وہ کرتا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ عرش پر بغیر کیفیت اور تشبیہ کے متمکن ہے۔ اور جس نے اس کی شبیہ و مثال بیان کی وہ گمراہ ہے عرش اس کو پکڑ نہیں رکھتا۔ اور عقل اس کو ادراک نہیں کرسکتی اور وہم اُس کی صورت بیان نہیں کرسکتا۔ اور فکر اس پر قابو نہیں پاسکتا۔ اور وہ اپنے علم و قدرت اور کرم و نرمی میں ہر ایک کے قریب ہے اور ہر رات اپنے بندوں کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور جو شخص اس سے مغفرت مانگتا ہے اُسکو بخشتا ہے اور جو کوئی اس سے توبہ کرے اسکی

توبہ کو قبول کرتا ہے اور جو کوئی اس سے کچھ مانگے اُس کو دیتا ہے۔ وہ حیّ اور علیم اور قدیر اور مرید اور سمیع اور بصیر ہے۔ اور اس کے کمال کے وصف کی کوئی حد نہیں۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کسی مخلوق کی کلام کے مانند نہیں ہے اور قرآن اللہ تعالےٰ کی کلام ہے جس کو اس نے اتارا ہے۔ اسکی صفات قدیمہ ہیں جو دلیلوں سے ثابت ہیں۔ اور معتزلہ گمراہ ہیں جس نے اس سے صفات کمال کی نفی کی وہ بیہودہ جھگڑے میں پڑا ہے اور گمراہی کے اندھیروں میں پھنسا ہوا ہے۔ کوئی چیز اُس کے مانند نہیں ہے جس نے اس کو کسی کے مانند سمجھا وہ بڑا ہی جاہل ہے۔ ہر ایک بولنے والی اور ٹھوس چیز اس کا حمد کر رہی ہے۔ ہر ایک مصنوع چیز اس میں تامل کرنیوالے کو اس کا رستہ بتا رہی ہے تمام موجودات اپنی محتاجی کے قدم پہ کھڑے ہو کر اور اضطرار کی زبان سے ناطق ہو کر اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری اور عجز ظاہر کر رہی ہے۔ واقعی خضوع بھی اسی کی عزت کے لئے واجب ہے۔ اور آنسوؤں کا بہانا بھی اسی کی جدائی کے خوف سے اچھا ہے۔ اُس کے جلال کے سامنے ہر چیز حیران اور سرگردان ہے۔ اُس نے اپنی نعمت کو اپنی خلق کے درمیان تقسیم کیا ہے پس قریب وہی ہے جس کو اُس نے اپنے قریب کیا۔ اور بعید وہی ہے جس کو اُس نے اپنی بارگاہ سے دور کر دیا۔ اور ہر ایک شخص اسی میں کوشش کرتا ہے جس کے وہ لائق ہے۔ شقی و بدبخت وہ ہے جس کو اُس نے اپنے دروازہ سے دور کر دیا۔ اور اپنی نعمت اس سے ہٹالی۔ اور اُس کو ہر طرح خوار کیا۔ اور سعادت مند وہ ہے جس کو اُس نے دوست رکھا اور اس کو اپنی خدمت کے لئے پسند کر لیا۔ اور اس کو اپنا وصل عطا کیا۔ وہ شخص کیسا ہی سعید ہے جس کو اس کا مولیٰ اپنے ذکر کے لئے بیدار کرے اُس کو نہ کوئی ہٹانے والا اس سے ہٹا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی اس کو اس سے روک رکھتا ہے۔ اور وہ شخص کیسا ہی اور بڑا ہوا ہے۔ جس نے اپنی تمام عمر غفلت میں کھووی۔ اور جو کچھ اس نے کمایا ہے اس کو ہرگز نفع نہ دیگا۔ اور جس دن وہ حساب کے لئے مالک جبار کے سامنے حاضر ہوگا۔ اسے کس قدر حسرت اٹھانی پڑیگی۔ اور جس وقت وہ نیک لوگوں کی منزلوں کو دیکھیگا وہ کیسا اپنے آپ میں مایوس و محروم ہوگا۔ پس مفت کی لوٹ لینے سے سو رہنے والے کے لئے ہلاکت ہو اس کو کس چیز نے اس سے غافل کر دیا۔ اے مسکین اپنے مولیٰ کے سامنے ذلیل و خوار ہو۔ وہ کبھی کے سوال کو ضائع نہیں کرتا۔ اُس کو ہر ایک کا علم

ہے۔ وہ ہر ایک دور و نزدیک کو جانتا ہے اور سب کی رجوع اسی کی طرف ہے۔ وہ ہر ایک عمل کرنیوالے کو اس کے عمل کی جزا پوری دیگا۔ میں اس کی عام خیر اور کامل احسان پر جو ہر دم ہمارے حال پر کر رہا ہے اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس کو تمام اشیاء کا مجمل اور مفصل علم ہے اور میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ حضرت محمدؐ اسکے بندے اور رسول اور اس کے حبیب ہیں جن پر اس نے اپنی کتاب کو نازل فرمایا۔ اور اس میں تمام منزلہ کتابوں کے علوم کو جمع کر دیا۔ اور اس کے برہان سے تمام مشکلات حل ہوگئیں۔ اور اس کے بیان سے تمام باریکیاں واضح ہوئیں۔ ان پر اور ان کی آل اصحاب پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ جیسے کہ ان کو خیر پہنچی ہوا سے زیادہ سخی بنایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۔ اپنے نفس کو صبر دلا کر ان لوگوں کے پاس بیٹھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہیں ہیں۔ یہ آیات فقراء کی فضیلت میں ہیں۔ اور ان کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ جو لوگ ایمان لائے وہ فقراء ہی ہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک رسول کے ساتھ جو مبعوث ہوا۔ پہلے پہل فقراء ہی ایمان لائے اور تابع ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا۔ کہ اپنے فقراء اصحاب مثلاً حضرت سلمانؓ و بلالؓ و صہیبؓ و عمار ابن یاسرؓ و عامر ابن فہیرہ وغیرہ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے پس مشرکوں نے چاہا کہ کوئی ایسا حیلہ کریں۔ کہ یہ فقراء انکی مجلس میں نہ آیا کریں۔ اس لئے کہ وہ سن چکے تھے کہ پیغمبروں کی علامتوں میں سے ایک یہی علامت ہے کہ فقراء ان کے تابع ہونگے۔ اس ارادے سے بعض مشرکین سرداروں نے آنحضرت کے حضور میں آکر کہا۔ کہ اے محمدؐ ان فقراء کو اپنی مجلس سے دور کردیں۔ کیونکہ ہمارے نفس ان کے ساتھ بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر تو ان کو نکال دیوے تو تمام بڑے بڑے سردار اور شریف لوگ تجھ پر ایمان لے آوینگے۔ اس بات پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ۔ اور ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کے سوا کسی اور کے طالب نہیں ہیں اپنے پاس سے نہ ہٹا۔ اور تیری ان سے اپنی

نظر شفقت کو دور کرو یعنی دنیاداروں کی صحبت کے لئے ان سے نظر عنایت نہ دور کرو۔ اور تو کہہ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے تم میں سے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر ہو جائے پھر ان کے لئے غنی اور فقیر کی مثال بیان فرمائی۔ بقولہ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ آیات کو اضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا آیات اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اصحاب کی بڑی تعظیم تکریم کیا کرتے تھے۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اصحاب بھی آپ کے ساتھ ہجرت کر آئے اور مسجد کے صُفّے میں سب سے الگ تھلگ رہنے لگے۔ پس فقراء میں سے جو جو ہجرت کرکے آتا رہا وہ بھی ان کے ساتھ رہنے لگا حتے کہ ان کی تعداد کثیر ہوگئی رضی اللہ تعالے عنہم۔ اور انہوں نے اس احسان کا جو اللہ تعالے نے جو اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا تھا مشاہدہ کر لیا۔ اور نور ایمان سے اس کا معاینہ کر لیا۔ اور ان کے دل موجودات میں سے کسی سے کی طرف مائل نہ ہوتے۔ بلکہ انہوں نے اسطرح کہا کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تیرے ہی لئے خضوع اور سجدہ کرتے ہیں اور تیرے ہی ساتھ ہم ہدایت وارشاد پاتے ہیں۔ اور تجھی پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں اور تیرے ذکر سے ہم نعمت و فرحت حاصل کرتے ہیں۔ اور تیری دوستی کے میدان میں ہم چرتے ہیں۔ اور تیرے ہی لئے ہم عمل و کوشش کرتے ہیں۔ اور تیرے دروازہ سے ہم کبھی دور نہیں ہونگے۔ اس وقت اللہ تعالے نے ان کے ذریعے سے اپنے رستہ کو آباد کیا۔ اور ان کے حق میں اپنے رسول کے ساتھ خطاب کیا۔ اور اس طرح فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ یعنی ان لوگوں کو جو اگر شام کریں تو میرے ذکر میں ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور اگر صبح کریں تو میرے ہی دروازہ کی طرف لوٹتے ہیں اپنے پاس سے دور نہ کر اور ان لوگوں کو ہرگز نہ دھتکار جن کے لئے جائے پناہ مسجد میں ہیں اور اللہ تعالے ان کا مونس اور مطلوب ہے۔ اور ان لوگوں کو نہ ہٹا جنہوں نے خضوع کے ساتھ ذلت و مسکنت کا لباس پہنا ہوا ہے اور خشوع کے ساتھ ہیبت و وقار کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ بھوک ان کا طعام اور بیداری ان کا سالن اور فقر و فاقہ ان کا شعار اور خاموشی اور حیا ان کا دثار ہے۔ اللہ تعالے کے ساتھ الگ رہنا ان کے دلوں کی خوشی ہے اور خلوت میں اللہ تعالے کا ذکر ان کی فرحت ہے۔ اور ان کے نفس شہوات سے رُکے ہوئے اور ان کے بدن لذتوں سے محروم ہیں۔ اور انہوں نے اپنے عزم کے گھوڑے

کو مولیٰ کے دروازہ پر باندھا ہے اور اپنے چہروں کو مناجات کے محرابوں میں چھپایا ہے شعر

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ عَمَّنْ اِشْتَغَلُوْا ۔ لَمَّا نَهَضُوْا اِبْمَا بِهٖ شَغَلُوْا
مَنْ ذَاقَ وَصْلَ الْحَبِيْبِ هَامَ وَلَمْ ۔ يَحِلَّ لَهٗ مَنْزِلٌ وَلَا طَلَلُ
لِلّٰهِ قَوْمٌ يُرْوِجْهُمْ سَمِحُوْا ۔ وَاسْتَصْغَرُوْا قَدْرَهَا وَمَا جَهِلُوْا
عَاشُوْا وَفَازُوْا هُمُ الْمُلُوْكُ وَاِنْ ۔ ذَلُّوْا وَاِنْ اُمْلِقُوْا وَاِنْ خَمَلُوْا

(ترجمہ) اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ وہ کس سے مشتغل ہیں - اور کس شغل میں لگے ہوئے ہیں - تو وہ ہرگز سستی نہ کرتے جس نے دوست کے وصل کا مزہ چکھا وہ سرگرداں ہوا - اور وہ کسی منزل اور ٹیلے میں نہیں اترتا - اللہ ہی کے لئے ہے خوبی ان لوگوں کی جنہوں نے اپنی جانوں پر نرمی کی اور اُن کے قدر کو حقیر جانا اور اس سے غافل نہ ہوئے - اور انہوں نے اپنی زندگی کامیاب ہو کر بسر کی - یہی لوگ حقیقت میں بادشاہ ہیں اگرچہ وہ ذلیل اور مفلس اور گمنام ہوں ؛

فقر انبیاء کا فخر اور اتقیاء کا شعار اور متقین کا لباس اور صادقین کی سواری ہے شعر

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ وَلَمْ تُغْنِهٖ ۔ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ فَذَاكَ الشَّقِيُّ
مَا ضَرَّ ذَا الْفَاقَةِ مَا نَالَهٗ ۔ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا ذَا لَقِيَ
مَا يَفْعَلُ الْعَبْدُ بِعِزِّ الْغِنٰى ۔ وَالْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ لِلْمُتَّقِيْ

(ترجمہ) جس نے اللہ کو پہچانا اور اللہ کی معرفت نے اُن کو غنی نہ کیا تو ایسا شخص بدبخت ہے مفلس لومی جو تکلیف اللہ تعالیٰ کی طاعت میں پاتا ہے اس کو کچھ ضرر نہیں دیتی - بندہ دولتمندی کی عزت کو کیا کرے سب عزت متقی کے لئے ہے ؛

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے - یا اللہ تو مجھے مسکین ہی زندہ رکھ اور مسکین ہی مار اور مسکینوں ہی کے گروہ میں اٹھا - انس بن مالک نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس دعا کو بہت مانگا کرتے ہیں - فرمایا اے انس رضی اللہ تعالیٰ کی رحمت مسکینوں سے ایک دم بھی دُور نہیں ہوتی - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ دُنیا کا ناز و نعمت تم میں سے فوت ہو چکا ہے تمہیں کچھ فکر نہیں ہوگا جبکہ میں خود تمہارے لئے حظ ہو جاؤں - اور ابو سلیمان دارانی رہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ شہوت کے بغیر فقیر کا آہ مارنا غنی کی دو ہزار سال کی عبادت کے برابر ہے - اور بعض سلف فرماتے ہیں کہ دُنیا کی طلب کے ساتھ عبادت کرنا اس باغ کی طرح ہے جو کوڑے پر ہو - اور فقیر کی عبادت ان موتیوں کے ہار کی طرح ہے جو خوبصورت عورت کی گردن میں ڈالا ہوا ہو - شعر

مَنْ كَانَ ذَا مَالٍ كَثِيْرٍ وَلَمْ ... يَقْنَعْ فَذَاكَ الْمُوْسِرُ الْمُعْسِرُ
وَكُلُّ مَنْ كَانَ قَنُوْعًا وَاِنْ ... كَانَ مُقِلًّا فَهُوَ الْمُكْثِرُ
اَلْفَقْرُ فِي النَّفْسِ وَفِيْهَا الْغِنٰى ... وَفِيْ غِنَى النَّفْسِ الْغِنَى الْاَكْبَرُ

(ترجمہ) جس شخص کے پاس بہت سا مال ہو۔ اور پھر قناعت نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص خوشحال مگر تنگدست ہے۔ اور جو شخص قانع ہے وہی دولتمند ہے اگرچہ مفلس ہو نفس ہی میں فقر ہے اور اسی میں دولتمندی اور نفس کی دولتمندی بڑی بھاری دولتمندی ہے + کیا تم نے سنا ہے کہ کسی فقیر نے ربوبیت کا دعوے کیا ہو۔ یا کسی فقیر نے الوہیت کا جھگڑا کیا ہو۔ اس کے برخلاف کئی جابروں اور زبردست سرکشوں کا حال سنا ہو گا۔ کہ انہوں نے بہت سرکشی اور نافرمانی کی۔ اور بہت باغی اور طاغی ہوئے شعر

مِنْ شَانِ الْفَقْرِ وَمِنْ فَضْلِهٖ ... عَلَى الْغِنٰى بِاِصَاحِ لَوْ تَعْتَبِرُ
اِنَّكَ تَعْصِيْ لِكَيْ تَنَالَ الْغِنٰى ... وَلَسْتَ تَعْصِي اللّٰهَ كَيْ تَفْتَقِرَا

(ترجمہ) کاش کہ تجھے معلوم ہوتا کہ دولتمندی پر فقر کی کیا فضیلت اور بزرگی ہے۔ تو اس لئے نافرمانی کرتا ہے کہ دولتمندی حاصل کرے اس لئے نافرمانی کیوں نہیں کرتا۔ کہ تو اس کا محتاج ہو وے + اور فقر دو قسم پر ہے خاص اور عام۔ عام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا محتاج ہو اور یہ ہر ایک مخلوق کی وصف ہے خواہ مومن ہو خواہ کافر۔ اور یہی معنی ہیں اللہ تعالےٰ کے اس قول کے یا ایہا الناس اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ اے لوگو تم سب اللہ تعالےٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالےٰ غنی صاحب تعریف ہے۔ اور فقر خاص اولیاء اللہ اور اس کے دوستوں کا وصف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دنیا سے ہاتھ خالی ہو۔ اور دل دنیا کے تعلق سے آزاد اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشغول ہو۔ اور ہر وقت اس کو اللہ تعالےٰ کا شوق دامنگیر ہو اور فراغت کے ساتھ اس کو خلوت مع اللہ حاصل ہو۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی کی کہ اے داؤد تمام اہل زمین کو یہ حکم پہنچا دو۔ کہ میں اس شخص کا دوست ہوں جو مجھے دوست رکھے۔ اور میں اس شخص کا ہمنشین ہوں جو مجھ سے صحبت رکھے۔ اور میں اس شخص کا غمخوار ہوں جو میرے ذکر کے ساتھ انس پکڑے اور میں اس شخص کا ساتھی ہوں جو میرے ساتھ ہے اور میں اس شخص کا مختار ہوں جو مجھے اختیار کرے۔ اور میں اس شخص کا مطیع ہوں جو میری اطاعت کرے۔ جو بندہ مجھے اپنے دل سے یقینی علم کے ساتھ مجھے دوست رکھتا ہے میں اس کو اپنے نفس کے لئے قبول کرتا ہوں اور جس نے مجھے حق کے ساتھ طلب کیا مجھے پا لیا۔ اور

جس نے میرے سوا کسی اور کو طلب کیا وہ مجھے نہیں پائیگا پس اے اہل زمین تم سب اپنے غرور کو چھوڑ دو اور میری کرامت اور مصاحبت اور مجالست کی طرف آؤ۔ اور تم مجھ سے اُنس پکڑو میں تم سے انس پکڑونگا۔ اور تمہاری محبت کی طرف جلدی آؤنگا۔ اور انبیاء میں سے کسی نبیؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میرے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں ان کو دوست رکھتا ہوں اور وہ میری طرف مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ اور وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں ان کا ذکر کرتا ہوں اور وہ میری طرف نظر کرتے ہیں۔ میں انکی طرف نظر کرتا ہوں۔ تو اس نبیؑ نے عرض کی یا رب ان کی کیا علامت ہے۔ فرمایا کہ دن میں وہ سایہ کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جیسے کہ زمان گڈریا اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور سورج کے غروب ہونے کے اس طرح مشتاق ہوتے ہیں جیسے کہ پرندہ غروب کے وقت اپنے گھونسلے کا مشتاق ہوتا ہے اور جب رات آجاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے اور فرش بچھا کر ہر ایک دوست اپنے اپنے دوست کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو وہ میرے بندے قدموں کے بل میرے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے چہروں کو میرے سامنے زمین پر بچھا دیتے ہیں اور میرے کلام کے ساتھ مجھ سے مناجات کرتے ہیں۔ اور میرے انعام سے میری طرف چاپلوسی کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی چلاتا ہے اور روتا ہے اور کوئی آہیں مارتا اور شکایت کرتا ہے۔ اور کوئی کھڑا ہوتا اور کوئی بیٹھتا ہے اور کوئی رکوع اور کوئی سجدہ کرتا ہے۔ اور جو وہ میرے لئے تکلیف اٹھاتے ہیں وہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور جو وہ میری محبت کے باعث شکایت کرتے ہیں وہ سب میرے کانوں میں ہیں۔ اول اول جو کچھ میں ان کو عطا کرتا ہوں تین باتیں ہیں۔ اول یہ کہ ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں جس کے باعث وہ مجھے پہچان لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر زمین و آسمان اور ما فیہما سب انکے عملوں کی میزان میں رکھا جاوے تو پھر بھی ان کے عمل نامے بڑھ جاویں۔ تیسرے یہ کہ میں ہمہ تن ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کیا تو جانتا ہے کہ اس شخص کو کہ جس کی طرف میں ہمہ تن متوجہ ہوں کیا کچھ دونگا۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی۔ کہ یا رب مجھے تو اپنی محبت والے لوگ دکھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے داؤد۔ تو جبل لبنان پر جا وہاں چودہ آدمی

ہیں جن میں سے بعض جوان اور بعض درمیانی عمر کے اور بعض بوڑھے ہیں۔ جب تو ان کے پاس جاوے تو میری طرف سے ان کو سلام کہو۔ اور کہ کہ تمہارا رب تم کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم مجھ سے کوئی حاجت کیوں طلب نہیں کرتے۔ تم میرے اولیاء اور اصفیا اور احباب ہو۔ پس جب حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس آئے تو ان کو دیکھا کہ ایک چشمہ پر جمع ہیں اور اپنے سروں کو جھکائے ہوئے اللہ کی تعظیم میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے حضرت داؤد ع کو دیکھا تو انہوں نے چاہا کہ اٹھ جائیں اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔ اتنے میں حضرت داؤد ع نے کہا کہ میں اللہ تعالے کا رسول ہوں تمہیں اللہ کا پیغام دینے آیا ہوں۔ یہ سن کر وہ سب سب ان کے پاس آگئے اور اپنے کانوں کو ان کی طرف لگایا۔ اور اپنے سروں کو زمین کی طرف جھکا دیا۔ پھر حضرت داؤد ع نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف اللہ تعالے کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالے نے تمہیں سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم مجھ سے کیوں حاجت طلب نہیں کرتے اور تم مجھے کیوں نہیں پکارتے میں تمہاری آوازوں اور کلام کو سنتا ہوں کیونکہ تم میرے اولیاء اور اصفیاء اور احباب ہو۔ یہ سن کر ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہنے لگے۔ پھر ان کے شیخ نے کہا یا اللہ تو پاک ہے اور ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں۔ تو ہم کو بخش۔ ہمارے دل ہماری گزشتہ تمام عمر میں تیرے ذکر سے غافل نہیں رہے۔ دوسرے نے اس طرح کہا کہ یا اللہ تو پاک ہے اور ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں۔ تو اس معاملہ میں جو تیرے اور ہمارے درمیان ہے ہم پر اپنی حسن نظر سے احسان کر۔ ایک اور نے اس طرح کہا کہ یا اللہ ہم پر یہ مہربانی کر کہ ہم ہمیشہ تیری طرف نظر کرتے رہیں اور ایک اور نے اس طرح کہا کہ ہم تیری رضا کے طلب کرنے میں بہت قاصر ہیں۔ تو اپنے جود و کرم سے ہم پر راضی ہو جا۔ اور نے کہا کہ یا اللہ تیرے شکر کے ادا کرنے میں جو ہم سے تقصیر ہوئی ہے اس کو بخش۔ اور نے کہا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ ہمارے اس کے سوا اور کوئی حاجت نہیں کہ ہم تیری طرف دیکھتے رہیں۔ اور نے کہا یا اللہ تو ہم کو وہ نور عطا کر جس سے ہم تیری طرف ہدایت پائیں۔ اور نے کہا کہ یا اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیشہ ہمارے حال پر متوجہ رہے۔ اور نے کہا کہ یا اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ جو نعمت تو نے ہمیں بخشی ہے اس کو ہمارے لئے کامل کر۔ اور نے کہا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری آنکھ کو

دُنیا اور دُنیا داروں کی طرف سے اور میرے دل کو اپنے سوا غیر کے شغل سے اندھا کر دے۔ اور نے کہا یا اللہ ہم نے جان لیا کہ تو اپنے دوستوں کو دوست رکھتا ہے تو ہم پر یہ احسان کر کہ ہمارے دل تیرے غیر کے شغل سے ہٹے رہیں۔ اور نے کہا یا اللہ یہ دیکھ کر کہ تیرا شان عظیم ہے اور تو اپنے دوستوں سے قریب ہے اور اہل محبت پر تیرا بڑا احسان ہے۔ ہماری زبانیں تیرے حضور میں دُعا کرنے سے گونگی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ ان کو کہدو کہ ہم نے تمہارے کلام کو سُن لیا اور تمہارے سوال کو قبول کر لیا چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے دوست سے الگ ہو جائے۔ اور اپنے اپنے نفس کے لیئے کوئی الگ جگہ بنائے۔ کیونکہ میں اپنے اور تمہارے درمیان حجاب کا کھولنے والا ہوں پس حضرت داؤدؑ نے عرض کی کہ یا رب انہوں نے یہ کرامت کس عمل سے حاصل کی۔ فرمایا کہ حسن ظن اور دُنیا وما فیہا میں زہد کے باعث۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ کہ اے داؤدؑ میرے ان بندوں کو جو میری محبت کی طرف متوجہ ہیں کہدو کہ جب تم میرے خلق سے چھپ جاؤ۔ اور میرے اور تمہارے درمیان سے حجاب دور ہو جائیں۔ حتیٰ کہ تم مجھ کو اپنے دلوں کے نور سے دیکھ لو۔ تو اس میں تمہارا کیا ضرر ہے۔ اور دُنیا کا مال و اسباب جو میں نے تم سے دور کر دیا ہے تم کو کچھ ضرر نہ دیگا جبکہ میں اپنی نعمت یا فراغت تم کو بخشوں۔ اور جب تم میری رضا طلب کرو گے تو پھر خلق کا غصہ تمہیں کچھ ضرر نہ دیگا۔ اے داؤدؑ تو گمان کرتا ہے کہ تو مجھے دوست رکھتا ہے۔ پس اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال دے۔ کیونکہ میری محبت اور دنیا کی محبت دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں۔ اے داؤدؑ میرے دوستوں کے ساتھ دل خلوص سے محبت رکھ۔ اور اہل دنیا کے ساتھ ظاہری میل جول رکھ۔ اے داؤدؑ اپنے نفس کو دشمن سمجھ کر میری محبت کا دعویٰ کر اور اس کو شہوات سے روک میں تیری طرف دیکھونگا۔ اور تیرے اور اپنے درمیان سے پردہ کو دور کر دونگا۔ یا اللہ تو اپنی مناجات کی لذت ہم کو چکھا۔ اور اپنی رضامندی کے طریق پر ہم کو چلا۔ اور اس چیز سے ہم کو ہٹا رکھ جو تیری بارگاہ سے ہم کو ہٹا رکھے۔ اور ہمارے لیئے وہ بات آسان کر جو تو نے اپنے اہل محبت کے لئے آسان کی ہے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش۔ آمین ◆

فصل ستائیسویں محبّت میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جو اپنی عزت و کبریا اور قدم و بقا اور مجد و بزرگی میں یکتا ہے۔ وہ واحد واحد اور قیوم و صمد ہے جو ہر ایک کو نعمت بخشتا ہے۔ وہ حی و قیوم اور قدیر ہے۔ جو موجود کرتا اور فنا کرتا ہے۔ اور وہ مرید ہے اور قضاء و قدر کو اسی نے بنایا ہے اور سب پر اسی کا حکم جاری ہے اور اسی نے کسی کو قریب کیا اور کسی کو بعید کیا ہے۔ وہ سمیع و بصیر ہے جو اپنے فضل سے ہمارے گناہوں کو ڈھانپتا ہے اور وہ ہمارے تمام ظاہر و باطن پر مطلع ہے وہ بادشاہی کسی کو دیتا ہے اور کسی سے روکتا ہے۔ کسی کو ملاتا اور کسی کو اپنے سے جدا کرتا ہے اور کسی کو غنی اور کسی کو مفلس بناتا ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی۔ رعد اور مینہ اور ستارے اور درخت اور جن و انسان اور سورج اور چاند سب اسی کا حمد کر رہے ہیں۔ اور ہر ایک شے میں اس کا نشان ہے اور ہر ایک ناطق میں کوئی نہ کوئی بھید ہے۔ اس نے عارفوں کے اسرار کو کھول دیا۔ تاکہ موجودات کی تسبیح کو سنیں اور انہوں نے ہر ایک مصنوع میں اسی کی خوبی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس نے ہم کو اپنے وجود کی معرفت سکھلائی۔ اور اپنے جود و احسان کا ہمیں وعدہ دلایا۔ پھر محبین کے دل اس کے دیدار کے شوق میں کیونکر نہ پھٹیں۔ اور عقلیں اس کی جدائی کے خوف سے کیونکر حیران نہ ہو ویں۔ اور ان کی جانوں کو کس طرح آرام ہو جبکہ اس نے ان کو مقام اعلیٰ اور حظ وافر اور شرف بلند کی طرف بلایا ہے۔ اس کے ذکر و ثنا کے سوا دلوں کو کچھ آرام نہیں ہے۔ اور قیامت کے دن اس کی رضامندی سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے اس کی محبت کے بیماروں کو اسی کے پاس سے شفا حاصل ہوتی ہے اور مغبون یعنی خسارہ والا وہ شخص ہے جو ہجر اور جدائی میں راضی ہوا۔ اور محروم وہی ہے جو اس کے قرب و محبت سے محروم رہا۔ اور بدبخت وہ ہے۔ جو مایوسی اور ناامیدی کی قید میں ذلیل و خوار ہوا۔ ہائے افسوس حرص و ہوا کے جنگل میں بھٹکنے والوں کو کس قدر مایوسی حاصل ہوگی۔ جبکہ وہ سابقین کی سواریوں کو دیکھینگے۔ اور ان کے دل حسرت اور افسوس کے مارے پھٹ جاوینگے۔ اور اس شخص کو کس قدر ندامت حاصل ہوگی۔ جس نے اپنی تمام عمر بیہودگی میں کھوئی۔ اور اپنی زندگی کے دنوں کو سعدی اور لہنی کے

ذکر میں بسر کر دیا اور وہ شخص کیسا ہی شرمندہ ہے کہ جس کی طرف اس کا مولیٰ نظر کرے اور وہ اسی طرح اپنے بُری خطاؤں پر اڑا رہے اور اس کے مراقبہ سے اپنی آنکھیں بند کر لے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی۔ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ یوں ہی چھوڑ دیا جاویگا۔ کیا وہ ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپک کر ماں کے پیٹ میں آیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کو اپنی خدمت کی توفیق دی اور اپنی جمیل رحمت سے ان کے ساتھ معاملہ کیا۔ اور ان کے لئے جزا کے دن وزن کھڑا کیا۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی میں اس کی ان تمام نعمتوں پر جو اُس نے اپنی مہربانی سے ہم پر عنایت کیں اور اس کے اس احسان پر کہ ہم کو ایمان اور معرفت کی ہدایت دی جس کے باعث ہم نے اُس کو پہچان لیا۔ اس کا حمد کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی پر ہمارا توکل ہے اور اسی کی طرف ہماری رجوع ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اسکے بندے اور رسول ہیں جن کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ اور وہاں سے فکان قاب قوسین او ادنیٰ تک سیر کرایا اُن پر اور انکی آل و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ و سلام ہو۔ جب تک کہ شوق کا پرندہ معشوق کے ٹیلوں اور نشانوں کو یاد کر کے پھڑپھڑاتا ہے۔ اور صبح کی باد نسیم چلکر درختوں کی ٹہنیوں کو ہلاتی رہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اے ایمان والو جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پس اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو پیدا کریگا جن کو وہ دوست رکھے اور وہ اس کو دوست رکھیں۔ جب اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو اپنا قرب اور اکرام بخشتا ہے اور ہر حال میں اس کے حال پر عنایت فرماتا ہے۔ اور اُس پر ایسا حال کھولتا ہے جس سے وہ اپنی تمام اُمیدوں کو پالیتا ہے جو وہ اپنی کوشش اور عمل سے ہرگز نہیں پا سکتا۔ اور جب بندے کی محبت اللہ تعالےٰ سے ہو جاتی ہے تو ہر وقت دل سے اس کا ذکر کرتا اور ہمیشہ اس پر فریفتہ رہتا ہے اور اسکی مناجات اور خدمت میں لذت و نعمت حاصل کرتا ہے اور سچے شوق سے اس کی طرف دوڑتا اور سب کی طرف سے منہ موڑ کر اسی پر کفایت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں۔ اس کا ایمان کامل ہے۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب چیزوں سے پیارا ہو۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی سے محبت لگائے تو اللہ کے لئے

ہی لگائے۔ تیسرے یہ کہ جب اللہ تعالے نے اس کو کفر سے چھڑایا۔ تو پھر اس کو کفر میں جا پڑنا ایسا بُرا معلوم ہو۔ جیسے کہ آگ میں جا پڑنا اس کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالے کی خالص محبت کا مزہ چکھا۔ وہ دُنیا کی طلب سے ہٹ گیا اور تمام انسانوں سے بھاگا۔ اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جس نے رب کو پہچانا اس نے اس سے محبت لگائی۔ اور جس نے دنیا کو پہچان لیا۔ اُس نے زہد اختیار کیا۔ حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے نام سے پکاری جاویگی اور اس طرح کہا جاویگا۔ اے اُمّت محمدؐ۔ اے امت موسیٰؑ اور اے امت عیسیٰؑ اور محبتوں کو اس طرح پکارا جاویگا۔ اے اولیاء اللہ۔ اللہ سبحانہ کی طرف آؤ۔ اس بات کو سُن کر اُن کے دل بدنوں میں پھولے نہ سمائینگے۔ اور حضرت ہرم بن حیان فرماتے ہیں۔ کہ مومن جب اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو اس سے محبت لگاتا ہے اور جب اس سے محبت لگا لیتا ہے تو ہمتن اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور جب اس کی طرف متوجہ ہونے کی لذت پا لیتا ہے تو پھر شہوت کی نظر سے دنیا کی طرف نہیں دیکھتا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رہ فرماتے ہیں۔ کہ رائی کے دانہ جتنی محبت میرے نزدیک ستر سال کی بلا محبت عبادت سے زیادہ پیاری ہے۔ حضرت رابعہ عدویہ نے ایک دن کہا کہ کون ہے جو ہم کو اپنے حبیب کی طرف راہنمائی کرے۔ یہ سُن کر اُن کی ایک لونڈی نے کہا ہمارا حبیب تو ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن دُنیا نے اس کو ہم سے جدا کر دیا ہے اللہ تعالے نے حضرت عیسےٰؑ کی طرف وحی کی کہ جب میں اپنے بندے کے سر پر اطلاع پاتا ہوں اور اس میں دُنیا اور آخرت کی محبت کو نہیں دیکھتا ہوں تو پھر میں اس کے باطن کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور اُس کی حفاظت کا میں خود ذمہ لے لیتا ہوں۔ حضرت سری سقطی رہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالے کو دوست رکھتا ہے وہ خوش رہتا ہے اور جو کوئی دُنیا کی طرف جھکتا ہے وہ بے فائدہ رنج میں عمر کھوتا ہے۔ اور احمق کا نشان یہی ہے کہ وہ صبح و شام بے فائدہ اور بیہودہ کام میں گزارتا ہے۔ حضرت ابویزید رہ فرماتے ہیں کہ محبت کے معنی یہ ہیں کہ محبوب کی لذت میں مدہوش اور اس کی نعمت میں حیران ہوں۔ حضرت سہل بن عبداللہ رہ فرماتے ہیں کہ محبت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے کے دل کو اپنے مشاہدہ کی طرف پھیر دیتا ہے۔ جبکہ اس کی مراد سمجھ لے۔ حضرت داؤدؑ کی طرف اللہ تعالے نے وحی کی کہ اے داؤدؑ میرا ذکر ذکروں کے لئے اور میرا جنت عابدوں کے لئے اور میری زیارت شتاقوں کے لئے ہے اور میں خاص محبوں کے

لیے ہوں۔ حضرت آدم ع کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ کہ اے آدم ع جو اپنے حبیب کو دوست رکھتا ہے اس کی بات کو سچا جانتا ہے اور جو اپنے حبیب سے انس پکڑتا ہے وہ اپنے حبیب کے فعل سے راضی ہوتا ہے۔ اور جو اپنے حبیب کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ اُس کی طرف جلدی آنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جبل لکام میں ایک شخص گندم گوں لاغر بدن والے کو دیکھا۔ کہ وہ ایک غار سے دوسری غار میں بھاگتا پھرتا ہے اور اس طرح کہتا ہے شعر

اِنَّمَا الشَّوْقُ وَالْهَوٰی صَيَّرَانِي كَمَا تَرٰی

(ترجمہ) شوق ومحبت نے میرا یہ حال کر دیا ہے جو تو دیکھ رہا ہے) حضرت جنید رح فرماتے ہیں۔ کہ حضرت یونس اس قدر روئے کہ اندھے ہو گئے اور اس قدر قیام کیا کہ پیٹھ خم ہو گئی اور اس قدر نماز پڑھی کہ تھک کر بیٹھ گئے۔ اور اس طرح کہا کرتے تھے کہ مجھے تیری عزت وجلال کی قسم ہے۔ کہ اگر میرے اور تیرے درمیان آگ کا سمندر ہو۔ تو پھر بھی میں تیرے شوق اور محبت کے بارے اس کو چیر کر تیری طرف آ جاؤں۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ حبیب کے دیدار کو دوست رکھنا محبت کی علامتوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کا لقا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کا لقا چاہتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رح اور بشر حافی رح کہا کرتے تھے کہ موت کو وہی شخص بُرا جانتا ہے جو مریب ہو یعنی جس کے دل میں شک ہو کیونکہ دوست کسی حال میں اپنے دوست کے دیدار کو بُرا نہیں جانتا۔ حضرت سہل بن عبداللہ رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی محبت کا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دیں۔ اور یہ نہیں کہ جو کوئی طاعات بجا لائے حبیب بن جائے۔ بلکہ حبیب وہ ہے جس نے گناہ کو ترک کیا اور محبت کی علامات یہ ہے کہ دل اور زبان اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہوں۔ بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں ایک دن تلاوت قرآن سے غافل ہو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کہنے والا کہتا ہے کہ اگر تیری محبت میرے ساتھ ہوتی تو میری کتاب پڑھا نہ کرتا۔ تو نہیں جانتا۔ کہ اس میں کیسے لطیف عتاب ہیں وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں یہ سُن کر چونک پڑا۔ اور میرے دل میں قرآن مجید کی محبت زیادہ بڑھ گئی۔ حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو اپنے نفس سے سوائے قرآن کے کچھ اور نہ مانگنا چاہئے۔ کیونکہ قرآن کی محبت اللہ تعالےٰ کی محبت ہے۔ اور محبت کی علامات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جنگلوں اور سیاہ راتوں میں خلوت مع اللہ سے مانوس ہو اور خلق سے الگ ہو اللہ تعالیٰ سے وصل ہو۔ اور جس نے لوگوں کے ساتھ انس پکڑا۔ وہ مفلس و کنگال ہے

روایت ہے کہ کوئی عابد خلوت میں تھا۔ اس نے ایک خوبصورت پرندہ کو دیکھا کہ درخت میں گھونسلا بنائے ہوئے ہے۔ وہ عابد اس کے قریب گیا تاکہ اس پرندے سے انس پکڑے اور اس کے خوش آواز کو سن کر راحت حاصل کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی کی۔ کہ فلاں عابد کو کہہ دے کہ تو نے ہم کو چھوڑ کر مخلوق کے ساتھ انس پکڑا۔ ہم نے تیرے درجہ کو گرا دیا جس کو تو پھر کسی عمل کے ساتھ نہ پا سکیگا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رہ فرماتے ہیں۔ کہ جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ محب نہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالےٰ کی کلام کو خلق کی کلام پر ترجیح دے دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ کے دیدار کو خلق کے دیدار پر پسند کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کو خلق کی خدمت سے بہتر جانے۔ اور محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ حظوظ نفسانی کے فوت ہو جانے پر کچھ افسوس نہ ہو۔ بلکہ اس لحظہ پر جو اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل گذرا ہے زیادہ افسوس لاحق ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رہ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ سفر میں تھا۔ کہ میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ شعر

كُلُّ شَيْءٍ لَكَ مَغْفُوْرٌ ... سِوَى الْإِعْرَاضِ عَنَّا

قَدْ وَهَبْنَا لَكَ مَا فَا ... تَ وَبَقِي مَا فَاتَ مِنَّا

(ترجمہ) سوائے روگردانی کے اور سب کچھ تیرے لئے معاف ہے۔ جو کچھ تجھ سے فوت ہوا وہ ہم نے بخشدیا اور جو کچھ ہم سے فوت ہوا وہ باقی ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالےٰ کی اس قدر عبادت کی۔ کہ میں نے گمان کیا۔ کہ اس کے پاس میرا بہت سا عبادت کا سرمایہ ہو گیا ہوگا۔ پس میں نے خواب میں ایک فرشتوں کی صف کو دیکھا۔ جن کی تعداد اس قدر تھی جس قدر کہ اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ تعالےٰ کے محب ہیں۔ ہم اس کی تین سو سال سے عبادت کرتے ہیں۔ کہ ہمارے دل پر اس کے سوا کچھ نہیں گذرا۔ اور نہ ہی اس کے سوا کسی اور کو یاد کیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں جاگا اور میں نے شرم کی کہ میں نے اپنے اعمال و احوال کو اللہ تعالےٰ کے سامنے کیوں ذکر کیا۔ حکایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رح کو ایک شخص پہاڑ سے اترتا ہوا ملا۔ اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آرہا ہے۔ جواب دیا کہ انس باللہ کے مقام سے۔ حضرت رابعہؒ کو لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ نے یہ درجہ کس عمل سے پایا۔ فرمایا کہ بیہودہ اور لایعنی باتوں کے ترک کرنے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ انس و محبت لگانے سے۔ حضرت عبدالواحد

بن زید رح فرماتے ہیں کہ میرا گذر ایک عابد پر ہوا۔ جو اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تیری اس وحدت سے مجھے تعجب آتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اگر تو بھی وحدت کا مزہ چکھتا تو تو اپنے نفس سے بھی وحشت اختیار کر کے وحدت کا طالب ہوتا۔ وحدت سب عبادتوں کی سردار ہے۔ میں نے کہا کہ بندہ انس کی حلاوت کب چکھتا ہے۔ فرمایا جب محبت صاف ہو جائے اور معاملہ خالص ہو جائے۔ میں نے کہا محبت کب صاف ہوتی ہے۔ فرمایا جب کہ تمام غموں کا ایک ہی غم ہو جائے۔ اللہ تعالے نے حضرت داؤد ع کی طرف وحی کی۔ کہ تو میرے ساتھ انس حاصل کر۔ اور میرے ماسوا سے وحشت اختیار کر۔ حضرت جنید رح سے لوگوں نے پوچھا کہ اللہ کی محبت کا نشان کیا ہے۔ فرمایا کہ بندہ اپنے نفس سے غافل ہو جائے۔ اور اپنے رب کے ذکر سے مل جائے اور اس کے حقوق کو ادا کرنے میں قائم ہو۔ اور اپنے دل سے اسکی طرف دیکھے۔ پس اگر کلام کرے تو اللہ سے اور اگر خاموش رہے تو اللہ کے ساتھ۔ حضرت بایزید رح فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ اپنے محبوب کو تمام چیزوں پر اختیار کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ حیران و پریشان دل سے ہمیشہ محبوب کی طرف مائل رہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبوب کے سامنے غلام کی طرح ہو جائیں اور اپنی کسی طرح کا اختیار اپنے وجود پر نہ رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ محو ہو جائے۔ حضرت سمنون رح فرماتے ہیں کہ محبت والے لوگ دنیا اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی مجنون کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالے نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ مجھے بخشدیا۔ اور مجھ کو اہل محبت پر حجت بنایا۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے۔ کہ تو اپنے محبوب کے ساتھ رہے۔ اور اپنے حظوظ اور اوصاف کو بھول جائے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ محبت دل میں اسطرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے کہ آگ چقماق میں۔ اگر تو اس کو رگڑے دھڑک اٹھتی ہے۔ اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو چھپی رہتی ہے۔ اور وہ اس قدر لطیف ہے کہ کسی عبارت سے بیان نہیں ہو سکتی۔ اور ایسی دقیق ہے کہ کسی اشارہ سے ادا نہیں ہو سکتی۔ ہاں آثار و نشانات سے اس کو معلوم کر سکتے ہیں۔ اور انوار سے اس کو پا سکتے ہیں۔ شعر

مَطْلَبُہٗ اَطْلَبُ مِنْ وَصْلِہٖ ۔۔۔ وَجْدُہٗ اَحْلٰی مِنْ عَذْلِہٖ

وَصَعْبُہٗ اَھْنَا مِنْ سَہْلِہٖ — وَمَنْعُہٗ اَشْھٰی مِنْ بَذْلِہٖ

(ترجمہ) اس کی جدائی وصل سے زیادہ پاکیزہ اور اس کا جور اس کے عدل سے زیادہ شیریں ہے اور اس کی سختی آسانی سے زیادہ پسندیدہ اور اس کا منع اس کے بذل سے زیادہ خوشگوار ہے شعر

اَھْتَزُّ عِنْدَ تَمَنِّیْ وَصْلِہٖ طَرَبًا — وَرُبَّ اُمْنِیَّۃٍ اَحْلٰی مِنَ الظَّفَرِ

تَجْنِیْ عَلَیَّ وَاَجْنِیْ مِنْ مُّعَاطِفِہٖ — فِی الْجَنٰی وَالْجَنَا مَانِی الْمُنٰی عُمُرِیْ

(ترجمہ) میں اسکے وصل کی تمنا ہی سے بہت خوش ہوں۔ کیونکہ اکثر امیدیں ایسی ہیں جو کامیابی سے زیادہ اچھی ہیں۔ وہ مجھ سے کنارہ کرتا ہے اور میں اس کی مہربانی پر مرا جاتا ہوں۔ اسی کش مکش میں میری عمر گذر گئی ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص محبوب کی محبت کا دعوے کرے اور اس کو محفوظ نہ رکھ سکے وہ صادق نہیں ہے۔ حضرت جنید رح فرماتے ہیں کہ محبت کے یہ معنی ہیں کہ محبوب کی طرف بلا کسی مطلب کے بکثرت رغبت ہو۔ اور محاسبیؒ فرماتے ہیں۔ کہ محبت یہ ہے کہ تو ہمہ تن محبوب کی طرف راغب ہو۔ اور تو اس کو اپنے نفس اور جان و مال پر ترجیح دے۔ اور تیرا ظاہر و باطن اسکے موافق ہو۔ اور محبت کے بنا ہنے میں تو قاصر ہو۔ آدمیوں کی ایک جماعت حضرت شبلی رح کے پاس آئی۔ اور اس وقت وہ قبرستان میں تھے۔ ان کو کہنے لگے کہ تم کون ہو۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے دوست ہیں۔ یہ سن کر ان کو پتھر مارنے شروع کئے۔ اور وہ بھاگ گئے۔ پھر فرمانے لگے اے جھوٹو۔ اگر تم میری محبت میں سچے ہوتے تو میری بلا سے نہ بھاگتے۔ حضرت ذوالنون رح کے پاس محبت کی نسبت ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا چپ رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفس سن پائیں اور دعوے کریں۔ پھر یہ شعر پڑھنے لگے۔ شعر

اَلْخَوْفُ اَوْلٰی بِالْمُسِیْئِ — اِذَا تَاَلَّہٗ وَالْحُزْنُ

وَالْحُبُّ یَجْمُلُ بِالتَّقِیِّ — وَبِالنَّقِیِّ مِنَ الدَّرَنِ

(ترجمہ) بدکار آدمی کو جب کہ برائی پر فریفتہ ہو خوف و حزن بہتر ہے محبت میل کچیل سے صاف اوصاف کو ستھرا کر دیتی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے ایک دن اس طرح عرض کیا کہ یا اللہ تو نے اگر کسی اپنے محب کو وہ چیز دی ہو جس سے اس کا قلق تیرے دیدار سے پہلے ساکن ہو گیا ہو۔ تو وہ چیز مجھے بھی عطا کر کیونکہ قلق نے مجھے بہت ستایا ہے۔ پس خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے ابراہیم تجھے حیا نہیں آتا کہ تو اللہ تعالےٰ سے وہ چیز طلب کرتا ہے جو اس کے دیدار سے پہلے تیرے قلق کو ساکن کر دے سکیا تو نہیں

جانتا کہ محب کا قلق محبوب کے دیدار کے سوا ساکن نہیں ہوتا۔ شعر

لَوْشِئْتَ دَاوَیْتَ قَلْباً اَنْتَ مُسْقِمُہٗ ۔ فَفِیْ یَدَیْكَ مِنَ الْبَلْوٰی سَلَامَتُہٗ

اَلْقَلْبُ فِیْ وَلَہٍ وَالطَّرْفُ مُنْتَظِرٌ ۔ مَنْ کَانَ مِثْلِیْ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ

(ترجمہ) اگر تو اس دل کا علاج کرنا چاہے جس کو تو نے بیمار کیا ہے تو بلیات و آفات سے اس کی سلامتی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ دل حیران اور آنکھ منتظر ہے جس شخص کا حال میرے جیسا ہو اس کے لئے قیامت آگئی ۔ اللہ تعالیٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محب اپنے طول اجتہاد سے نہیں تھکتے بلکہ وہ اس کو اور اس کے ذکر کو دوست رکھتے ہیں اور خلق کی طرف اس کی محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کو نصیحت کرتے پھرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن کا خوف ان کو دلاتے ہیں۔ یہی لوگ اللہ کے دوست اور احباب اور برگزیدہ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اس کے دیدار کے سوا راحت و آرام نہیں آتا۔ حضرت ذوالنون رح فرماتے ہیں کہ جب تک بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا فائدہ حاصل نہ ہو اس کے ذکر پر حریص نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے ایک دن کسی شخص کو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ تو اللہ کا ولی ہو جائے اور اللہ تیرا محب بن جائے۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دے اور اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہو۔ پھر وہ بھی تیری طرف ہمہ تن متوجہ ہوگا۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن ذکریا ع کی طرف وحی کی۔ کہ اے یحییٰ میں نے اپنے نفس پر حکم لگا دیا ہے۔ کہ مخلوقات میں سے جو کوئی مجھے دوست رکھتا ہے اور یہ بات میں اس کی نیت سے معلوم کر لوں۔ تو پھر میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا دل بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سوچتا ہے پس جب میں اسکے لئے ایسا ہو جاتا ہوں۔ تو پھر میں ناپسند کرتا ہوں کہ وہ میرے سوا کسی اور کے ساتھ مشغول ہو۔ اور میں اس کے فکر کو دائمی اور راتوں میں اس کو بیدار اور دنوں میں اسکو پیاسا کرتا ہوں۔ اور ہر دن میں ستر بار نظر رحمت سے اس کی طرف دیکھتا ہوں۔ اور جب میں دیکھتا ہوں کہ اس کا دل میرے ساتھ مشغول ہے۔ تو اسکی محبت کو بڑھا دیتا ہوں۔ اور اس کے دل کو نور سے بھر دیتا ہوں حتٰے کہ وہ میرے نور سے دیکھتا ہے۔ اے یحییٰ اس کے دل کو کس طرح آرام ہو سکے جب کہ میں اس کا ہمنشین اور اس کا اصلی مقصود ہوں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں اس کو قیامت میں ایسے مرتبہ میں اٹھاؤنگا

کہ اس کو دیکھ کر نبی اور مرسل رشک کھائینگے۔ پھر میں ندا کرنیوالے کو امر کرونگا۔ جو زور سے ندا کریگا۔ کہ یہ اللہ کا حبیب اور اس کا برگزیدہ دوست ہے جس کو اُس نے اپنی زیارت کے لئے بُلایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آویگا اپنے اور اسکے درمیان سے حجاب دور کر دونگا۔ پس جب حجاب کا ذکر آیا۔ تو حضرت یحییٰؑ نے ایک ایسی چیخ ماری کہ تین دن تک بیہوش پڑے رہے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ جو شخص تیرے دوست بنانے پر راضی نہیں ہے وہ اور کس سے راضی ہوگا۔ اور میں تیری خلق کو کس طرح اپنا دوست بناؤں۔ جب کہ تو نے مجھے اپنی دوستی کی طرف بلایا ہے۔ حضرت ذوالنون رہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰؑ وحدانی پرندہ کی طرح ہو۔ جو درختوں کے پھل کھاتا اور صاف پانی پیتا ہے۔ اور جب رات آتی ہے تو غار میں پناہ لیتا ہے۔ اور مجھ سے انس پکڑتا اور میرے نافرمانوں سے دور بھاگتا ہے۔ اے موسیٰؑ میں نے اپنے نفس پر قسم کھائی ہے کہ جو مجھ سے پیٹھ پھیر جائے میں اس کا کوئی عمل پورا نہ کرونگا۔ اور جو میرے سوا کسی اور سے امید رکھے میں اس کی امید کو منقطع کر دونگا۔ اور جو میرے سوا کسی غیر سے تکیہ لگائے میں اس کی پیٹھ کو توڑ دونگا۔ اور جو کوئی میرے سوا غیر سے انس لگائے میں اس کی وحشت کو زیادہ کر دونگا۔ اور جس نے میرے سوا کسی اور کو حبیب بنایا میں اس سے منہ پھیر جاؤنگا۔ اے موسیٰؑ میرے بعض بندے ایسے ہیں۔ کہ اگر وہ مجھ سے مناجات کریں تو میں انکی مناجات کو سنتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے پکاریں تو میں انکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف آئیں۔ تو میں اُن کو اپنے قریب کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے قرب حاصل کریں۔ تو میں ان کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے محبت کریں۔ تو میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے پسند و اختیار کریں تو میں بھی ان کو اختیار کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کوئی عمل کریں تو میں ان کو جزا دیتا ہوں۔ میں ان کا کارساز اور میں ہی ان کے مالوں اور دلوں کا نگہبان ہوں۔ میرے ذکر کے سوا ان کے دلوں کو آرام نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی بیماریاں شفا ہیں اور ان کے دلوں میں نور ضیا ہے۔ میرے سوا کسی اور سے محبت نہیں لگاتے اور اپنے دلوں کی سواریاں میرے سوا کسی اور جگہ نہیں اُتارتے اور میرے سوا ان کو آرام و قرار نہیں آتا۔ یا اللہ تو ہمارے دلوں کو اپنے شکر سے آباد کر۔ اور ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ذکر میں قیام کریں۔ اور اپنے مکر و فتنہ سے ہم کو امن دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمان عورتوں اور مردوں کو بخش۔ تو ہی تقویٰ اور بخشش والا ہے وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم اٰمین

فصل اٹھائیسویں۔ اسلام میں

اللہ تعالیٰ کا حمد ہے جس نے مردہ باغوں کو بارش کے پانی سے زندہ کیا۔ اور برہنہ باغیچوں کو نباتات اور شگوفوں کا لباس پہنایا اور بادل کے موتی چننے کے لئے غنچوں کے ہاتھوں کو کھولا۔ اور اپنی لطیف حکمت سے درخت کے درمیان پانی کو جاری کیا۔ اور وہ نرم ہو کر صبح کی باد نسیم سے لہلہانے لگے۔ اس نے اپنی عنایت کا مینہ مردہ دلوں اور باطنوں پر برسایا اور ان کو اپنی جمیل نظر سے زندہ کیا۔ اور ان کے اطراف سے طرح طرح کے نور چمک اٹھے۔ وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن اور سر و جہر کا عالم ہے۔ وہ واحد و احد اور فرد و صمد ہے جس کی تعظیم میں عقل حیران ہے۔ وہ سمیع و بصیر اور مرید و قدیر ہے اور ہر ایک چیز کا اندازہ اس کے پاس مقرر ہے وہ اپنی قدیم و ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اور جس نے اس کی صفات میں کسی کو مشابہ کیا اس نے ظلم کیا۔ اور جلال و کمال سب اسی کے لئے ہے۔ اور جس نے اس کو معطل سمجھا وہ سراسر منکر ہے وہ واحد و مہیمن وہم و فکر کے احاطہ سے برتر ہے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں لیکن وہ آنکھوں کو ادراک کر سکتا ہے۔ اس نے اپنی عطا کو خلقت کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور اس کی تقسیم کسی حیلہ وعذر سے متغیر نہیں ہو سکتی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے حق ہے اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے بیشک اس سے وہ دانا لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور وعدہ کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو جس کے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اللہ کی رضامندی طلب کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں۔ اور نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے ظاہر و باطن میں اس کو ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عاقبت کے مالک ہیں۔ اور

انہی کو اللہ تعالٰے دوست رکھتا اور ان کو اپنا قرب عطا کرتا ہے۔ یہی لوگ سعادتمند ہیں اور واالغرار
میں ان کی کیسی خوش نصیبی ہوگی جبکہ حجاب ان کے سامنے سے دور کئے جاوینگے اور احباب کے
منازل میں اتریںگے۔ اور اللہ تعالٰے کے قرب جوار کی نعمت پاوینگے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے
اپنی نعمت ان پر کامل کی اور اپنی ہدایت کے نور سے ان کو گمراہی کے اندھیرے سے نکالا۔
رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ
عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ۔ اور تیرا
رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے اسی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وہی دن کے
بعد رات اور رات کے بعد دن پلٹاتا ہے۔ اور سورج اور چاند کو مسخر کرتا ہے ہر ایک
اپنے وقت مقرر کے لئے چل رہے ہیں۔ خبردار وہی عزیز اور غفار ہے میں اس کی بیشمار اور
عام نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور ایسی شہادت کے ساتھ جس کا کہنے والا ابرار کا مرتبہ پا لیتا
ہے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی
شریک نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور برگزیدہ اور مختار
رسول ہیں ان پر اور ان کی آل اصحاب پر صبح و شام اور دن رات اللہ تعالٰے کی طرف سے
صلوٰۃ و سلام ہو۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ
فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین چاہے اس کا کوئی عمل قبول
نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ والوں میں سے ہوگا۔ اسلام کے معنی انقیاد کے ہیں یعنی اللہ تعالٰے
کی طاعت کے لئے گردن رکھنا۔ اور اگر یہ انقیاد باطن میں تصدیق کے ساتھ ہو تو یہی اسلام صحیح
ہے جو ایمان صحیح سے صادر ہے۔ اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے اللہ تعالٰے کو ایک جاننا اور نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ
کا ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والوں میں سے آیا اور کہنے لگا۔
اے محمد تیرا رسول ہمارے پاس آیا اور ہم کو خبر دی کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو رسول کر کے بھیجا ہے۔
آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ اس نے کہا آسمان کو کس نے پیدا کیا فرمایا اللہ نے پھر کہا کہ زمین
کو کس نے پیدا کیا فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر کہا کہ پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر
کہا کہ اسی ذات کی قسم ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو کھڑا کیا۔ کیا اللہ

نے تجھے بھیجا ہے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے رسول نے ہمیں جتلایا کہ رات دن میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں فرمایا کہ اُس نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا کہ اُسی ذات کی قسم جس نے تجھے بھیجا ہے کیا اللہ تعالےٰ نے تجھے ان کا حکم دیا ہے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اُس نے کہا کہ تیرے رسول نے ہمیں جتلایا کہ ہمارے مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ پھر کہا کہ اسی ذات کی قسم جس نے تجھے بھیجا ہے کیا اللہ تعالےٰ نے تجھے اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کے رسول نے یہ بتلایا کہ سال بھر میں ماہ رمضان کے روزے ہم پر فرض ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ پھر کہا کہ اسی ذات کی قسم جس نے تجھے بھیجا ہے کیا اللہ نے تجھے اس کا حکم دیا ہے فرمایا کہ ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ تیرے رسول نے جتلایا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جس کو ہم میں سے اسکی طاقت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور یہ کہتا تھا مجھے اسی ذات کی قسم ہے جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں ان سے نہ زیادہ کرونگا اور نہ کم کرونگا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس نے تصدیق کی تو ضرور جنّت میں داخل ہو گا۔ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ مَیں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اور شرک اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جاوے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک خشک ٹہنی کو لیکر ہلایا اور اس کے سب پتے جھڑ گئے۔ اور آپ مسکرائے۔ یاروں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ فرمایا کہ بندہ مسلم جب نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح کہ یہ پتے گرے ہیں۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلعم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا ہے جس نے انکے لئے وضو کو اچھی طرح کیا اور اپنے وقت پر ان کو ادا کیا اور ان کے رکوع اور خشوع کو پورے طور پر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے لئے عہد ہے کہ اس کو بخشدیگا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی عہد نہیں ہے خواہ اس کو بخشے خواہ اس کو عذاب کرے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ میٹھے پانی کی نہر۔ جو تم میں سے ہر ایک کے گھر کے آگے بہتی ہو اور ہر دن اس میں پانچ دفعہ غوطہ لگایا جاوے تو پھر بتلاؤ کہ میل کا نام نشان باقی رہ جائیگا

دہرگز نہیں) مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آدمی کا
جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا گھر میں اور بازار میں اکیلے نماز ادا کرنے سے بیس سے کچھ زیادہ درجہ
رکھتی ہے یعنی اگر کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے آوے۔ تو اس ارادے کے لئے جتنے
قدم اٹھاتا ہے ہر ایک قدم کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی اسکی مٹتی
ہے اور جب مسجد میں داخل ہوکر نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے تو اس کا وہ وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے
اور جب تک اس مجلس میں کہ جس میں نماز ادا کی ہے بیٹھا ہے تب تک فرشتے اس پر رحمت بھیجتے
ہیں۔ اور کہتے ہیں یا اللہ اس پر رحم کر یا اللہ اس کو بخش یا اللہ اس کی توبہ کو قبول کر۔ جب تک کہ وہ
ایذا نہ دے اور بیہودہ گفتگو نہ کرے۔ حضرت عثمان ابن عفان رضہ سے روایت ہے آپنے فرمایا۔ کہ
میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا کہ جس شخص نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی گویا وہ نصف رات
جاگا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی گویا وہ تمام رات جاگتا رہا۔ اور حدیث میں ہے کہ جس
شخص کا رات کا ورد فوت ہو جائے اور ظہر سے اوّل اوّل ادا کرلے تو گویا اس نے اسکو اپنے وقت پر ادا کیا۔ روایت
ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب کے بعد چھ رکعت نفل ادا کئے وہ سال کی عبادت کے برابر ہیں اور جس نے
دس رکعت ادا کئے اس کے لئے جنت میں محل بنایا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم سے روایت ہے آپنے
فرمایا کہ خفیہ سجدوں سے زیادہ افضل چیز اور کوئی نہیں ہے کہ جس کے ساتھ بندہ اللہ تعالیٰ کے ہاں
تقرب حاصل کرے۔ بندہ مسلم جو سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے اسکے عوض اس کا ایک درجہ بلند ہوتا
ہے اور ایک برائی اس کی مٹائی جاتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ بندہ کو زیادہ قرب اپنے اللہ سے
اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ سجدہ میں ہو۔ حضرت سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا رہتا
ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس رکھتا ہے۔ اور اس کا حق یہ ہے کہ کلام خیر کے سوا کچھ نہ
کہے۔ حضرت بکر ابن عبداللہ رح فرمایا کرتے تھے کہ اے ابن آدم تجھ جیسا اور کون ہے جب تو اپنے
رب کے ہاں داخل ہونا چاہتا ہے تو وضو کرتا ہے اور مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اپنے مولیٰ سے
مخاطب ہوتا ہے پس وہ تجھے جواب دیتا اور لبیک کہتا ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ
دین کے ارکان چار ہیں صحت عقد۔ اور صدق قصد اور وفاء عہد اور حفظ حد صحت عقد سے
یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ و تعطیل سے اعتقاد صحیح و سالم ہو۔ اور صدق قصد سے
یہ مراد ہے کہ عمل میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص ہو۔ اور وفاء عہد کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے
فرائض کو ادا کیا جاوے۔ اور حفظ حد سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے اجتناب

کریں۔ اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی بندہ مسلم وضو کے لئے مضمضہ اور استنشاق کرتا اور اپنے منہ کو دھوتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو امر کیا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے۔ اور اپنے سر کا مسح کرتا ہے اور ٹخنوں تک اپنے قدموں کو دھوتا ہے۔ پھر نماز پڑھتا ہے اور اللہ کا حمد اور اس کی ثناء ادا کرتا ہے۔ اور اس کی بزرگی بیان کرتا ہے جیسے کہ وہ لائق ہے اور اس کا دل اللہ کے لئے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنی خطاؤں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا آج ہی اس کو ماں نے جنا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی منزلہ کتابوں میں سے کسی کتاب میں فرماتا ہے کہ میرے بندے تیرا کیا حال ہے۔ کہ جب کوئی شخص تیری مجلس میں بیٹھتا ہے اور تجھ سے باتیں کرتا ہے تو تو متوجہ ہو کر اس کی طرف کان لگاتا ہے اور جب کوئی کلام کرنے والا تیرے ساتھ کلام کرتا ہے تو تو اپنے ہمنشین کی تعظیم کے لئے اسکی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن جب تو میرے سامنے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو تیرا دل میرے سوا کسی غیر سے لگا ہوا ہوتا ہے۔ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ تو میرے لئے وہ بات پسند کرے جو میرے سوا کسی غیر کے لئے پسند نہیں کرتا میرے بندے ایسا نہ کر۔ میرے بندے تجھے حیا نہیں آتا۔ کہ اگر تجھے رستہ میں چلتے چلتے تیرے کسی دوست کا خط آجاوے تو راستہ سے الگ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کا ایک ایک حرف بڑے غور اور تدبر سے پڑھتا ہے تاکہ اس کا کوئی مطلب رہ نہ جاوے۔ اور دیکھ میں نے اپنی کتاب تیری طرف نازل کی اور اس میں طرح طرح کے قول بیان کئے اور بار بار اسمیں تاکید کی۔ تاکہ تو اس کے طول وعرض میں تامل کرے۔ پھر تو اس کی طرف سے منہ موڑتا ہے کیا میں تیرے نزدیک تیرے کسی دوست سے بھی کم درجہ رکھتا ہوں۔ اے میرے بندے جب تیرا کوئی دوست تیرے پاس بیٹھتا ہے تو پورے طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس کی باتوں کو دل سے سنتا ہے۔ اور اگر کوئی اور کلام کرنے والا کلام کرے یا کوئی اور شغل اسکی بات سننے سے مانع ہو۔ تو تو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے دیکھ میں تیری طرف متوجہ ہوں اور تیرے ساتھ مخاطب ہوں۔ اور تو اپنے دل کے ساتھ میری طرف سے روگردانی کرتا ہے۔ کیا تو نے مجھ کو اپنے دوست سے بھی بہت کم رتبہ والا سمجھا ہے۔ اے میرے بندے ایسا نہ کر حضرت ابوبکر رضؓ جب نماز کا وقت آجاتا تو اس طرح فرمایا کرتے۔ اے بنی آدم اٹھو اور اپنی آگ کو جس کو تم نے خود بھڑکایا ہے بجھا لو۔ روایت ہے کہ حضرت داؤد ؑ نے عرض کی کہ یا اللہ کون تیرے

گھر میں رہتا ہے اور تو کس کی نماز کو قبول کرتا ہے پس اللہ تعالے نے وحی کی۔ اے داؤد کہ میرے گھر میں وہ شخص رہتا ہے اور میں اسکی نماز کو قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے لئے تواضع کرتا ہے اور اپنے دن کو میرے ذکر میں گزارتا ہے اور میرے لئے شہوتوں کو چھوڑتا ہے۔ اور میرے لئے بھوکے کو کھاتا اور مسافر کو پناہ دیتا ہے اور مصیبت زدہ پر رحم کرتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسکو دیتا ہوں اور جہالت میں اسکے لئے حلم اور غفلت میں ذکر اور ظلمت میں نور ظاہر کرتا ہوں۔ اس کی مثال اور لوگوں میں ایسی ہے جیسے کہ فردوس کی مثال اور جنتوں میں جس کی نہ نہریں خشک ہوتی ہیں اور نہ ہی اسکے پھل متغیر ہوتے ہیں۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ فرائض کے ادا کرنے سے زیادہ افضل کسی چیز کے ساتھ میرے بندے نے میرا تقرب حاصل نہیں کیا۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میری محبت ظاہر کرتا رہتا ہے۔ حتے کہ میں اس کو دوست رکھنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے غرض کہ وہ میرے ساتھ ہی سنتا اور میرے ساتھ ہی دیکھتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے نے قیامت کے دن جہاں کہ اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں لے لیگا ایک امام عادل۔ دوسرے وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ تعالے کی عبادت میں صرف کی تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد سے معلق ہے۔ یعنی جب مسجد سے نکلتا ہے پھر اسی کی طرف آنے کی فکر میں رہتا ہے۔ چوتھے وہ دو شخص جنہوں نے باہم اللہ تعالے کے لئے محبت لگائی اسی محبت پر وہ جمع ہوئے اور اسی پر متفرق ہوئے۔ پانچویں وہ شخص جس کو خوبصورت عورت اپنی طرف برے ارادے سے بلائے اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ میں اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں چھٹے وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روئے۔ ساتویں وہ شخص جو صدقہ اس طرح پوشیدہ دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔ اللہ تعالے نے مومنوں کو ارکان اسلام کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے اور اس طرح ارشاد کیا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ یعنی اے ایمان والو اپنے دلوں کے ساتھ تصدیق کرو۔ اور اپنے اعضا و جوارح کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو۔ اور سب قسم کی بھلائی کے کام کرو۔ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ یعنی اللہ تعالے کی طاعت بجالانے میں اپنے دشمنوں اور ہوا وحرص کے ساتھ مجاہدہ کرو۔ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ یعنی اس نے تم کو چن لیا اور ایمان اور اسلام سے تم کو خاص کیا۔

وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنی دین میں تم کو ایسے امر کی تکلیف نہیں دی جو تمہاری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب توبہ کو مقبول فرمایا ہے تو اس سبب سے حرج دور ہو چکا۔ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ یعنی مذہب میں تم کو اس قدر وسعت دی ہے جس قدر مذہب ابراہیم میں وسعت تھی۔ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے تمہارا نام لوح محفوظ میں مسلمین لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں اور اس کتاب یعنی قرآن مجید میں ہے۔ کہ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ یعنی رسول تم پر گواہ ہے کہ کون تم میں سے ایمان لایا۔ اور کس نے انکار کیا۔ اور تم گذشتہ امتوں پر گواہ ہو۔ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ یعنی نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اپنی تمام مہمات و کاروبار میں اللہ پر بھروسہ رکھو نہ کہ اپنے اعمال پر۔ ھُوَ مَوْلٰکُمْ یعنی ہر حال میں وہی تمہارا ناصر و مددگار ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ یعنی اپنی مہربانی سے تمہارے کاموں کا سرانجام دینے والا اور کارساز وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو رحمت سے موسوم کیا ہے اور اس طرح فرمایا ہے۔ وَاٰتَانِیْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِہٖ اس آیت میں رحمت سے مراد ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو رحمت سے موسوم کیا ہے جیسے کہ اس نے فرمایا ہے یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ یہاں رحمت سے مراد اسلام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو بھی رحمت سے موسوم فرمایا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ اور اللہ تعالیٰ نے توفیق کو بھی رحمت سے موسوم کیا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا یہاں رحمت سے مراد توفیق ہے۔ اور رسول کا نام بھی رحمت ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور بارش کا نام بھی رحمت ہے وَھُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ اور جگہ فرماتا ہے فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا ان دونوں آیات میں رحمت سے مراد بارش ہے۔ پس مینہ کا اثر نباتات کا زندہ ہونا ہے اور ایمان کا اثر خیرات پر ثابت قدم رہنا ہے اور اسلام کا اثر نمازوں کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور واجبات میں قیام کرنا ہے اور قرآن مجید کا اثر مناجات کی محبت اور خلوت کا اختیار کرنا اور مصیبت اور فقر و فاقہ کی شکایت کو ترک کرنا ہے اور توفیق کا اثر طاعات کو بجا لانا اور برائیوں سے ہٹ جانا ہے اور رسول کا

اثر اس کے امر کو ماننا اور ہر حال میں اُسکی سنت کے تابع ہونا ہے۔ جس زمین پر بارش نہ پڑے اس کا نفع قلیل ہوتا ہے۔ اور جو دل ایمان سے محروم ہے اسکی موت طویل ہے اور جو بدن اسلام میں مشتعل نہ ہو وہ ننگا اور بیمار ہے اور جو زبان قرآن مجید کو نہیں پڑھتی وہ گُنگ اور گونگی ہے اور جس عامل کو توفیق نصیب نہیں ہے اس کا عمل ایک حیلہ ہے۔ اور جس گنہگار کو حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو وہ حقیر و ذلیل ہے۔ پس جب تو زمین مُردہ کو دیکھے تو جان لے کہ اللہ تعالےٰ نے اسکی طرف رحمت نہیں بھیجی اور جب تو کسی دل کو نیت اور احسان سے غافل دیکھے تو جان لے کہ اسمیں ایمان کے آثار نہیں پہنچے اور جب تو کسی بدن کو مکتوبہ یعنی فریضہ کے ادا کرنے میں سستی کرتا دیکھے تو جان لے کہ اسلام کے آثار اس سے محجوب ہیں اور جب تو کسی حامل قرآن کو نافرمانی پر اٹھا ہوا دیکھے تو جان لے کہ وہ محروم اور خوار ہے اور اُسکے دل میں قرآن اس کو لعنت کرتا ہے اور جب تو کسی انسان کو تحقیق سے ہٹا ہوا دیکھے تو جان لے کہ توفیق کا اثر اس کو نہیں ملا۔ اور جب تو کسی بندے کو جفاء اور بیوفائی کرتا دیکھے تو جان لے حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی برکت اس سے دُور ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو اپنی رحمت کے مینہ سے زندہ کرے اور اپنی خدمت میں کھڑا ہونے کے لئے ہم کو توفیق دے۔ اور ہم کو حضرت مصطفےٰ کی اُمت میں سے بہتر اور اُس کی سنت کا تابعدار بنا دے۔ اور ہمارے دلوں کو اُس کے رستے کے برخلاف نہ چلائے وہی رحیم و تواب اور کریم و وہاب ہے ؞

فصل انتیسویں اُمت محمدی کی فضیلت میں

اللہ تعالےٰ کا حمد ہے جس نے ہر ایک چیز کو اپنے اپنے اندازہ کے موافق پیدا کیا۔ اور اُس کو ہر ایک مخلوق کے مورد اور مصدر کا علم ہے اُس نے ہر ایک مخلوق کی قضا و قدر کو ام الکتاب میں لکھدیا ہے جس کو وہ مقدم کرے اس کو کوئی مؤخر نہیں کر سکتا ہے اور جس کو وہ مؤخر کرے اس کو کوئی مقدم نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے قدم و بقاء اور عزت و کبریا میں یگانہ ہے عقلیں اسکی ادراک سے قاصر اور زبانیں اسکی تعریف کے احاطہ کرنے سے کوتاہ ہیں۔ وہ قدوس اور صمد اور واحد اور احد ہے۔ اور موجودات کے پیدا کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہ حی و علیم اور قدیر اور سمیع اور بصیر اور لطیف و خبیر ہے اور بندہ کا کوئی پوشیدہ اور مخفی راز اس سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ وہ اپنی قدیم اور ازلی کلام کے ساتھ متکلم

ہے جس کو اس نے نصیحت کے لئے بھیجا ہے اب جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے فی صُحُفٍ مُکَرَّمَۃٍ مَرْفُوْعَۃٍ مُطَہَّرَۃٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے اسکی صفات کمال سے انکار کیا اور قرآن مجید کے ساتھ جدال سے پیش آیا۔ ہائے افسوس اس کو کفر پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ اور افسوس ہے اس شخص کی حالت پر جس نے اسکی شبیہ و مثال بیان کی۔ گویا اس نے بہت ہی بڑی بدعت کو جاری کیا۔ اور مبارکباد دی، اس شخص کے لئے جو اسی جگہ کھڑا رہا جہاں تک مولیٰ نے اس کو کھڑا کیا ہے اور جو کچھ رسُول نے اسکو پہنچایا اور خبر دی ہے اس سے تجاوز نہیں کیا۔ ہاں کتاب و سنت کا سورج ہر دم چڑھا رہتا ہے اور ہر گھڑی چمکتا رہتا ہے اس کے آگے کسی قسم کا غبار اور بادل نہیں ہے لیکن ہر ایک کی اپنی اپنی قسمت ہے جو مالک نے تقسیم کی ہے جس کو چاہتا ہے اندھا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور بینائی کی آنکھ عطا کرتا ہے آدمؑ کو اس نے مٹی سے پیدا کیا۔ اور اس کو اپنی دار کرامت میں جگہ دی۔ حتیٰ کہ شیطان نے اس کو بہلا کر دانہ منہی عنہ کے کھانے پر آمادہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے اُس کو جنت سے نکال دیا۔ پھر اس کی توبہ کو قبول کر کے اُس کو اپنا برگزیدہ اور خاص بندہ بنا لیا۔ اور حضرت ادریسؑ کو بلند مرتبہ پر اٹھا لے گیا جو ہر دم کے ساتھ اللہ کی تسبیح اور ذکر کرتا تھا۔ اس سے کچھ مدت کے بعد حضرت نوحؑ کو بہت لمبی عمر دے کر بھیجا اور اس کو جھٹلانے والوں اور کافروں کے ہلاک کرنے میں اسکی دعا کو قبول کیا۔ اور قوم عاد کو ہوا سے ہلاک کر ڈالا اور ہودؑ کو نجات اور مدد دی۔ اور قوم ثمود کو ایک چیخ سے مار ڈالا اور حضرت صالحؑ کو صحیح سلامت بچا لیا۔ اور اس نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنا لیا اور اس کے دشمن نمرود کو تباہ کر دیا۔ اور حضرت لوطؑ کو نجات دی اور اس کی قوم کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور حضرت ابراہیم خلیلؑ کو بڑھاپے میں اسحاقؑ عطا کیا اور یعقوبؑ کا وعدہ دیا اور حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ دیا جبکہ اس نے اُس کے حکم کو مان لیا اور صبر جمیل سے ثابت رہا۔ اور حضرت یعقوبؑ کو اپنے دوست کی قمیص کے وقت بینائی بخشی اور حضرت یوسفؑ کو قید خانہ سے نکال کر ملک کا بادشاہ بنایا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کلام کی۔ اور اس کو فرعون پر نصرت اور فتح دی۔ اور حضرت ایوبؑ کو امتحان اور آزمائش کے بعد عافیت بخشی۔ اور حضرت داؤدؑ کو رسالت اور ملک دیا۔ اور اُس نے جالوت کو قتل کیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کو زمین کی سلطنت دیکر تمام جابروں اور قاہروں پر اُس کو غلبہ دیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔

اور دجال کو قتل کرنے کا اس کو وعدہ دیا۔ اور سید الاولین و الآخرین حضرت محمد خاتم النبیین کے ساتھ انبیا و مرسلین کو ختم کر دیا اور ان کو اپنی تمام مخلوقات میں سے چن لیا اور برگزیدہ کر لیا۔ وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ان کا کچھ اختیار نہیں ہے میں اُس کی خیر و نعمت پر جو اس نے ہم پر بخشی اس کا حمد کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بدکاروں کے عمل پر مطلع ہو کر پردہ ڈالتا ہے اور عاصی کی توبہ کو قبول کرکے اس کے گناہوں کو بخشتا اور معاف کرتا ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ جن کے ذریعے سے ہدایت کا راستہ واضح اور روشن ہو گیا ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ صلوٰۃ و سلام ہو۔ جس کے باعث ان کو دنیا اور آخرت کا شرف حاصل ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت تمام امتوں سے بہتر ہے۔ اور اس اُمت کا نبی تمام نبیوں سے افضل ہے۔ اور وسط شئے سے مراد اس شئے کا بہتر ہے۔ اور واسطۃ العقد ہار کے بڑے موتی کو کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ تمام رسول اپنے اپنے تبلیغ احکام کی نسبت پوچھے جاوینگے۔ اور سب کے سب احکام کے پہنچا دینے کا دعوے کرینگے لیکن ان کی قوم کے کافر لوگ انکار کرینگے اور کہینگے کہ اس نے ہم کو کوئی حکم نہیں پہنچایا پس امت محمدی ان پر گواہی دیگی جیسے کہ قرآن میں ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی صداقت پر گواہ ہونگے۔ اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کو صالحین سے موسوم کیا ہے اور فرمایا ہے وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھدیا ہے کہ میرے صالحین بندے زمین کے وارث ہونگے اس زمین سے مراد وہ زمین ہے جس کو مسلمانوں نے فتح کیا ہے یعنی حجاز و عراق و شام و مصر وغیرہ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس زمین سے مراد جنت کی زمین ہے اور جگہ فرمایا ہے وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہم کو صالحین قوم کے ساتھ داخل کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کو فلاح سے موصوف کیا ہے۔ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ مومن خلاصی پا گئے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے

اس امت کو خیر سے موصوف کیا ہے اور فرمایا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی تم
اللہ تعالیٰ کے علم اور لوح محفوظ میں تمام امتوں سے بہتر تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ تم ستر امتوں کا تتمہ ہو ان سب میں سے تمہاری امت
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر اور برتر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لئے
تمام لوگوں سے بہتر ہیں کہ ان کو زنجیروں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لاتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے
نے اس امت کی وصف عدالت کے ساتھ کی ہے اور فرمایا ہے لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔
تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ نے جب لوحوں کو پڑھا اور
ان میں حضرت محمدؐ کی فضیلت دیکھی تو عرض کیا کہ یا اللہ یہ امت مرحومہ کونسی ہے جس کی تعریف
و فضیلت الواح میں پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امت محمدی ہے جو مجھ سے تھوڑے پر
جو ان کو دونگا راضی رہینگے۔ اور میں بھی تھوڑے سے عمل پر ان سے راضی ہونگا۔ اور لا الہ
الا اللہ کی شہادت سے ان کو جنت میں داخل کرونگا۔ پھر حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کی یا اللہ
میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو قیامت کے دن اس طرح اٹھینگے کہ ان کے چہرے چودھویں
رات کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے۔ ان لوگوں کو میری امت بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ امت
محمدی ہے کہ جن کو میں قیامت کے دن پنج کلیان گھوڑوں کی طرح اٹھاؤنگا۔ پھر حضرت موسےٰ ؑ
نے عرض کی یارب میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ جن کی زاد راہ ان کی پیٹھوں پر اور
تلواریں ان کے کندھوں پر ہونگی۔ اور وہ عبادت خانوں کے رئیس اصحاب ہونگے اور ہر طرف
جہاد کے طالب ہونگے۔ حتّیٰ کہ دجال سے لڑائی کرینگے ان کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ یہ امت احمدؐ ہے۔ پھر عرض کی یارب میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو دن اور
رات میں پانچ نمازیں ادا کرینگے اور ان کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاوینگے۔ اور ان پر
فرشتے نازل ہونگے ان کو میری امت بنادے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ امت احمدی ہے۔ پھر عرض
کی یارب میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ زمین ان کے لئے مسجد اور طہور ہوگی اور غنیمتوں کا
مال ان کے لئے حلال ہوگا ان کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمدؐ ہے
پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایک امت پاتا ہوں جو تیرے لئے ماہ رمضان کے روزے
رکھینگے اور ان کے گذشتہ گناہ معاف کئے جاوینگے ان کو میری امت بنادے فرمایا یہ امت
احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو تیرے لئے کعبہ کا حج کرینگے اور

اس سے ان کا اور کچھ مقصود نہ ہوگا۔ اور شوق کے مارے ہر دم تیری طرف روتے رہینگے۔ ان کو میری اُمّت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُمّت احمدی ہے۔ پھر عرض کیا یا اللہ تو اس مہان کو کیا دیگا۔ فرمایا کہ میں ان کو بخشوں گا اور دوسروں کے لئے ان کو شفیع بناؤنگا۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی اُمّت پاتا ہوں۔ جو چارپاؤں کو چرائینگے اور گناہوں سے استغفار کرینگے ان میں سے ہر ایک جب لقمہ اپنے منہ کی طرف لیجاویگا نوبت تک پہنچنے سے اول اول وہ بخشا جاویگا۔ تیرے نام سے کھانا شروع کرینگا اور تیری حمد سے ختم کرینگا۔ ان کو میری اُمّت بنادے فرمایا کہ یہ اُمّت احمدی ہے۔ پھر عرض کیا یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جو قیامت کے دن سب سے آگے ہونگے حالانکہ پیدائش میں سب سے آخیر ہونگے ان کو میری اُمّت بنا دے۔ فرمایا کہ یہ اُمّت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ ان کی انجیلیں ان کے سینوں میں ہونگی جن کو وہ پڑھتے رہینگے۔ ان کو میری اُمّت بنا دے فرمایا کہ یہ امت احمد ہے پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی اُمّت پاتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی شخص نیکی کا ارادہ کریگا تو پھر اگر وہ نیکی نہ کرسکیگا تو صرف ارادہ ہی سے اس کو ایک نیکی کا ثواب حاصل ہوگا اور اگر اس نیکی کو کرلیگا تو اس کو دس گنا زیادہ ثواب ملیگا۔ بلکہ سات سو گنا تک اجر ملیگا۔ ان کو میری امت بنا دے فرمایا اللہ نے کہ وہ اُمّت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کسی بُرے کام کا ارادہ کریگا تو جب تک اس کو نہ کریگا اس کے نام نہ لکھا جاویگا اور اگر اس بُرے کام کو کریگا تو صرف ایک ہی بُرائی اس کے نام لکھی جاویگی۔ ان کو میری اُمّت بنا دے۔ فرمایا اللہ نے کہ وہ امت احمدی ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں کہ جو تمام لوگوں سے بہتر ہے وہ نیکی کا حکم کرینگے اور بُرائی سے روکینگے ان کو میری اُمّت بنا دے فرمایا کہ وہ اُمّت احمد ہے۔ پھر عرض کی کہ یا اللہ میں الواح میں ایسی اُمت پاتا ہوں جو قیامت کے دن تین گروہوں میں بٹینگے ایک گروہ بغیر حساب کے جنت میں جاویگا اور دوسرے گروہ کا تھوڑا سا حساب لیا جاویگا۔ اور تیسرے گروہ کا چھان بین سے حساب لیا جاویگا پھر جنت میں داخل ہو جاوینگے۔ ان کو میری اُمّت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ امت احمد ہے پھر عرض کی یا اللہ تو نے حضرت محمد اور ان کی امت کے لئے اس قدر فضل و خیر دیا ہے تو مجھے بھی اس اُمّت میں سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَا مُوْسٰی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ اے موسیٰ میں نے اپنی رسالت

اور کلام کے ساتھ لوگوں سے تجھے برگزیدہ کرلیا ہے۔پس جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں اس کو لے لے
اور میرا شکر ادا کر۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک
دن اپنے یاروں کو فرمایا کہ تم اس آیت میں کیا کہتے ہو۔ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا۔
(تو طور کے پاس نہ تھا جب کہ ہم نے پکارا) یاروں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ
جانتا ہے۔پھر آپ نے فرمایا کہ جب موسٰی ع اللہ تعالٰے سے ہمکلام ہوئے تو عرض کی یا اللہ کیا
تو نے مجھ سے بڑھ کر عزت و اکرام والا بھی کسی اور کو پیدا کیا ہے۔تو نے مجھے تمام لوگوں سے
برگزیدہ کیا اور طور سیناء پر مجھ سے کلام کی پس اللہ تعالٰے نے فرمایا۔کہ اے موسٰی ع کیا تو نہیں
جانتا کہ حضرت محمد میرے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ مکرم ہے۔میں نے جب اپنے
بندوں کے دلوں میں نظر کی۔تو تیرے دل سے زیادہ تواضع والا کسی دل کو نہ پایا۔اسی لئے
میں نے تجھ کو اپنی رسالت و کلام کے ساتھ سب لوگوں سے چن لیا۔اور تو توحید اور حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مرا۔پھر حضرت موسٰے ع نے عرض کی یا اللہ تیرے نزدیک
میری اُمت سے زیادہ عزت والی اُمت کوئی اور بھی ہے تو نے میری اُمت پر بادلوں کا سایہ
کیا اور ان کے لئے من و سلوٰی اُتارا۔پس اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ اے موسٰی ع کیا تو نہیں جانتا
کہ تمام اُمتوں پر اُمت محمدی کی فضیلت ایسی ہے۔جیسے کہ تمام خلقت پر میری فضیلت۔پھر حضرت
موسٰی ع نے عرض کی۔کیا میں ان کو دیکھونگا۔فرمایا تو ہرگز ان کو نہ دیکھ سکیگا۔لیکن اگر تو چاہتا
ہے کہ ان کی کلام کو سُنے تو ہوسکتا ہے۔عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں۔پس اللہ تعالٰے نے
پکارا اے اُمت محمد پس سب نے ایک ہی آواز سے لبیک کہتے ہوئے اپنے باپوں کی پیٹھوں
میں جواب دیا۔ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔پھر اللہ تعالٰی نے فرمایا۔تم پر میری رحمت ہو۔میری رحمت
میرے غضب سے اور میرا عفو میرے عذاب سے بڑھا ہوا ہے۔اور میں تم کو بخشتوں گا پیشتر
اس کے کہ تم مجھ سے بخشش طلب کرو۔اور پیشتر اس کے کہ تم مجھے بلاؤ اور پکار دیں تمہاری دعا
کو قبول کرونگا۔اور سوال کرنے سے پہلے تم کو دونگا۔اور تم میں سے جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی شہادت کے ساتھ مجھ سے ملیگا۔میں اس کے گناہوں کو بخشونگا۔پس اللہ تعالٰے نے مجھ پر
اس امر کا احسان جتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تو طور کے جانب میں موجود نہ تھا جبکہ ہم نے
تیری اُمت کو پکارا تھا۔اور کعب الاحبار سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے توریت
میں دیکھا۔کہ اُمت محمدی کے لوگ صبح کی نماز پڑھ کر تسبیح و تہلیل کرینگے۔اور ان کو انبیاء کا سا

ثواب ملیگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ نور کی چھڑی ہوگی جس سے مراد اسلام ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ قیامت کے دن وہ اپنے رب کو دیکھینگے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ زمین پر چلینگے ایسے حال میں کہ ان کے گناہ معاف ہونگے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر دن پانچ نمازیں پڑھینگے۔ اور ہر رکوع اور سجود کے بدلے ان کی مغفرت ہوگی۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اگر کوئی ان میں سے سجدہ میں گریگا۔ تو سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے ہی بخشا جاویگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر دن میں پانچ بار نمازوں کے وقت جنت ان کی مشتاق ہوتی ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ ہر سال میں ایک مہینہ یعنی ماہ رمضان کے روزے رکھینگے۔ اور ہر دن ان کو دوزخ سے پانچسو سال کی مسافت دوری حاصل ہوگی۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ان کے لئے مبارکبادی ہے اور اچھی جگہ ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ موت ان کے گناہوں کا کفارہ اور تپ ان کے لئے آگ سے بچاؤ ہوگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی تطوع یعنی مستحب ادا کریگا۔ تو اس کو دوسروں کے فرض ادا کرنے کا اجر ملیگا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ حضرت آدم ؑ کا سا بیت اللہ کا حج کرینگے۔ اور حضرت ابراہیم ؑ کی سی سنت پکڑینگے پس ان کو حضرت آدم ؑ کی سی شفاعت اور حضرت ابراہیم ؑ کی سی دوستی عطا ہوگی۔ اور میں نے پایا ہے کہ وہ ہر سال زکوٰۃ دیا کرینگے جس سے ان کی عمریں اور مال زیادہ ہونگے۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ میں ان پڑھوں میں سے ایک ایسا رسول بھیجنے والا ہوں۔ جو سخت خو اور درشت اور بازاروں میں زور سے چلانے والا اور بیہودہ بکنے والا نہیں ہے۔ پس اس کو ہر ایک عمدہ خصلت سے آراستہ کرونگا اور ہر خلق جمیل اسکو بخشونگا۔ اور اس کی زبان پر سکینہ اور اس کے دل میں تقوےٰ اور اس کی گفتگو میں حکمت اور اسکی طبیعت میں صدق و وفا اور اس کی عادت عفو و احسان اور اس کی شریعت کو حق اور اس کی سیرت کو عدل اور اس کے مذہب کو اسلام بناؤنگا۔ اور اس کے سبب سے پست سے بلند اور مفلس سے غنی کرونگا۔ اور اس کے ذریعے گمراہی سے ہدایت کی طرف لاؤنگا۔ اور اس کے طفیل سے متفرق دلوں اور مختلف خواہشوں میں اُلفت ڈالونگا۔ اور اس کی امت کو اپنے نبی کے ساتھ ایمان اور توحید اور اخلاص بجالانے کے باعث تمام امتوں میں سے بہتر بناؤنگا۔ اور ان کو مسجدوں اور نمازوں اور گھروں اور خوابگاہوں میں اپنی تسبیح اور تحمید اور تمجید سکھاؤنگا۔ اور وہ میری رضامندی کی طلب

میں اپنے مالوں اور گھروں سے نکل جاوینگے۔ اور صف بستہ میری راہ میں لڑینگے۔ اور قیام اور رکوع اور سجود کرکے میرے لئے نمازیں پڑھینگے۔ ان کے خون ان کی قربانی اور انکی انجیلیں ان کے سینوں میں ہونگی۔ ہر شرف اور فضل سے مجھ کو بڑا جانینگے۔ وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہونگے۔ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ اور میں بڑے فضل والا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے میں اللہ ہوں میرے سوائے کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ اور محمدؐ میرا مختار بندہ اور رسول ہے اس کی امت کے لوگ بہت حمد کرنے والے ہیں۔ اور سورج کو نگاہ رکھنے والے ہیں۔ ان میں ایسی نماز ہے کہ اگر وہ قوم نوحؑ میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتے۔ اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو ہوا سے تباہ نہ ہوتی۔ اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو چیخ سے برباد نہ ہوتی۔ جاننا چاہئیے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام امتوں میں سے امت محمدی کو پسند فرمایا ہے اور اس امت میں سے بہتر لوگ اس امت کے علماء ہیں۔ اور جاننا چاہئیے کہ یہ امت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اصحاب ہے کیونکہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور وحی اور تنزیل کا مشاہدہ کیا۔ پھر ہر قرن میں سے بہتر لوگ اس امت کے علما ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۔ کہ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں۔ اور وہ جو نہیں جانتے۔ اور فرماتا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا جس کو حکمت ملی اس کو بہت خیر دیگئی۔ اور فرماتا ہے وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۔ اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد دین میں فقہ کا ہونا اور اللہ کے خوف سے دل میں نرمی پیدا ہوتا ہے۔ نیز امام مالکؒ امام شافعیؒ کو وصیت کے طور پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں نور ڈالا ہوا ہے اس کو گناہوں کی سیاہی سے نہ بجھا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی بزرگی یہی ہے جیسے میری بزرگی تم میں سے ایک ادنے شخص پر۔ اور عالم اور عابد کے درمیان ستر درجوں کا فرق ہے اور ہر ایک درجے کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ جو آج علم سیکھتا ہے اللہ تعالےٰ اسکے لئے جنت کی طرف راستہ کھول دیتا ہے اور اس پر آسمان کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں رحمت بھیجتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت

ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت باقی ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء کی وارث
ہیں۔ علماء کی مثال زمین پر ایسی ہے جیسے ستاروں کی مثال آسمان پر جن سے ہدایت پاتے
ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالےٰ تمام علماء کو ایک جگہ جمع کریگا۔ اور ان کو فرمادیگا
کہ اگر میں تمہیں عذاب دینا چاہتا۔ تو تم کو اپنی حکمت سپرد نہ کرتا۔ جاؤ میری رحمت سے
جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کرینگے۔ اول انبیاء دوسرے
علماء تیسرے شہداء۔ جو مومن علم کا ایک حرف سیکھتا ہے جس کا سیکھنا اس کے لئے ضروری
ہے۔ تو وہ عالم کے پاس سے اُٹھنے سے پہلے ہی بخشا جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ عالم کے
چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ اور جس نے کسی عالم کی ضیافت کی وہ قیامت کے دن
اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔ اور عالم سے مراد وہ عالم ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
کا عالم ہو۔ اور امام و پیشوا ہو کہ اللہ کی معرفت اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی معرفت میں لوگ
اس کی اقتدار کریں۔ اور جب تک کوئی عالم اللہ تعالےٰ کے فرائض کو ادا کرنے والا اور اللہ تعالیٰ
کے محرمات سے بچنے والا اور اللہ تعالےٰ کے دین کا محافظ نہ ہو۔ تب تک اس کی اقتدار
جائز نہیں۔ حضرت عیسےٰؑ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے علم پڑھا اور اس پر عمل کیا ایسے شخص
کو آسمان کی ملکوت میں عظیم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ جب ایک دفعہ تم کو علم دے چکا۔ تو
پھر تم سے علم کھینچ نہیں لیگا۔ بلکہ علماء کے قبض کرنے سے علم کو بھی لے لیگا۔ پس جاہل لوگ
باقی رہجاوینگے۔ جو اپنی رائے کے موافق فتوے لیتے دیتے رہینگے اور خود بھی گمراہ ہونگے
اور اوروں کو بھی گمراہ کرینگے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت سے
پہلے ستر مکر و فریب ہونگے۔ جن میں جھوٹا سچا اور سچا جھوٹا ہوگا۔ اور امانتی خیانت
کریگا۔ اور خیانتی کو امانت دار جانینگے۔ اور جاہل دانائی کی باتیں کرینگے حضرت عمر ابن
خطاب رض نے کعب الاحبار رح کو فرمایا کہ اُمت محمدی پر سب سے زیادہ خوفناک امر کیا ہے۔ فرمایا کہ
گمراہ کرنیوالے امام۔ حضرت عمر رض نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی
مجھے پوشیدہ یہی بات بتائی تھی۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ خیر عطا کرنا چاہتا
ہے اُس کو دین میں فقہ عطا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جس
شخص نے قرآن مجید کو حفظ کیا اُس نے گویا نبوت کو اپنے دونوں پہلوؤں میں مندرج پایا۔ صرف

اتنی بات ہے کہ اُس کی طرف وحی نہیں ہوتی حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کا اٹھانے والا
گویا اسلام کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہے اُس کو لائق نہیں ہے کہ کھیلنے والوں کے ساتھ
کھیلے یا غافلوں کے ساتھ ملکر غفلت کرے اس کو چاہئے کہ قرآن مجید کی تعظیم کا حق بجالائے
رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ دین کی فقہ سے زیادہ افضل
عبادت اور کسی چیز میں نہیں ہے۔ اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بڑھ کر سخت ہے۔
ایک شخص نے حضرت ابوہریرہؓ سے عرض کی۔ کہ میں علم سیکھنا چاہتا ہوں لیکن میں ڈرتا
ہوں کہ اس کو ضائع کردوں۔ اور اس پر عمل نہ کرسکوں۔ فرمایا کہ ضائع کرنے سے اس کا ترک کرنا
کافی ہے بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ عقلمند جب تجھ کو دوست رکھے تو مودت اور نصرت
میں پوری پوری کوشش بجالاتا ہے اور جب تیرے ساتھ بغض کرے تو حتی المقدور
ظلم سے ہاتھ کوتاہ رکھیگا۔ اور جب تو اُس کے ساتھ احسان کرے تو احسان کو مانیگا اور اس
کا شکر ادا کریگا۔ اور اگر تیری طرف سے اس کو بُرائی پہنچیگی تو پردہ ڈالیگا اور معاف کریگا اور
احمق آدمی جب تو اس سے قرب حاصل کریگا تو وہ تکبر کریگا اور جب تو اس سے دور ہوگا
تو وہ بگڑجاویگا اور جوں جوں تو اُس کے درجے کو بلند کریگا تیرے درجے کو اسی قدر وہ
گراتا جاویگا۔ حضرت سلیمان بن داؤدؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ عقل کی چادر
سے زیادہ افضل اور خوبصورت چادر اور کوئی انسان کو نہیں پہنائی گئی۔ اگر ٹوٹ جاوے
تو عقل جوڑ دیتی ہے۔ اور اگر پھسل جاوے تو اُس کو اُٹھا دیتی ہے اور اگر ذلیل ہو جاوے
تو عزت دیتی ہے اور اگر ٹیڑھا ہو جاوے تو عقل سیدھا کر دیتی ہے اور اگر محتاج ہو جائے
تو غنی کر دیتی ہے۔ اور اگر اس کا پردہ فاش ہو جائے تو ڈھانپتی ہے۔ اور اگر لوگوں کے پاس
کھڑا ہو جاوے تو اس پر رشک کرتے ہیں۔ اور اگر غائب ہو جاوے تو اس کے مشتاق
ہوتے ہیں۔ اور اگر بولے تو کہتے ہیں کہ بڑا بلیغ ہے اور اگر خاموش ہووے تو کہتے ہیں کہ
بڑا دانا ہے اور اگر مزح کرے تو کہتے ہیں بڑا سخی ہے۔ اور اگر بند رکھے تو کہتے ہیں کہ اعتدال
پر چلنے والا ہے اور اگر کسی کو نصیحت کرے تو کہتے ہیں کہ ناصح ہے اور اگر خاموش ہووے
تو کہتے ہیں کہ شفیق ہے اور اگر افطار کرے تو کہتے ہیں کہ معذور ہے۔ اور اگر روزہ رکھے
تو کہتے ہیں بڑا اچھا روزہ رکھنے والا ہے بس عقل ایمان کا سرمایہ ہے جس کے ساتھ دنیا دار دنیا میں اور
جنت والے اپنے درجوں میں ایک دوسرے پر فضیلت اور بزرگی پاتے ہیں۔

اور عقلمند جب خطا کرتا ہے تو پھر اس سے رجوع کرتا ہے اور اگر برائی کرتا ہے تو پھر نیکی کرتا ہے اور عقل عقلمند کو بہتر انجام کی طرف لوٹاتی ہے۔ حضرت علی بن موسیٰ رضا فرماتے ہیں کہ تمام مصیبتوں سے بڑھ کر مصیبت علماء کی موت ہے۔ حضرت ذوالنون رح فرمایا کرتے تھے افسوس افسوس پھر افسوس رستے بیکار ہوگئے اور سالک کم ہوگئے اور اعمال چھوڑ دئیے گئے اور رغبت کرنیوالے کم ہوگئے اور یہ کام پرانا ہوگیا۔ اب یہ امر سوائے بیہودہ بکنے والے کی زبان کے کہیں نظر نہیں آتا۔ جو علم کی باتیں کرتا اور عمل کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور رخصتوں کا فرش بچھاتا اور تاویل کا بستر اڑاتا ہے۔ ہائے افسوس عالم عابد اور ناطق حکیم کہاں چلے گئے۔ ان کے دل دنیا کی طرف کس طرح ساکن ہوگئے۔ اور آسمان کے ملکوت سے کیونکر منقطع ہوگئے۔ اور سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ سلف صالحین عالم فاجر اور عابد جاہل کے فتنہ سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ پناہ مانگتے تھے۔ کیونکہ ان کے فتنوں میں ہر ایک مفتون آجاتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن عیینہ رح سے لوگوں نے پوچھا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ ندامت کس کو ہوگی۔ آپ نے فرمایا دنیا میں تو اس شخص کو جو ایسے آدمی کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ جو اس کا شکر نہیں کرتا۔ اور آخرت میں عالم مفرط یعنی حد سے تجاوز کرنے والے عالم کو۔ شعر

یَا عَالِمًا اَنْتَ الْاَمِیْرُ وَلَیْسَ مِنْ   شَانِ الْجَبَانِ سِیَاسَۃُ الْاَبْطَالِ

یَا اَعْمَشًا تُبْرِی الْعُیُوْنَ بِکُحْلِہٖ   مَا اَنْتَ لِلْاَعْمَشِ الْکَحَّالِ

(ترجمہ) اے عالم تو امیر ہے اور بزدل کا شان نہیں ہے کہ بہادروں کی حفاظت کرے۔ اے اندھے تو سرمہ سے اپنی آنکھوں کو اچھا کرتا ہے۔ اندھے سرمہ ڈالنے والے کو کیسی ما یوسی حاصل ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ یعنی اللہ تعالےٰ سے وہ عالم ڈرتے ہیں جو اللہ کے جلال اور سطوت کے عارف ہیں۔ اے علماء کے گروہ اللہ تعالےٰ کا ڈر کہاں گیا۔ اے فقراء کے گروہ نرمی اور رحمت کدھر گئی۔ عالم وہ نہیں ہے جس نے اپنی عمر کے زمانہ کو کلام کے جمع کرنے اور دنیاوی اسباب کے جمع کرنے اور حرام پر کتوں کی طرح گرپڑنے میں ضائع کیا۔ بلکہ عالم وہ ہے جو خلقت سے الگ ہوا۔ اور گناہوں کو ترک کیا۔ اور رات کے اندھیرے میں مالک کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور سب کلاموں میں سے اشرف کلام کے ساتھ لذت حاصل کرے۔ پس ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی رشد وہدایت عطا کرے اور ہمارے ارادوں اور قصدوں کو پکا کرے اور غفلت سے ہم کو جگائے اور ہم کو اپنے صالحین بندوں کے ساتھ ملائے اور ہم کو متقین کے گروہ میں

اٹھائے وہی ارحم الراحمین ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم

فصل تیسویں۔ دُعاءیں

اللہ تعالیٰ کا حمد جو بڑے غلبہ والا اور عام احسان والا ہے۔ وہ حلیم اور منان اور تمام مکان وزمان سے اول ہے اور وہ آخر و باقی ہے اور اُس کے سوا سب کچھ فانی ہے۔ وہ قدوس ہے اور جسمانی عوارض سے موصوف نہیں ہے اور نہ ہی حوادث اُس کو متغیر کر سکتے ہیں۔ وہ واحد واحد ہے اور جس نے اس کے ساتھ کسی اور کو معبود بنایا اس نے گویا ایک ایسے امر کا دعوےٰ کیا جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ حی و علیم اور سمیع و بصیر ہے اور ظاہر و باطن اُس کے نزدیک یکساں ہے وہ مدبّر اور قدیر ہے اور تمام آثار و اعیان اسی کی قدرت اور ارادے سے ظاہر ہوئی ہیں۔ وہ اپنی قدیم و ازلی کلام کے ساتھ متکلم ہے۔ اس کی صفات قدیمہ ہیں۔ جو ازل سے ثابت ہیں جس نے اس کو معطل سمجھا وہ گمراہی کے جنگل میں حیران و سرگردان ہے۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے جس نے اُس کو کسی شے کے مانند جانا وہ گویا بت پرست ہے۔ وہ علی اور اعلیٰ اس سے برتر ہے کہ وہم اس کو متصور کر سکے۔ اس کو کسی شے کے مانند جاننے والوں کی کلام گناہ میں بڑی بھاری اور میزان میں بہت ہلکی ہے۔ اُس نے اپنی عطا کو اپنی خالق کے درمیان تقسیم کیا پس نیکوں کے دلوں میں ایمان کا نور ڈال دیا۔ اور عارفوں کے دلوں کو معرفت کے سورج سے منور کیا۔ اور دُنیا میں اپنی نسیم قرب سے ان کے لئے روح دایمان والا تر و تازہ باغ سرسبز کیا۔ اور آخرت میں دیدار کے دن بخشش اور سلام کے ساتھ ان کی ملاقات کریگا اور ان کو ہر طرح کا امن حاصل ہوگا۔ اور بعض لوگوں کو معرفت کے باغیچوں سے نکال کر خواری کی زنجیر میں جکڑ دیا۔ اور ان کے اسرار کو اپنی نعمتوں کے باغوں میں نظر اور جولان کرنے سے مقید کر دیا۔ پس وہ حرمان اور ناامیدی کے قید خانہ میں مقید ہیں۔ اور میدان معرفت میں آنے کے لئے ان کو کوئی راہ نہیں ملتا۔ اور اگر وہ قرب حاصل کرنا بھی چاہیں اور اس میں اپنی سرتوڑ کوشش بھی کریں تو ان کو ارادہ ازلی رد کر دیتا ہے اور قسمت کا منادی پکار کر کہتا ہے کہ واپس مڑ جاؤ۔ تمہارا یہاں کوئی ٹھکانا نہیں پس نہ تو ان کا رونا ان کو نفع دیتا ہے اور نہ ہی ان کی پکار سنی جاتی ہے۔ ان دونوں گروہوں اور فرقوں کے درمیان اسی قدر فرق ہے جس قدر اندھے اور بینا اور سُننے والے اور بہرے شخص میں ہے۔ میں اس کا حمد کرتا ہوں کیونکہ وہی حمد کے لائق

ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا
کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنے بندوں کے دلوں پر نرمی کرنے میں یکتا ہے۔ اور وہ رحیم اور رحمٰن
ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو مضر بن نزار
بن معد بن عدنان کے اشرف قبائل میں سے چن لیا۔ ان پر اور اُن کی آل واصحاب پر جنہوں
نے احسان کے ساتھ تابعداری کی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا
ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۔ جب میرے بندے میرے نسبت مجھ سے سوال کریں۔ تو
میں قریب ہوں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ انہیں چاہیئے کہ میرے
حکم کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پاجائیں۔ روایت ہے کہ جب آیت مبارک
اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کس وقت ہم اللہ کو پکاریں
اور بعض نے کہا کہ کیا ہمارا رب قریب ہے تاکہ ہم اس سے مناجات کریں یا بعید ہے تاکہ ہم
اس کو پکاریں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی واذا سئلک الخ یعنی جب میرے بندے تجھ سے
میری ذات کی نسبت پوچھتے ہیں تو میں موجود ہوں۔ نہ کیف میرا ادراک کرسکتا ہے اور نہ ہی
این میرا احاطہ کرسکتا ہے۔ اور نہ ہی ما میری صفت کرسکتا ہے اور نہ ہی متی مجھ سے مل سکتا ہے
ور اگر میری صفات کی نسبت پوچھتے ہیں تو علم اور حیا اور قدرت اور سمع وبصر اور ارادہ اور
کلام میری صفات قدیمہ ہیں جن کا ادراک وہم نہیں کرسکتا۔ اور اگر میرے افعال کی نسبت
پوچھتے ہیں تو کہدو کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ہر دن وہ نئی شان میں ہے میں کسی کو قریب اور
کسی کو بعید اور کسی کو سعید اور کسی کو شقی اور کسی کو زندہ اور کسی کو مردہ کرتا ہوں۔ اور جس کو
چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور کسی کو دیتا اور کسی سے لیتا اور کسی کو بلند اور کسی کو پست کرتا ہوں۔
اور اگر پوچھتے ہیں کہ میرے وجود پر دلیل کیا ہے۔ تو میری عجب تدبیر اور میری محکم آیات
اور میری عمدہ تقدیر جو میری مخلوقات میں ظاہر ہے۔ بڑے بھاری دلائل ہیں۔ اور اگر وہ
میرے قرب کی نسبت پوچھتے ہیں۔ تو میں اپنی قدرت اور نصرت اور رحمت اور نعمت اور
علم اور حلم میں قریب ہوں۔ اور جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔
اگر کوئی مصیبت کے وقت مجھے پکارے تو اُس کی مصیبت کو دور کردیتا ہوں۔ اور اگر کسی حاجت
کے لئے پکارے تو میں اُس کی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔ اور اگر بیماری کے وقت پکارے تو اُس

کو شفا دیتا ہوں۔ اور اگر غم کے وقت پکارے تو میں اس غم سے اس کو کفایت کرتا ہوں اور اگر رزق کے لئے پکارے تو میں اُس کو کھلاتا اور پلاتا ہوں۔ اور اگر قرض کے لئے پکارے تو اس کا قرض ادا کرتا ہوں۔ اور اگر کسی عیب کے لئے پکارے تو اُس کی اصلاح کر دیتا ہوں۔ اور اگر گناہ کے لئے پکارے تو بخشتا اور معاف کرتا ہوں۔ اور اگر توبہ کے لئے پکارے تو اُس کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور اگر نقص کے لئے پکارے تو میں اُس کو کامل کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری اطاعت کریں۔ تو میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میری نافرمانی کریں تو میں پردہ ڈالتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پیٹھ پھیر جائیں تو میں ان کو پکارتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف آئیں تو میں ان کو اپنے قریب کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے مانگیں تو میں ان کو دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی منزلہ کتاب میں ہے لے میرے بندے جب تو سوال کرنا چاہے تو مجھ سے سوال کر کیونکہ میں غنی ہوں۔ اور اگر تو مدد طلب کرے تو مجھ سے طلب کر کیونکہ میں قوی ہوں۔ اور اگر تو اپنا راز فاش کرنا چاہے تو میرے سامنے ظاہر کر کیونکہ میں وفادار ہوں اور اگر تو قرض لینا چاہے تو مجھ سے قرض لے کیونکہ میں مہلت دینے والا ہوں۔ اور اگر تو بلائے تو مجھے بلا کیونکہ میں غمخوار دوست ہوں۔ شعر

سُبْحَانَ مَنْ لَا یَخِیبُ مَنْ قَصَدَہٗ ۔۔۔ مَنْ قَصَدَ اللّٰہَ صَادِقًا وَجَدَہٗ
قَدْ شَمَلَ الْخَلْقَ فَضْلُ نِعْمَتِہٖ ۔۔۔ کُلٌّ اِلٰی فَضْلِہٖ یُمِدُّ یَدَہٗ

(ترجمہ) وہ ایسی پاک ذات ہے کہ جو اس کا قصد کرتا ہے وہ محروم نہیں ہوتا جس نے سچے طور پر اللہ تعالیٰ کا قصد کیا اُس نے ضرور اُس کو پا لیا۔ اُس کی نعمت کا فضل تمام خلق کو شامل ہے اور ہر ایک اس کے فضل کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے ؎ ابن عطاء اللہ رح فرماتے ہیں کہ دُعا کے واسطے ارکان اور بازو اور اوقات اور اسباب ہیں پس اگر ارکان کے موافق ہو تو قوی ہو جاتی ہے۔ اور اگر بازو اس کے موافق ہوں تو بلند ہوتی ہے اور اگر اوقات اس کے موافق ہوں تو قبول ہو جاتی ہے اور اگر اسباب موافق ہوں تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے ارکان یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کا حاضر ہونا اور خشوع اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے کرم پر امید رکھنا اور اس کے بازو سچ بولنا اور حلال کھانا ہیں۔ اور اُس کے اوقات یہ ہیں کہ فراغت اور خلوت کا وقت ہو۔ جیسے کہ صبح کا وقت۔ اور اس کے اسباب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے کیونکہ

جس دعا کے آگے اور پیچھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھا جاوے وہ رد نہیں ہوتی۔ مسلم نے حضرت ابوہریرۃ سے اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ میں بندے کے اسی قدر نزدیک ہوتا ہوں جس قدر اس کا گمان مجھ پر ہوتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اُسکے ساتھ ہوتا ہوں۔ اور انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو حکم دیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ اے رسولو طیب چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور فرمایا۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔ اے ایمان والو پاک چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں، پھر ذکر کیا کہ ایک شخص لمبا سفر برداشت کرتا اور پراگندہ اور گرد آلودہ ہو کر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کرتا ہے اور کہتا ہے یارب یارب حالانکہ اس کا کھانا پینا پہننا سب حرام ہوتا ہے اور حرام سے اُس نے پرورش پائی ہوتی ہے تو پھر اُس کی دعا کس طرح قبول ہوسکتی ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی ہمیشہ دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دُعا نہ کرے یا دُعا میں جلدی نہ کرے یاروں نے پوچھا یارسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے فرمایا کہ اس طرح کہنا کہ میں نے کئی دفعہ دعا کی ہے مگر قبول نہیں ہوئی۔ اور اس حسرت کے مارے دُعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اس میں کوئی مسلمان بندہ دُنیا و آخرت کی بہتری اللہ تعالےٰ سے مانگے۔ تو اسی وقت اللہ تعالےٰ اُس کی دعا کو قبول کرے اور وہ ساعت ہر رات میں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ ہر رات آسمان سے دُنیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اُس کی پکار کو قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے تاکہ میں اس کی حاجت کو برلاؤں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تاکہ میں اُس کو بخشوں۔ مومن پر واجب ہے کہ جب اس حدیث کو سنے توجان لیوے کہ اس سے غرض یہ ہے کہ ذاکرین اور متہجدین کو ترغیب ہو اور اللہ تعالےٰ کے کرم کے طالبوں

کی تعریف حاصل ہو۔ اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔ اس کا ماننا ہونا بلا تشبیہ اور بلا کیفیت اور بغیر کسی تقدیر کے ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی بندہ مسلم اپنے بھائی کے لئے بیٹھ پیچھے یعنی غائبانہ دعا کرتا ہے تو اسی وقت قبول ہوجاتی ہے۔ اس کے سر پر ایک فرشتہ موکل ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ موکل آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی اسی قدر ثواب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ مصیبت کے وقت کہا کرتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی دعا کرتا ہے بشرطیکہ گناہ اور قطع رحم طلب نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کرتا ہے یا اُس کی دعا کا جلدی اثر ظاہر ہوتا ہے یا اُس کو آخرت کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔ یا اس جیسے ایک برائی سے روکا جاتا ہے۔ اور حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غم یا مصیبت لاحق ہو تو دعائے حضرت ذوالنون عؑ کے ساتھ کرے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مصیبت کو دور کر دیگا۔ وہ دعا یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت موسےٰؑ ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو کھڑا ہو کر بڑی لمبی دعا اور زاری کر رہا تھا۔ اور وہ اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ موسٰیؑ نے عرض کی یا اللہ تو اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے موسٰیؑ اگر یہ شخص اس قدر روئے کہ اس کی جان ہلاک ہو جائے۔ اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کے کنارہ تک بلند کرے۔ تو بھی اُس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ عرض کی یا اللہ کس سبب سے۔ فرمایا کہ اس کے پیٹ میں حرام ہے اور اس کی پیٹھ پر بھی حرام ہے اور اس کے گھر میں بھی حرام ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ ایک دفعہ بصرہ کے بازار میں گذرے۔ لوگ ان کو دیکھ کر ان کے پاس جمع ہوئے۔ اور کہنے لگے اے ابا اسحاق ہم دعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی۔ انہوں نے فرمایا کہ دس چیزوں سے تمہارے دل مردہ ہو گئے ہیں۔ اول یہ کہ تم نے

اللہ کو پہچانا ایمان اس کا حق ادا نہ کیا۔ دوسرے تم خیال کرتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہو لیکن اس کی سنت کو ترک کرتے ہو تیسرے قرآن پڑھتے ہو لیکن اس پر عمل نہیں کرتے چوتھے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن ان کا شکر ادا نہیں کرتے۔ پانچویں تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لیکن اس سے دوستی لگاتے ہو۔ چھٹے کہتے ہو کہ جنت حق ہے لیکن اس کے لئے عمل نہیں کرتے ساتویں کہتے ہو کہ دوزخ حق ہے لیکن اس سے بھاگنے کی کوشش نہیں کرتے۔ آٹھویں کہتے ہو کہ موت حق ہے لیکن اس کے لئے تیاری نہیں کرتے۔ نویں جب نیند سے بیدار ہوتے ہو۔ تو لوگوں کے عیبوں میں مشغول ہوتے ہو اور اپنے عیبوں کو بھول جاتے ہو۔ دسویں تم اپنے مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن آپ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ حضرت یحیٰی بن معاذ رح فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی برائی کا اقرار کرے اللہ اس پر اپنی بخشش فرماتا ہے اور جو شخص طاعت بجا لا کر اللہ پر احسان نہیں جتلاتا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں لے جاتا ہے۔ اور جو شخص دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص برتتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرکے اس پر احسان کرتا ہے۔ حضرت ذوالنون رح جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اس طرح کہا کرتے۔ الٰہی میں کونسے پاؤں کے ساتھ تیری طرف چل کر آؤں اور کس نگاہ سے تیری طرف دیکھوں اور کس زبان سے تیری مناجات کروں اور کس ہاتھ سے تیرے آگے دعا کروں لیکن میں نے تیرے کرم کے بھروسہ پر یہ جرأت کی ہے کہ ہاں جب انسان کا کوئی حیلہ نہ رہے تو اس کا حیا کم ہو جاتا ہے۔ محمد بن خزیمہ رح فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رح فوت ہو گئے تو ان کو خواب میں دیکھا کہ خوشی سے ٹہل رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیا چال ہے۔ فرمایا کہ دارالسلام میں خادموں کی یہی چال ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ مجھے بخش دیا۔ اور مجھے تاج پہنایا اور سونے کی جوتیاں پہنائیں اور فرمایا اے احمد مجھے ان دعاؤں کے ساتھ بلا جو تجھے سفیان ثوری رح سے پہنچی ہیں۔ اور دنیا میں تو ان دعاؤں سے مجھے پکارتا رہا۔ میں نے عرض کی یا اللہ ہر ایک شے تیری قدرت سے ہے مجھے بخش دے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر ابن خطاب رض کے زمانہ میں بہت قحط پڑا۔ کعب الاحبار رح نے عرض کی کہ اے امیر المومنین جب بنی اسرائیل میں قحط پڑتا تھا تو اپنے نبیوں کے زیادہ قریبی رشتہ داروں کے ذریعے بارش طلب کرتے تھے۔ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ حضرت عباس رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا موجود ہیں۔

پس انکے پاس جاکر عرض کی کہ آپ لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ سے بارش کے لئے دعا مانگیں۔اس غرض کے لئے تمام لوگ باہر نکل گئے۔اور حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ بھی ان میں جا کھڑے ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا یا اللہ یہ لوگ سب تیرے بندے اور تیرے بندوں کے بیٹے اور تیرے غلام ہیں تیری بارگاہ میں تیرے خیر الانبیاء نبی کے چچا کا وسیلہ لیکر بڑی رغبت سے آئے ہیں۔ ہم پر ایسی بارش برسا جس کا نفع تمام بندوں اور شہروں کو پہنچے۔اور ہم کو اپنی رحمت سے نا امید نہ کر۔اس کے بعد حضرت عباسؓ نے کہا کہ یا اللہ جو بلا نازل ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث ہوتی ہے اور وہ بلا دور نہیں ہوتی جب تک کہ گناہ سے توبہ نہ کریں پس ہم گناہوں کے بھرے ہوتے ہاتھ پھیلا کر اور توبہ کی پیشانیاں تیرے سامنے جھکا کر آئے ہیں۔اور یہ لوگ مجھے تیرے نبی کا رشتہ دار سمجھ کر میرے پاس آئے ہیں پس ہم پر بارش نازل فرما۔اور ہم کو اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ۔یا ارحم الراحمین۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اُسی وقت بادل گھر آیا اور اس قدر موسلادھار بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور جوہڑ و تالاب بھر گئے۔

چند فصلیں تضرّع میں

الٰہی تو نے ہم پر بہت فضل کیا ہے اور تیرا افضال عام ہے اور تو نے ہم پر بہت انعام کیا ہے اور تیری ہی بخشش کمال ہے اور تو نے ہم پر پردہ ڈالا ہے اور متواتر تیری بخشش ہم پر آ رہی ہے اور تو نے ہمارے گناہوں کو بخشا ہے اور اپنے احسان کو ہم پر کامل کیا ہے۔تیرا جلال برتر اور بزرگ ہے تو اپنی پستی میں بلند ہے اور بلندی میں قریب ہے۔نہ وہم تیرا ادراک کرسکتا ہے اور نہ ہی فہم تیرا احاطہ کرسکتا ہے۔تو اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور تو اپنی احدیت میں بدایت سے منزہ ہے اور اپنی ابدیت میں نہایت سے برتر ہے۔تو واحد ہے اور عدد سے بری ہے۔اور تو ابد کے بعد تک باقی ہے جو رکوع کرتا ہے وہ تیرے ہی لئے جھکتا ہے اور جو کوئی سجدہ کرتا ہے وہ تیرے لئے ذلیل ہوتا ہے اور طالب تیرے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی کوشش کرتا ہے واصل ہو جاتا ہے۔الٰہی عقل تیرا احاطہ کس طرح کرسکے جبکہ تو نے ہی اُس کو سوچنے کی طاقت بخشی ہے۔جب تیری عظمت چمکتی ہے تو بصیرت کی آنکھ تیرے دیدیہ کے نور سے چندھیا جاتی ہے۔اور جب بڑے بڑے جرم و خطا جمع ہوتے ہیں تو تیری عفو کے

مقابلہ میں بہت کم نظر آتے ہیں تو سب چیزوں سے پہلے ہے اور تو ہی اول ہے اور خلق کو تو نے ہی پیدا کیا ہے۔ اور تیری طرف ہی اس کا رجوع ہے۔ ان دلوں پر تعجب ہے جو تیرے سوا غیروں سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور ان ارواح پر تعجب ہے جو غیروں کے ساتھ آرام پکڑتے ہیں۔ حالانکہ اسرار باطنی نور سے تجھے دیکھتے ہیں۔ اور ان زبانوں پر افسوس ہے جو تیرے سوا اس شخص کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جو کسی شئے پر قدرت نہیں رکھتا۔ اور ان قدموں پر افسوس ہے جو تیری رضا کے سوا کسی اور طرف چلتے ہیں۔ الٰہی اگر تیرا حلم نہ ہوتا۔ تو وہ شخص جو خلوتوں میں تیری نافرمانی کرتا ہے وہ نمازوں میں تیرے آگے کس طرح مناجات کر سکتا۔ اور اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو وہ شخص جو شہوات کے وقت تجھے بھلا دیتا ہے وہ اپنی حاجتوں کے وقت کس طرح تجھے پکار سکتا۔ آنکھیں کس طرح سوئیں جبکہ تو ہر رات فرماتا ہے کوئی ہے توبہ کرنیوالا کوئی ہے بخشش مانگنے والا۔ کوئی ہے سوال کرنیوالا۔ ہاتھ تیرے آگے سوال کرنے سے کس طرح رک سکیں جبکہ تیری سخاوت کا سیل بہ رہا ہے۔ اور وہ شخص جو سب طرف سے مایوس ہو گیا ہو وہ تجھ سے کس طرح مایوس ہو سکے۔ باقی کو فانی کے بدلے کس طرح بیچا جاوے جبکہ فانی کے دن بہت تھوڑے ہیں۔ یا اللہ تو ہمارے نصیب کر کہ ہم تیری طرف اچھی طرح آئیں۔ اور تیری طرف کان لگائیں۔ اور تیری باتوں کو سمجھیں اور تیرے امر میں بصیرت سے کام لیں اور تیری طاعت میں لگے رہیں۔ اور تیرے ارادہ کے موافق چلیں۔ اور تیری خدمت میں جلدی کریں اور تیرے معاملہ میں حسن ادب برتیں اور سب کچھ تیرے حوالہ کر کے تیری قضا پر رضی رہیں +

فصل

اے غریبوں کے حبیب اور اے مصیبت زدوں کے انیس۔ کونسا آدمی سب طرف سے منہ موڑ کر تیری طرف آیا کہ تو اپنی اپنی نعمت سے اس کو کافی نہ ہوا۔ اور کونسا شخص تیرا طالب ہوا۔ کہ تو اپنی رحمت کے ساتھ اسکو نہ ملا۔ اور کس شخص نے تیرے لئے خلق کو چھوڑا کہ تو اس کو نہ ملا۔ اور کونسے محب نے خلوت میں تیرا ذکر کیا کہ تو اس کا مونس نہ ہوا۔ اور کونسے بلانیوالے نے تجھے بلایا کہ تو نے اس کو قبول نہ کیا۔ اے پاک ذات تو نے فرمایا ہے کہ میں ایسا غضبناک کسی شخص پر نہیں ہوتا جیسے کہ اس گناہگار پر جو گناہ کرتا ہے اور اس کو میری عفو

کے مقابلہ میں بہت بڑا سمجھتا ہے۔ اے وہ ذات کہ تو اس شخص پر جو تجھ سے سوال نہ کرے ناراض ہوتا ہے۔ اپنی نعمتوں کو اس شخص سے جو تجھ سے مانگتا ہے نہ ہٹا رکھ۔ الٰہی باوجود خطاؤں اور لغزشوں کے ہم سوال کرنے پر کس طرح دلیری کریں۔ اور باوجود فقر و فاقہ کے ہم سوال کرنے سے کس طرح لاپروائی کریں۔ اس بندے کو جو اپنے مولیٰ کے دروازے سے بھاگ جائے لائق نہیں کہ پھر اس کے دروازہ پر اس کی عام عطا کا طالب ہو کر آئے۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ عذر خواہی کے دامن کو پکڑ کر مغفرت کو طلب کرے۔ کیونکہ تو پادشاہ سخی ہے اور تو نے اپنی جود سے اپنی طرف راہنمائی کی ہے۔ اور زبانوں کو تو نے اپنے سامنے سوال کرنے کے لئے طاقت گویائی بخشی ہے۔ اور قافلوں کا جبکہ وہ تیری طرف کوچ کر کے آئیں عزت و اکرام کیا ہے۔ شعر

اِذَا اَحَلَّ الْوُفُوْدُ اِلَیْكَ یَوْمًا ... وَلَجُّوْا فِی الضَّرَاعَةِ وَالسُّؤَالِ
فَاِنَّ رِحَالَنَا حَطَّتْ رِجَاءً ... لِفَضْلِكَ عَنْ حُلُوْلٍ وَارْتِحَالِ
اَنَخْنَا عِنْدَ بَابِكَ یَا اِلٰهِیْ ... اِلَیْكَ مُفَوِّضِیْنَ بِلَا اعْتِلَالِ
فَیَسِّرْنَا كَیْفَ شِئْتَ وَلَا تَكِلْنَا ... اِلٰی تَدْبِیْرِنَا یَا ذَا الْجَلَالِ

(ترجمہ) جب قافلے کسی دن کوچ کر کے تیری طرف آئیں اور سوال اور عاجزی میں بہت گریہ و زاری کریں تو اُن پر مہربانی کر کیونکہ تیرے فضل کی امید نے حلول و ارتحال سے ہٹا کر ہماری سواریوں کو تیرے دروازہ پر اُتار دیا ہے۔ یا اللہ ہم نے سب کچھ تیرے حوالہ کر کے اپنی سواریوں کو تیرے دروازہ پر بٹھا دیا ہے۔ جس طرح تو چاہتا ہے ہمارے ساتھ سلوک کر۔ اور اے ذوالجلال تو ہم کو ہماری اپنی تدبیر پر نہ چھوڑ۔ اے دلوں کے حبیب تیرے دوست کہاں ہیں اور اے اکیلوں کے انیس تیرے طالب کہاں گئے۔ کس شخص نے تیرے ساتھ پناہ لی کہ خوش نہ ہوا۔ ان دلوں پر تعجب ہے جو تیرے سوا کسی غیر کی طرف مائل ہیں۔ اور ان نفسوں پر تعجب ہے جو تیرے سوا کسی غیر سے راحت طلب کرتے ہیں۔ ان ارادوں پر جو تیری مرضی پر چلتے تھے۔ افسوس ہے کہ کس نے اس طرف سے ہٹا دیا۔ کیا وہ مال جو بطور قرضہ لئے تھے کم ہو گئے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو ہر دم زیادہ ہو رہے ہیں۔ تیرا اختیار بڑھا ہوا ہے اس کے آگے تمام حیلے باطل ہیں۔ اور تیری قضاؤ قدر ہر جگہ جاری ہے کوئی عمل ان کو بدلا نہیں سکتا۔ اور بعض لوگوں کے لئے ان کے پیدا ہونے سے پہلے ازل ہی میں تیری

محبت مقدم ہوچکی۔ اور ازل ہی سے بعض لوگوں پر تو ناراض ہے اور ان کا کوئی فعل وعمل ان کو نافع نہیں ہے تیری مدد کے سوا تیری طاعت پر قوت نہیں ہوسکتی۔ اور تیرے ارادہ کے سوا تیری نافرمانی سے نہیں رُک سکتے۔ اور تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور تیرے سوا کسی اور جگہ خیر و بھلائی کی اُمید نہیں سوائے وہ ذات کہ تیرے ہاتھوں میں دلوں کی اصلاح ہے۔ ہمارے دلوں کو درست کردے۔ اور اے وہ ذات کہ تیری عفو کے مقابلہ میں گناہ حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارے گناہوں کو بخش۔ یا اللہ ہم تیرے پاس طالب ہوکر آئے ہیں ہم کو نا امید و نامحروم نہ موڑ۔ ہم تیری جود کے دروازہ سے ہرگز ہرگز نہ ہٹیں گے۔ تو ہمارے سخت دلوں کو درست اور نرم کردے۔ اور ہم کو متقین کے راہوں پر چلا۔ اور ہم کو یقین اور ایمان کی خلعت پہنا۔ اور ہم کو ان لوگوں میں سے نہ بنا جو توبہ پر معاہدہ اور قسمیں کھاتے ہیں۔ اور ہم کو تو اپنے فضل سے ان لوگوں میں سے بنا جن کو دائیں ہاتھ عملنامہ دیا جاویگا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ ✦

فصل

الٰہی اگر تو نے فضل نہ کیا ہوتا تو تیرا بندہ کبھی گناہ کی طرف مُڑ کر نہ جاتا۔ اور اگر مغفرت پر تیری محبت نہ ہوتی تو تو ہرگز اس شخص کو مہلت نہ دیتا جو کھلم کھلا تیری نافرمانی کرتا ہے اور اُس شخص پر جو نسیان کا دامن اپنے اوپر اوڑھے ہوئے ہے اپنا پردہ نہ ڈالتا اور ہماری برائیوں کے مقابلہ احسان نہ کرتا۔ شعر

أَسْتَغْفِرُ اللهَ مِمَّا كَانَ مِنْ زَلَلِيْ ۔۔۔ وَمِنْ ذُنُوْبِيْ وَتَفْرِيْطِيْ وَإِصْرَارِيْ

يَا رَبِّ هَبْ لِيْ ذُنُوْبِيْ يَا كَرِيْمُ فَقَدْ ۔۔۔ أَمْسَكْتُ حَبْلَ الرَّجَا يَا خَيْرَ غَفَّارِ

(ترجمہ) میں اپنی لغزش اور گناہ اور تفریط و اصرار سے استغفار کرتا ہوں۔ یارب میرے گناہوں کو بخش۔ اے کریم و غفار میں نے تیرے سوا سب طرف سے اپنی امید کی رسی کاٹ لی ہے ✦

الٰہی اگر تو مغفرت کا ارادہ نہ کرتا تو استغفار کرنے کا ہم کو امر نہ کرتا۔ اور اگر تو اکرم نہ ہوتا تو تو ہم کو عذر خواہی کا طریق نہ بتلاتا۔ تو سوال سے پہلے مال و دولت بخشنے والا

ہے۔ اور امیدوں سے بڑھ کر فضل عطا کرنے والا ہے۔ ہم تجھ سے تیری مغفرت کے سوا کچھ اُمید نہیں رکھتے۔ اور تیرے احسان کے سوا اور کچھ نہیں طلب کرتے ہیں اُمید کی زبان سے تجھے پکارتا ہوں کیونکہ میرے عمل کی زبان گونگی ہے۔ اگر میں تیری طاعت بجالاتا ہوں تو اس سے تیرے احسان کی امید رکھتا ہوں۔ اور اگر تیری نافرانی کرتا ہوں تو تیری بخشش کا طالب ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ شعر

أَذْنَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا وَأَنْتَ أَعْظَمُ مِنْهُ
ضَيَّعْتُ حَظِّي بِجَهْلِي فَلَمْ أَصُنْهُ فَصُنْهُ
إِنْ لَمْ أَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِلْعَفْوِ مِنْكَ فَكُنْهُ

(ترجمہ) میں نے گناہ عظیم کیا ہے لیکن تیرا عفو اس سے بھی اعظم ہے۔ میں نے اپنی جہالت سے اپنا فائدہ ضائع کر دیا اور اس کو محفوظ نہ رکھ سکا۔ پس تو اس کو محفوظ رکھ۔ اگرچہ میں تیری عفو کا مستحق نہیں ہوں لیکن تو تو معاف کرنے کا مستحق ہے +

یا اللہ ہم تیری اس رحمت سے کہ جس کے ساتھ تو نے طاعت کرنیوالوں پر ابتدا کی ہے حتیٰ کہ وہ تیری طاعت میں کھڑے ہو گئے۔ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ عاصیوں پر ان کی معصیت کے بعد وہی رحمت نازل کرے۔ کیونکہ تو دوست و دشمن پر احسان کرنیوالا ہے۔ اے کریم۔ شعر

أَجَلُّ ذُنُوْبِي عِنْدَ عَفْوِكَ سَيِّدِي حَقِيْرٌ وَإِنْ كَانَتْ ذُنُوْبِي عَظَائِمًا
وَمَا زِلْتَ غَفَّارًا وَمَا زِلْتَ رَاحِمًا وَمَا زِلْتَ سَتَّارًا عَلَى الْجَرَائِمَا
لَئِنْ كُنْتُ قَدْ تَابَعْتُ جَهْلِي فِي الْهَوٰى وَقَضَّيْتُ أَوْطَارَ الْبِطَالَةِ هَائِمًا
فَهَا أَنَا قَدْ أَقْرَرْتُ يَا رَبِّ بِالَّذِيْ جَنَيْتُ وَقَدْ أَصْبَحْتُ حَيْرَانَ نَادِمًا

(ترجمہ) اے میرے سردار میرے بڑے بڑے گناہ تیری عفو کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اور تو ہمیشہ ہی سے غفار اور رحم کرنے والا اور میرے قصوروں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ میں اپنی جہالت کے باعث حرص و ہوا کا تابع رہا اور بیہودہ خواہشات کے پورا کرنے میں سرگرداں رہا۔ اے رب اب میں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اپنے کئے پر نادم و حیران ہوا +

الٰہی تو احسان کرنے والا ہے اور میں بدکار ہوں۔ محسن کا کام احسان کرنا ہے اور

با کار کا کام اپنی سرکشی و نافرمانی کا اقرار کرنا۔ اے وہ ذات کہ تو مہلت دیتا ہے اور پردہ ڈالتا ہے اور بخشتا ہے۔ تو غنی ہے اور میں فقیر ہوں۔ اور تو عزیز ہے اور میں حقیر ہوں۔ یا اللہ تو ہماری طرف رضا کی نظر سے دیکھ اور ہمارا نام اہل جفا کے دیوان سے مٹا کر اہل صفا کے دیوان میں درج کر۔ اور ہم کو اپنے وعدہ کے موافق حسن وفا عطا کر اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم آمین

فصل

الٰہی وحدانیت کے افراد میں جلال کی خوبی تیرے ہی لئے ہے۔ اور تیری دوام ربوبیت میں عزت وغلبہ تیرے ہی لئے ہے۔ محبت کرنے والوں کے ہم تیری صفات تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور عارفوں کی عقلیں تیری عظمت و جلال میں حیران ہیں۔ الٰہی تیری عفو اور جود اور کرم کا طمع ہم کو کس نے دیا ہے اور تیری نعمتوں کا شکر ہم کو کس نے سکھایا ہے اور تیرے دروازہ کی طرف ہم کو کون لایا ہے اور جو کچھ تو نے اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا ہے ہم کو اس کی طرف رغبت کس نے دلائی ہے۔ الٰہی یہ سب کچھ تیری طرف سے ہے اور تو نے ہی ہم کو اپنی طرف رہنمائی کی ہے۔ اور تو ہی ہم کو اپنی طرف لایا ہے۔ شعر

اِلَيْكَ جِئْنَا وَاَنْتَ جِئْتَ بِنَا ۔۔۔ وَلَيْسَ شَيْئٌ سِوَاكَ يُغْنِيْنَا

بَابُكَ رَحْبٌ فِنَاءُهٗ كَرَمٌ ۔۔۔ تَاْوِيْ اِلٰى بَابِكَ الْمَسَاكِيْنَا

(ترجمہ) ہم تیری طرف آئے ہیں۔ اور تو ہی ہم کو اپنی طرف لایا ہے اور تیرے سوا اور کوئی چیز ہم کو غنی نہیں کر سکتی۔ تیرا دروازہ فراخ اور اس کا میدان کرم ہے تیرے دروازہ کی طرف مسکین پناہ لیتے ہیں ٭

الٰہی صبر اچھا ہے مگر تجھ سے۔ اور افسوس برا ہے مگر اس چیز پر جو تجھ سے فوت ہو جائے۔ شعر

اِلَيْكَ رَفَعْتُ قِصَّتِيْ حَائِرًا ۔۔۔ وَرَجَوْتُ فَضْلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ قِصَّتِيْ

لَا حَرَّمَ اللّٰهُ الصَّبَابَةَ وَالْهَوٰى ۔۔۔ عَنِّيْ وَلَا زَالَتْ عَلَيْكَ مَحَبَّتِيْ

(ترجمہ) میں نے اپنی حیرانگی کا قصہ تیرے آگے بیان کیا ہے۔ اور قصہ کے آخر تیرے فضل کی امید رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے عشق و محبت کو مجھ سے دور نہ کرے اور تجھ پر میری محبت ہمیشہ تک رہے ٭

الٰہی سوال کے وقت تو نے اپنی عام سخاوت کا وعدہ مجھے دیا ہے اور اقبال کے پا لینے سے بہت سے فضل کا طمع دلایا ہے۔ میں نے تجھ سے سوال کیا اور تو نے مجھے امید سے بڑھ کر دیا کب تک میں تجھ سے امید رکھوں گا اور کب تک تو میری امید کو پورا کرتا رہیگا۔ شعر

وَاِنِّیْ لَاَدْعُوا اللّٰہَ وَالْاَمْرُ ضَیِّقٌ	عَلَیَّ فَمَا یَنْفَکُّ اَنْ تَتَفَرَّجَا
وَرُبَّ فَتًی سُدَّتْ عَلَیْہِ وُجُوْھُہٗ	اَصَابَتْ لَھَا فِیْ دَعْوَۃِ اللّٰہِ مَخْرَجًا

(ترجمہ) میں اللہ تعالےٰ کو بلاتا ہوں حالانکہ میرا معاملہ مجھ پر ایسا تنگ ہے کہ اس کی کشائش کی امید نہیں ہے۔ اکثر ایسے نوجوان دیکھے ہیں کہ جب ان کے لئے کوئی چارہ نہ رہا تو انہوں نے اللہ تعالےٰ کو بلایا اور ان کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ نکل آیا۔

الٰہی مجھے میری امیدوں نے اس قدر سست کر دیا کہ میں موتوں کے ہجوم کو بھول گیا۔ الٰہی تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پس تو اپنے کمال جود کے صدقے مجھ سے درگذر فرما۔ شعر

مَالِکُ قَلْبِیْ لَابُدَّ مِنْکَ وَاِنْ	اَوْحَشَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ الزَّلَلُ
عَالِمُ سِرِّیْ اَنَا الْغَرِیْقُ فَخُذْ	کَفَّ غَرِیْقٍ عَلَیْکَ یَتَّکِلُ

(ترجمہ) تو ہی میرے دل کا مالک ہے۔ مجھ کو تیرے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگرچہ میری لغزشوں نے میرے اور تیرے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ اور تو ہی میرے بھید کو جاننے والا ہے میں غریق ہوں پس غریق کا ہاتھ پکڑ جو تجھ پر بھروسہ کرتا ہے۔

الٰہی جس کی شکست اور ٹوٹ کو تو نے درست نہ کیا وہ کس قدر محتاج ہے۔ اور جس کی مصیبت کو تو نے دور نہ کیا وہ اپنی بدبختی میں مر گیا۔ وائے محرومی جس کو تو نے اپنے دروازہ سے دور کر دیا۔ واحسرتا جس کو تو نے اپنے دوستوں کی راہ سے بہکا دیا۔

الٰہی اگر تیری رحمت نیکوکاروں کے لئے ہی خاص ہے تو پھر بتلا گنہگار اپنی امیدیں کس طرف لیجائیں۔ شعر

یَا مَنْ یُّجِیْبُ دُعَا الْمُضْطَرِّ فِی الظُّلَمِ	یَا کَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰی مَعَ السَّقَمِ
قَدْ نَامَ وَفْدُکَ حَوْلَ الْبَیْتِ وَانْتَبَھُوْا	وَاَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَمْ تَنَمِ
اِنْ کَانَ جُوْدُکَ لَا یَرْجُوْہُ ذُوْ زَلَلٍ	فَمَنْ یَّجُوْدُ عَلَی الْعَاصِیْنَ یَا کَرَمِ
ھَبْ لِیْ بِجُوْدِکَ فَضْلَ الْعَفْوِ عَنْ زَلَلِیْ	یَا مَنْ اِلَیْہِ الْتَجَا الْخَلْقُ فِی الْحَرَمِ

(ترجمہ) اے وہ ذات کہ تو اندھیروں میں مظلوم کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اور بلائے مصیبت اور

ہماری بُرائیوں کو دور کر سوائے تیرا گروہ تیرے گھر کے نزدیک سوتا ہوا جاگتا ہے۔ لیکن تو اے حیّ قیوم کبھی نہیں سوتا۔ اگر خطاکاروں کو تیری بخشش کی امید نہیں ہے تو بدکاروں پر کرم کون کریگا۔ اے وہ ذات کہ خلق حرم میں تیری طرف پناہ لیتی ہے تو میری لغزشوں کو معاف فرما۔ یا اللہ تو ہم کو اپنے ستر سے ڈھانپ۔ اور اپنے کرم سے ہم کو معاف کر اور اپنے لطف سے ہمارے ساتھ معاملہ کر۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ٭

فصل

الٰہی اگرچہ ہم تیری حد کے نگاہ رکھنے اور تیرے عہد کے پورا کرنے میں قاصر ہیں لیکن تو جانتا ہے کہ ہم تیری مہربانی کی امید اور خالص دوستی میں سچے ہیں۔ اے وہ ذات کہ جس کی معرفت دلوں پر ظاہر ہے اور اس کا وجود دلوں سے مخفی نہیں ہے۔ اور اس کا کرم وجود خلق پر عام ہے۔ اے وہ اول کہ جس کی ازلیت کی کوئی ابتدا نہیں۔ اے وہ آخر کہ جس کی ابدیت کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ اے وہ ظاہر کہ تو نے اپنے عجیب و غریب افعال ظاہر فرمائے ہیں۔ اے وہ باطن کہ جس کے وصف کمال سے عقلیں عاجز ہیں۔ اے وہ قدوس کہ جس کی مانند کوئی اور چیز نہیں۔ اے وہ واحد کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ تو نے ہم کو مسلمان پیدا کیا ہے پس تو ہم کو اپنے عذاب سے بچا۔ اور تو نے ہم کو مومن بنایا ہے پس اپنے عذاب سے ہم کو امن دے۔ اور تو نے ہم کو سوال کے پہلے ایمان دیا ہے جو تیری تمام نعمتوں سے اعلیٰ اور افضل نعمت ہے اور کریم کوئی چیز دیکر پھر اس کو واپس نہیں لیتا۔ الٰہی تو ہمارے ایمان کو ہماری برائیوں کا مٹانے والا بنا جیسے کہ تو نے کفر کو نیکیوں کا مٹانے والا بنایا ہے۔ یا اللہ اگرچہ ہم تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ لیکن محبت تجھ سے ضرور ہے۔ اور اگرچہ ہم شیطان کی تابعداری کرتے ہیں لیکن اس کو ہم دشمن ضرور جانتے ہیں۔ پس تو اپنی اس محبت کے صدقے جو ہم کو تجھ سے ہے ہماری معصیت و نافرمانی کو بخش۔ اور شیطان کے ساتھ بغض رکھنے کے باعث اس طاعت سے جو ہم اس کے لئے بجالاتے ہیں درگذر کر۔ الٰہی ہم تیرے دروازہ پر آگرے ہیں۔ اور تیرے کرم و احسان کے سوالی ہیں۔ اور اپنے قصور کا اقرار کرتے ہیں۔ تو ہی سب سے زیادہ سوال کو قبول کرنیوالا اور حاجتمندوں کی حاجتوں اور امیدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ شعر

بِبَابِكَ رَبِّي قَدْ أَنَخْتُ رَكَائِبِي ۔۔۔ وَمَا لِي مَنْ أَرْجُوهُ يَا خَيْرَ وَاهِبِ
فَإِنْ جُدْتَ بِالْفَضْلِ الَّذِي أَنْتَ أَهْلُهُ ۔۔۔ فَقَدْ نِلْتُ آمَالِي بِنَيْلِ رَغَائِبِي
وَإِنْ أَبْعَدَتْنِي عَنْ جَنَابِكَ خَطِيئَتِي ۔۔۔ فَيَا خَيْبَةَ مَسْعَى وَضَيْعَةَ حَاجِبِي
حَرَامٌ عَلَى قَلْبِي وَإِنْ شَقَّهُ الضَّنَا ۔۔۔ يَمِيلُ إِلَى خِلٍّ سِوَاكَ وَصَاحِبِ
إِذَا لَمْ أَمُتْ شَوْقًا إِلَيْكَ وَحَسْرَةً ۔۔۔ عَلَيْكَ فَمَا بَلَّغْتُ مِنْكَ مَآرِبِي

(ترجمہ) اے سب سے زیادہ بخشنے والے میں نے اپنی امید کی سواریوں کو تیرے دروازہ پر لا بٹھایا ہے اور تیرے سوا میرا اور کوئی نہیں ہے جس سے میں اُمید رکھوں۔ اگر تو نے مجھ پر وہ فضل کیا جس کے تو لائق ہے تو میں جانوں گا کہ میری سب امیدیں حاصل ہو گئیں۔ اور اگر میری خطا نے مجھے تیری بارگاہ سے دور کر دیا تو پھر میرے جیسا بدنصیب اور محروم کوئی نہیں۔ میرے دل پر اگرچہ جدائی کی مصیبت اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے حرام ہے۔ کہ تیرے سوا کسی اور دوست کی طرف مائل ہو۔ اور اگر میں تیرے دیدار کے شوق اور حسرت میں نہ مرا۔ تو میرا کوئی بھی مقصود تجھ سے پورا نہ ہوا ٭

یا اللہ تو اپنے ان بندوں پر رحم کر۔ جن کو تیری طویل مہلت نے مغرور کر دیا۔ اور تیرے دائمی فضل نے ان کو وعدہ دلایا۔ اور تیری بخشش کی طرف اُنہوں نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور انہوں نے یقین کر لیا۔ کہ تیرے سوا ان کے لئے اور کوئی غنی نہیں جو ان کے سوال کو پورا کرے ٭

فصل

اے اللہ اے تائبین کے دوست اور اے عابدوں کی خوشی۔ اور اے عارفوں کی آنکھ کی ٹھنڈک اور اے اکیلوں کے غمخوار۔ اور اے پناہ گیروں کی پناہ۔ اور اے نا امید دل کی پشت پناہ۔ اور اے وہ ذات کہ تیری طرف صدیقوں کے دل جھکتے ہیں۔ تو ہم کو اپنے متقین دوستوں اور اخلاص یافتہ گروہ میں سے بنا۔ یا اللہ اگرچہ ہمارے گناہ بہت ہی بدتر ہیں لیکن اُن سے ہمارا ارادہ تجھ سے قطع تعلق نہ تھا یا اللہ ہم تیرے دروازہ سے ہرگز دور نہ جائینگے تو ہم کو اپنے حجاب کا دردناک عذاب نہ دے۔ اگرچہ ہم ایسے نہیں جیسے کہ تو نے ہم کو حکم کیا ہے لیکن تو تو عزت و غنی والا ہے۔ اور اگر تو نے ہماری دستگیری نہ کی۔ تو پھر ہم جیسا مسکین

اور کوئی نہیں۔ اور اگر تو ہم کو اپنے پاس سے ہٹا دے تو پھر ہم کس کے پاس التجا کریں۔ اور اگر تو ہم کو ہانک دے تو پھر ہم اور کس طرف جائیں۔ اور اگر تو ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم کس سے وسیلہ پکڑیں۔ اور اگر تو ہم سے مُنہ پھیر جائے تو پھر ہماری طرف کون آوے۔ شعر

تَعَطَّفْ بِفَضْلٍ مِنْكَ يَا فَاطِرَ الْوَرٰى　　فَاَنْتَ مَلَاذِيْ يَا سَيِّدِيْ وَمُعْتِبِيْ

لَئِنْ اَبْعَدَتْنِيْ عَنْ حِمَاكَ خَطِيْئَتِيْ　　فَاِنَّ رَجَائِيْ شَافِعِيْ وَنَصِيْبِيْ

فَظَنِّيْ جَمِيْلٌ اَنَّنِيْ بِكَ وَاثِقٌ　　وَاِنَّ جَمِيْلَ الْعَفْوِ مِنْكَ نَصِيْبِيْ

ذَكَرْتُ زَمَانَ الْوَصْلِ فِيْ رَوْضَةِ الرِّضَا　　فَطَالَ حَنِيْنِيْ نَحْوَهُ وَ اَنِيْنِيْ

وَزَادَتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ حَتّٰى كَاَنَّهَا　　دُمُوْعُ دُمُوْعِيْ لَا دُمُوْعُ جُفُوْنِيْ

(ترجمہ) اے مخلوقات کو پیدا کرنے والے مجھ پر اپنا فضل کر۔ کیونکہ اے میرے سیّد تو ہی میرا مددگار اور میری جائے پناہ ہے۔ اگرچہ میری خطاؤں نے مجھے تیری بارگاہ سے دُور کر دیا ہے۔ لیکن میری امید اور میرا یقین اور میری شفاعت کرنے والا ہے۔ اور تیری عفو جمیل پر میرا یقین اور پورا پورا بھروسہ ہے۔ جب میں نے رضا کے باغ میں وصل کے زمانہ کو یاد کیا تو اُس کے لئے میرا گریہ اور شوق زیادہ ہوا۔ اور میری آنکھوں سے اس قدر آنسو بہے۔ کہ معلوم ہوتے تھے کہ وہ میرے آنسوؤں کے آنسو ہیں نہ کہ میری پلکوں کے آنسو۔ یا اللہ ہم رغبت اور خوشی سے تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور مکروہ اور بُرا جان کر تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہم خوف کرتے ہیں کیونکہ تو عظیم ہے اور تجھ ہی سے ہم اُمید رکھتے ہیں کیونکہ تو ہی ہمارا معبود ہے۔ اور تجھ ہی سے ہم ڈرتے ہیں کیونکہ ہم تیرے بندے ہیں۔ پس اپنے لئے ہم کو محبت دے۔ اور ہمارے لئے خوف دے۔ اور اپنی ربوبیت کے کرم اور عبودیت کے ضعف کی خاطر ہم کو بخش اور ہم پر رحم کر۔ الٰہی گناہوں کے باعث ہم تیرے آگے سوال کرنے سے کیوں رکیں۔ جبکہ ہم تیری نعمتوں کے محتاج ہیں۔ ہم تیرے دروازہ پر آ گرے ہیں۔ تو اپنے دوستوں کے ساتھ ہم پر بھی فضل کر۔ ہم کو یہی عزت کافی ہے کہ ہم تیرے بندے ہیں۔ اور ہمارے لئے یہی شرف کافی ہے کہ تو ہمارا رب ہے۔ الٰہی تو ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ تو چاہتا ہے پس ہم کو بھی ویسا ہی بنا دے جیسے کہ تو چاہتا ہے الٰہی تیرے سوا سب خوشی زائل ہے۔ اور تیرے سوا سب شغل باطل ہے۔ اصلی خوشی وہی ہے جو تیرے ساتھ ہو۔ اور وہ خوشی جو تیرے بغیر ہو وہ سراسر مکر و فریب ہے۔ شعر

فَهَا بِذِكْرِكَ وَالظَّلْمَاءُ عَاكِفَةٌ ۔۔۔ فَكَانَ يَا سَيِّدِي أَحْلَى مِنَ السَّمَرِ
يَا مَنْ إِذَا قُلْتُ يَا مَنْ لَا نَظِيرَ لَهُ ۔۔۔ فِي عِزِّهِ قِيلَ لِي أَصْدَقْ فِي الْبَشَرِ
عَوَّدْتَنِي الطَّوْلَ وَالْإِحْسَانَ يَا أَمَلِي ۔۔۔ فَامْنُنْ بِجُودِكَ يَا سَمْعِي وَيَا بَصَرِي
أَصْبَحْتُ فِي حَيْرَةٍ لَا أَرْتَجِي سَبَبًا ۔۔۔ مِنْ أَرْتَجِيهِ وَقَلْبِي مِنْ سِوَاكَ بَرِي

(ترجمہ) اے میرے مولا۔ اندھیری راتوں میں تیرا ذکر تمام قصّہ کہانیوں سے شیریں اور خوشگوار ہے۔ اے وہ ذات کہ جب میں نے کہا کہ اے وہ ذات جس کی عزّت میں اس کا کوئی نظیر نہیں تو مجھے جواب آیا کہ لے سچے آدمی۔ اے میری امید تو نے اپنے کرم اور احسان کا مجھے وعدہ دیا ہے پس اے میری آنکھ اور کان مجھ پہ اپنا فضل کر۔ میں ایسی حیرت میں ہوں کہ جس سے نکلنے کے لئے مجھے کوئی راہ نہیں سوجھتا۔ لیکن تیرے سوا میرا دل سب سے بیزار ہے +

الٰہی میری حاجت میرے لئے حجّت اور میرا فاقہ میرے لئے وسیلہ ہے۔ شعر

كَفَانِي سَبْقُ عِلْمِكَ بِي كَفَانِي ۔۔۔ وَحَسْبِي مِنْ سِوَائِكَ أَنْ تَرَانِي
وَلِي فِي كُلِّ وَقْتٍ مِنْكَ سِرٌّ ۔۔۔ تُبَشِّرُ بِالْأَمَانِ وَبِالْأَمَانِي

(ترجمہ) ترا سابقہ علم میرے لئے کافی ہے۔ تیرے غیر سے مجھے یہی کافی ہے کہ تو مجھے دیکھتا ہے۔ اور میرے لئے ہر وقت تیری طرف سے ایک سِر ہے جو مجھ کو امن و امید کی خوشخبری دلاتا ہے +

یا اللہ! تو نے ساحروں سے وفا کو قبول کیا جبکہ انہوں نے ایک ہی دفعہ تجھے یاد کیا۔ اور ایک ہی مرتبہ تیرے آگے سجدہ کیا۔ اور ہم ہمیشہ سے تیری ربوبیت کے مقر اور تیری وحدانیت کے معترف ہیں۔ اور ہم نے تیرے سوا کسی اور کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور تیرے سوا کسی اور کی طرف اپنی حاجتیں نہیں لے گئے۔ الٰہی ہم پر اپنا فضل کر اور ہم کو اپنی رحمت میں ڈھانپ اور اپنے لطف سے ہمارا تدارک کر۔ اور اپنی مہربانی سے ہمارے ساتھ معاملہ کر۔ اور اپنی خدمت کے لئے ہم کو توفیق دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ تو ارحم الراحمین ہے۔ وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ +

فصل

الٰہی! جو شخص تیرے سوا کچھ چارہ نہ پاوے وہ تجھے چھوڑ کر کہاں جاوے۔ اور جس شخص کے تمام کاموں کا سرانجام تیرے ہاتھ میں ہو۔ وہ تجھ پر کس طرح بھروسہ نہ کرے۔ الٰہی ہمارے گناہوں کی غایت ہے لیکن تیرے کرم کی کوئی غایت اور حد نہیں ہے الٰہی اگرچہ ہم توبہ پر طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن تو تو مغفرت پر قدرت رکھتا ہے۔ الٰہی ہم نے تمام طاعات سے بڑھ کر طاعت یعنی تیرے ساتھ ایمان لانے اور تیری طرف محتاج اور فقیر ہونے میں تیری طاعت کی ہے۔ اور تمام برائیوں میں سے سب سے بڑھ کر برائی یعنی شرک اور تجھ پر افترا کرنے کو ترک کر دیا ہے۔ پس ان دونوں کے درمیانی گناہ کو بخش اور ہم کو اپنے سامنے خوار نہ کر۔ الٰہی ہمارے گناہ تیری عفو کے مقابلہ میں بہت ہی صغیرہ ہیں۔ اگرچہ وہ تیری نہی کے مقابلہ میں بہت ہی بڑے ہیں۔ الٰہی اگر تو ہم کو خوار کرنا چاہتا تو ہم کو ہدایت نہ دیتا اور اگر تو ہم کو رسوا کرنا چاہتا تو ہم پر وہ نہ ڈالتا پس یا اللہ جس چیز کے ساتھ تو نے ہماری ابتداء کی ہے اس کو کامل کر۔ اور جس چیز کے ساتھ تو نے ہمارا اکرام کیا ہے اس کو ہم سے نہ چھین۔ شعر

يَا مَنْ كَسَا قَلْبِي مِنَ الْحُبِّ خِلْعَةً وَآمَنَنِي فِي لُبْسِهَا الدَّهْرَ أَنْ تَبْلَى

أَنَا عِوَضِي فِي كُلِّ سَفَرٍ وَحَاضِرٍ وَيَا خَلَفِي مِنْ كُلِّ مَنْ صَرَمَ الْحَبْلَا

(ترجمہ) اے وہ ذات کہ تو نے میرے دل کو محبت کی خلعت پہنا دی ہے۔ اور اس کے پہننے سے مجھے ایسا امن دیا ہے کہ زمانہ بھر وہ خلعت بوسیدہ نہ ہوگی۔ تو تمام سفر و حاضر سے میرا عوض اور ہر مصیبت زدہ آدمی سے میرا خلف ہے۔

الٰہی! تو ایسے چہرہ کو جو تیرے لئے سجدہ کرتا ہے۔ اور ایسی زبان کو جو تیرا ذکر کرتی ہے۔ اور ایسے دل کو جو تیرا عارف ہے آگ سے جلاویگا۔ شعر

أَخَافُ بَعْدَ أَنْ تَوَّجْتَنِي بِهُدَايَةٍ وَأَوْلَيْتَنِي الْإِحْسَانَ وَ[illegible]لَ شَامِلَا

تُجَرِّدُ قَلْبِي مِنْ لِبَاسِ عِنَايَةٍ وَتَسْلُبُنِيهِ مَا أَظُنُّكَ فَاعِلَا

(ترجمہ) میں ڈرتا ہوں کہ تو اپنی ہدایت کے تاج کو اور احسان اور نعمت کو جو تو نے بخشی ہے چھین لے۔ اور اپنی عنایت کے لباس سے میرے دل کو ننگا کر دے۔ میں گمان

نہیں کرتا۔ کہ تو ایسا کرے ٭ الٰہی! جس شخص نے تیرے حضور کی نعمت میں کمال سرور پایا وہ تیری خدمت کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ شعر

بُشْرٰی قُلُوْبٌ اَنْتَ غَایَةُ شُغْلِهَا ... یَا کُلَّ مَطْلُوْبٍ لَهَا وَحَامِلُ کَلِّهَا
وَاِذَا الرِّقَابُ تَوَاضَعَتْ وَتَذَلَّلَتْ ... مِنَّا اِلَیْکَ فَعِزُّهَا فِیْ ذُلِّهَا

(ترجمہ) مبارک ہیں وہ دل جن کے شغل کی غایت اور ان کا مطلوب اور ان کا اُٹھانے والا تو ہے۔ جب ہماری گردنیں تیرے سامنے جھکتی اور ذلیل ہوتی ہیں۔ تو ان کی عزت اسی ذلت میں ہے ٭ اس آدمی سے تعجب آتا ہے جو بندوں کے آگے ذلیل ہوتا ہے۔ حالانکہ اپنے مولیٰ سے جو کچھ چاہتا ہے پاتا ہے۔ اور زیادہ گھاٹے والا وہی شخص ہے جو اپنی حاجتوں کی طلب میں خلق کے آگے جھکتا پھرے۔ اور اگر وہ اپنے مولیٰ کی طرف رجوع کرتا تو تمام کاموں میں اس کو کافی ہوتا۔ شعر

خُضُوْعِیْ لِشَیْءٍ غَیْرِ عِزِّکَ بَاطِلٌ ... وَحُبِّیْ لِشَیْءٍ غَیْرِ وَجْهِکَ ضَائِعٌ
وَاِنِّیْ لَاَرْجُو الْفَضْلَ حَتّٰی کَاَنَّنِیْ ... اَرٰی بِجَمِیْلِ الظَّنِّ مَا اَنْتَ صَانِعٌ

(ترجمہ) تیری عزت کے سوا کسی اور شے کی طرف میرا جھکنا باطل ہے۔ اور تیری ذات کے سوا کسی اور شے کے ساتھ میرا محبت لگانا ضائع اور بیفائدہ ہے۔ اور میں تیرے فضل پر اس قدر امید رکھتا ہوں کہ میں اپنے جمیل ظن سے دیکھتا ہوں جو تو میرے ساتھ کرنیوالا ہے ٭ الٰہی! جب کوئی حیلہ نہ رہے تو تو ہمارے لئے جائے پناہ ہے۔ اور جب سب طرف سے اُمید منقطع ہو جائے تو پھر تو ہی ہمارے لئے اُمید گاہ ہے۔ تیرے ذکر سے ہم نعمت پاتے اور فخر کرتے ہیں۔ اور تیرے جود کی طرف ہم محتاج ہوئے اور پناہ لیتے ہیں۔ پس تیرے ساتھ ہمارا فخر اور تیری ہی طرف ہمارا فقر ہے۔ شعر

بِذِکْرِکَ یَا مَوْلَی الْوَرٰی نَتَنَعَّمُ ... وَقَدْ خَابَ قَوْمٌ عَنْ سَبِیْلِکَ قَدْ عَمُوْا
شَهِدْنَا یَقِیْنًا اَنَّ عِلْمَکَ وَاسِعٌ ... وَاَنْتَ تَرٰی مَا فِی الْقُلُوْبِ وَتَعْلَمُ
اِلٰهِیْ حَمَلْنَا ذُنُوْبًا عَظِیْمَةً ... اَسَأْنَا وَقَصَّرْنَا وَجُوْدُکَ اَعْظَمُ
سَتَرْنَا مَعَاصِیْنَا عَنِ الْخَلْقِ غَفْلَةً ... وَاَنْتَ تَرَانَا ثُمَّ تَعْفُوْ وَتَرْحَمُ
وَحَقِّکَ مَا مِنَّا مُسِیْءٌ یَسُرُّهُ ... صُدُوْدُکَ عَنْهُ بَلْ یَذِلُّ وَیَنْدَمُ
سَکَتْنَا عَنِ الشَّکْوٰی حَیَاءً وَهَیْبَةً ... وَحَاجَتُنَا بِالْمُقْتَضٰی تَتَکَلَّمُ

إِذَا كَانَ ذُلُّ الْعَبْدِ بِالْحَالِ نَاطِقًا ۔۔۔ فَهَلْ يَسْتَطِيعُ الصَّبْرَ عَنْهُ وَيَكْتُمُ
إِلٰهِي فَجُدْ وَاصْفَحْ وَأَصْلِحْ قُلُوبَنَا ۔۔۔ فَأَنْتَ الَّذِي تُولِي الْجَمِيلَ وَتُكْرِمُ
أَلَسْتَ الَّذِي قَرَّبْتَ قَوْمًا فَوَافَقُوا ۔۔۔ وَوَفَّقْتَهُمْ حَتّٰى أَنَابُوا وَأَسْلَمُوا
وَقُلْتَ اسْتَقِيمُوا مِنَّةً وَتَكَرُّمًا ۔۔۔ وَأَنْتَ الَّذِي قَوَّمْتَهُمْ فَتَقَوَّمُوا
لَهُمْ فِي الدُّجٰى أُنْسٌ بِذِكْرِكَ دَائِمًا ۔۔۔ فَهُمْ فِي اللَّيَالِي سَاجِدُونَ وَقُوَّمُ
نَظَرْتَ إِلَيْهِمْ نَظْرَةً بِتَعَطُّفٍ ۔۔۔ فَعَاشُوا بِهَا وَالْخَلْقُ سَكْرٰى وَنُوَّمُ
لَكَ الْحَمْدُ عَامِلْنَا بِمَا أَنْتَ أَهْلُهُ ۔۔۔ وَسَامِحْ وَسَلِّمْنَا فَأَنْتَ الْمُسَلِّمُ

(ترجمہ) اے خلق کے مولیٰ! ہم تیرے ذکر سے نازو نعمت حاصل کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو تیرے راستہ سے اندھے ہیں وہ سراسر محروم ہیں۔ ہم اپنے یقین سے شہادت دیتے ہیں کہ تیرا علم وسیع ہے اور تو دلوں کی باتوں کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ الٰہی ہم نے بہت بھاری گناہ کئے اور ہر طرح کی بُرائی اور قصور کئے لیکن تیرا جود و کرم ہمارے گناہوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ تو نے خلق سے پوشیدہ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے اور تو ہم کو دیکھتا ہے پھر معاف کرتا اور رحم کرتا ہے۔ ہمیں تیری قسم ہے کہ ہم میں ایسا بدکار کوئی نہیں جو تیری جُدائی اور روگردانی پر خوش ہو۔ بلکہ ذلیل و نادم ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم تیرے حیا اور ہیبت کے مارے شکایت سے خاموش ہیں لیکن ہماری حاجت اپنے مطلب پر بول رہی ہے۔ جب بندے کی ذلت زبان حال سے پکار رہی ہو۔ تو پھر وہ صبر کس طرح کر سکتا ہے اور کس طرح حال چھپا سکتا ہے۔ یا اللہ تو وہی ذات ہے جس نے بعض لوگوں کو قرب بخشا اور وہ تیرے موافق ہو گئے۔ اور تو نے ان کو توفیق دی حتّٰی کہ اُنہوں نے توبہ کی اور اسلام لے آئے۔ اور تو نے اُن پر منت و احسان جتلا کر کہا کہ استقامت اختیار کرو۔ اور تو وہی ذات ہے جس نے بعض لوگوں کو سیدھا کیا اور وہ سیدھے ہو گئے یعنی راہ راست پر آ گئے۔ وہ ہمیشہ اندھیرے میں تیرے ذکر سے انس پکڑتے ہیں اور راتوں میں تیرے آگے سجدہ اور قیام کرتے ہیں۔ تو نے اُن کی طرف مہربانی کی نظر سے دیکھا اور اُنہوں نے بڑی خوشی سے زندگی بسر کی درانحالیکہ خلق مست اور سوئی ہوتی ہے۔ تیرے واسطے حمد ہے۔ اور تو ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کر جس کے تو لائق ہے اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بچا۔ تو ہی بچانے والا ہے ✦

الٰہی! تو اپنی طرف آپ ہی ہم کو رہنمائی کر اور اپنے سامنے ہماری ذلت پر رحم کر۔ اور اپنی نعمتوں میں ہم کو رغبت دلا۔ اور ہمارے گناہوں کے باعث ہم کو محروم نہ رکھ۔ اور ہمارے گناہوں کے سبب ہم کو بارگاہ سے دور نہ کر۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ✦

فصل

الٰہی تو ہی بادشاہ اور حق اور مبین اور نور اور ہادی اور قوی اور متین ہے۔ تو نے ہم کو اپنی ربوبیت کی معرفت بخشی اور اپنی نعمتوں کے بحر میں ہم کو غرق کیا۔ اور اپنے ذکر اور انس کی نعمت ہم کو عطاء کی۔ اور تو نے ہم کو اپنے پاک گھر کی طرف بلایا۔ الٰہی جس شخص نے تیری محبت کا مزہ چکھا وہ تیرے قرب سے کس طرح صبر کر سکے۔ نظم

مَا سَرَّنِيْ اِنَّ لِسَانِيْ وَلَا ۔۔۔ قَلْبِيْ مِنْ ذِكْرِكَ يَوْمًا خَلَا

لَوْ اَنَّ لِيْ مِلْكَ بَنِيْ هَاشِمٍ ۔۔۔ نُحِيَ اِلَى الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلَا

اِنِّيْ وَاِنْ قَصَّرْتُ فِيْ خِدْمَتِيْ ۔۔۔ بَاقٍ عَلَى الْعَهْدِ وَذَاكَ الْوَلَا

اَلْعَيْشُ كُلُّ الْعَيْشِ اِنْ جُدْتَ لِيْ ۔۔۔ بِالْقُرْبِ يَا سُؤْلِيْ وَاِلَّا فَلَا

(ترجمہ) مجھے یہ امر اچھا نہیں لگتا کہ میری زبان اور دل کسی دن تیرے ذکر سے خالی ہوں اگر میرے لئے بنی ہاشم بادشاہ ہوتا۔ تو اول کی طرف پھر اوّل کی طرف برگزیدہ کرتا۔ اگرچہ میں اپنی خدمت میں قاصر ہوں لیکن تیرے عہد اور محبت پر اسی طرح باقی اور قائم ہوں۔ اے میری امید اگر تو نے اپنا قرب بخشا تو پھر عیش ہی عیش ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ✦

الٰہی جب ہم تیرے فضل کی طرف نظر کرتے ہیں تو تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو ہلاک ہو گئے کیوں ہلاک ہوئے۔ اور اگر ہم تیرے عدل کی طرف دیکھتے ہیں تو تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو نجات پا گئے کس طرح نجات پا گئے۔ الٰہی اگر تو نے اپنے فضل کے ساتھ ہمارا حساب لیا۔ تو ہم تیرے رضوان کو پا لینگے۔ اور اگر تو نے عدل کے ساتھ ہمارا حساب لیا۔ تو پھر ہم تیری بخشش بھی نہ پا سکینگے۔ الٰہی میں کس طرح تجھ سے امید رکھوں کیونکہ میں میں ہوں۔ اور کس طرح تجھ سے اُمید نہ رکھوں کیونکہ تو تو ہے۔ نظم

مَا زِلْتُ اَغْرَقُ فِي الْاِسَاءَةِ دَائِمًا ۔۔۔ وَيَكُوْنُ مِنْكَ الْعَفْوُ وَالْغُفْرَانُ

لَمْ تَنْقُصِیْ اِذَا سَاءَتْ وَزِدْتَنِیْ | حَتّٰی کَاَنَّ اِسَاءَتِیْ اِحْسَانُ
تُوْلِی الْجَمِیْلَ عَلَی الْقَبِیْحِ تَکَرُّمًا | فَاعْفُ فَاَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمَنَّانُ

(ترجمہ) الٰہی میں ہمیشہ بُرائی میں غرق ہو۔ اور تیری طرف سے ہمیشہ میرے لئے عفو اور غفران ہوتا رہتا ہے۔ جب میں بُرائی کرتا ہوں تو نہ زیادہ ہوتا ہوں نہ کم۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا بُرائی کرنا میرے لئے احسان ہے۔ تو بُرائی پر نیکی اور احسان کرتا ہے تو مجھے بخش۔ تو منعم اور احسان کرنے والا ہے +

الٰہی اگرچہ ہم ان گناہوں کے ترک کرنے پر جو تو نے ہمارے لئے لکھے ہیں قدرت نہیں رکھتے۔ لیکن تو تو ہمارے بخشنے پر قدرت رکھتا ہے۔ الٰہی اگرچہ ہم نے جہالت سے تیری نافرمانی کی ہے لیکن اب ہم عقل سے تجھ کو پکارتے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارا ایسا رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور پروا نہیں کرتا۔ الٰہی تو شکایت سے پہلے حال کو جانتا ہے۔ اور تو اُمیدوں کے بر لانے اور مصیبتوں کے دُور کرنے پر قادر ہے۔ نظم

اُجِلُّکَ اَنْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ الَّذِیْ اَلْقٰی | وَاَنْتَ تَرٰی حَالِیْ وَتَعْلَمُهٗ حَقًّا
وَاِنِّیْ لَاُخْفِیْ مَا اُلَاقِیْ مِنَ الْاَسٰی | فَهَا هٰذَا الدَّمْعُ یَسْبِقُنِیْ سَبْقًا
وَتُطْمِعُنِی الْاَشْوَاقُ حَتّٰی اِذَا بَدَا | جَمَالُکَ لَمْ اَمْلِکْ لِسَانًا وَّلَا نُطْقًا
اِذَا مَا تَمَنَّی النَّاسُ رَوْحًا وَّرَاحَةً | تَمَنَّیْتُ اَنْ اَفْنٰی وَسِرُّ الْهَوٰی یَبْقٰی
بِجُوْدِکَ فَاجْبُرْ قَلْبَ عَبْدٍ قَطَعْتَهٗ | اِلَیْکَ فَلَا غَرْبًا یَرُوْمُ وَلَا شَرْقًا
تَعَطَّفْ وَلَا تَقْطَعْهُ عَنْکَ فَاِنَّهٗ | مُقِیْمٌ عَلٰی بَابِ الرَّجَا اَبَدًا مُلْقٰی

(ترجمہ) الٰہی میں تجھے اس بات سے برتر جانتا ہوں کہ اپنی مصیبت کی تیرے سامنے شکایت کروں۔ حالانکہ تو میرے حال کو جانتا ہے۔ اور اگر کوئی مصیبت اور تکلیف مجھے پہنچے۔ تو میں اُس کو چھپاتا ہوں۔ لیکن یہ آنسو گواہ ہیں جو مجھ سے سبقت کر جاتے ہیں۔ اور شوق مجھے طمع دلاتا ہے حتیٰ کہ جب تیرا جمال ظاہر ہوتا ہے تو میری زبان اور [illegible] میرے قابو میں نہیں رہتی۔ اور لوگ راحت و آرام کی تمنا کرتے ہیں۔ لیکن میری آرزو یہی ہے کہ میں فنا ہو جاؤں اور تیری محبت باقی رہ جاوے۔ اپنے جود و کرم سے اس آدمی کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ جس کو تو اپنی طرف لے آیا ہے۔ اُس کو مشرق و مغرب میں کوئی ٹھکانا

نہیں۔ اس پر مہربانی کر اور اس کو اپنے پاس سے دُور نہ کر۔ کیونکہ وہ تیری اُمید کے دروازہ پر ہمیشہ کے لئے پڑا ہوا ہے ٭

یا اللہ! تو لغزشوں کو ڈھانپتا اور بُرائیوں کو بخشتا اور ان کو نیکیوں کے ساتھ بدلتا ہے۔ تو ہم کو اپنے مکر سے بچا۔ اور اپنے ذکر سے ہم کو آراستہ کر اور اپنے امر کے بجالانے میں ہم کو سرگرم رکھ۔ اور اپنے شکر کی ہم کو توفیق دے۔ اور ہم کو اور ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش۔ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ٭

بالخیر تمّت